الشعراء تلامیذ الرحمٰن

سالک کامل عارف واصل غواص بحر وحدانی پیر و مرشد بارگاہی حضرت شاہ
غلام جیلانی بادشاہ قادری چشتی قدس سرہ العزیز المتخلص تسلیم مشائخ قصبہ
گلشن آباد و میدک پاسبِ نظام کے تمام و کمال اردو و فارسی غزلیات و رباعیات

الموسوم بہ

دیوان تسلیم

مرتبہ
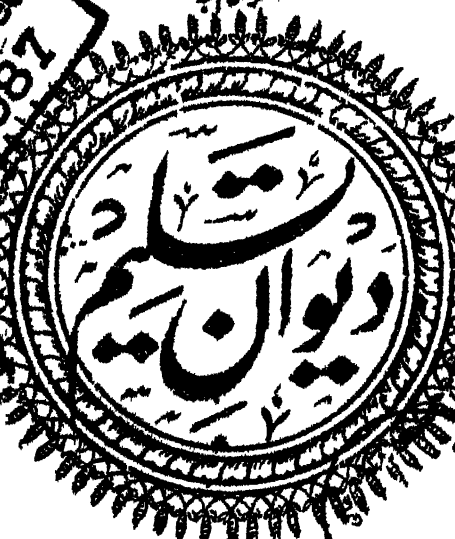
خاکسار شاہ محمد ولی اللہ قادری نجیب گلشن آبادی غفر اللہ لہ و لوالدیہ

سنہ ۱۳۳۳ — ۱۳۲۴

باہتمام مہتمم مطبع

مطبوعہ مطبع محبوب النظائر ممالک حیدرآباد

قیمت — طبع اوّل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ

نحمدہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ الکریم وآلہ واصحابہ الکرام

ہندوستان میں شاعرانہ مذاق جس طرح روز بروز ترقی کرتا رہا ہے۔ تاریخ بھی اس کا
کوئی صحیح پتہ نہیں دے سکی کیا ہو۔ کوئی زمانہ کوئی دور اس مذاق سے خالی نہیں رہا۔ ہر زمانہ میں
لائق و قابل شعرا کے وجود سے ملک میں ایک تازہ بہار آتی رہی ہے۔ خاص خاص
شعرا کی جدت پسندی و دقیقہ رسی نے شاعری کو ایسے اوج کمال پر پہنچایا کہ جیسی
مشکل زبان سے تو نہیں ہو سکتی۔ چونکہ انسانی مذاق مختلف الکیفیت ہوا کرتا ہے اس
لحاظ سے کسی نے زیادہ قصیدہ گوئی کو پسند کیا اور کسی نے زیادہ غزل گوئی کو۔
قصائد کو قطع نظر کرکے صرف غزلیات پر جب نظر ڈالی جاتی ہے تو عام طور تین قسم
صنف سے خالی نہیں پائی جاتیں ایک تو وہ غزلیات جو صرف مجازی اور فرضی معشوقوں کے خط و خال کی تعریف میں
لکھی جاتی ہیں دوسری وہ غزلیات جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نعت و شان میں تصنیف کی جاتی ہیں
تیسری وہ غزلیات جو حقانی و صوفیانہ کہلاتی ہیں جن میں خاص خاص وہ مضامین
ہوتے ہیں جو معرفت و حقیقت سے تعلق رکھتے ہیں۔

پہلی صنف کی وہ غزلیات جنکا استعمال عام شعرا کیا کرتے ہیں۔ در اصل وہ غزل
گوئی نہیں ہے بلکہ ہزل گوئی و بیہودہ سرائی ہے۔ ایسے ہی شعرا کی مذمت
میں حق تعالی نے الشعراء یتبعہم الغاوٗن ارشاد فرمایا ہے۔ ان غزلیات کے
مضامین مخرب اخلاق ہونیکے علاوہ خیالات عقوبات میں بھی مبتلا کر دینے والے ہیں۔
دوسری صنف کی وہ غزلیات جو نعت نبوی اور شان مصطفوی صلے اللہ علیہ وسلم میں
لکھی جاتی ہیں ان سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حقیقی مدارج اور واقعی عظمت

شان کے اظہار کے علاوہ عاشقانِ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق
صادق اور محبت وائق کا بھی ثبوت ملتا ہے - یہ نعتیہ غزلیات کاتب کے ایمان کے
ازدیاد مدارج و شوق اور سامع و ناظر کے لئے سرمایہ نجات و برکات ہیں -
تیسری صنف کے وہ غزلیات جن میں حقائق و معارف کا بیان ہوتا ہے یا خاص صوفیا
کرام رحمہم اللہ کے اُن باطنی جذبات اور دلی کیفیات کا نمونہ ہیں جو ہر وقت اُن کے
پیش نظر ہوتے ہیں - ان غزلیات میں اکثر وہ تصوفانہ مضامین ادا کئے گئے ہیں جنہیں
وحدت الوجود و منازل سلوک مکاشفہ مراقبہ وغیرہ کا ذکر کیا جاتا ہے - ان غزلیات
کی سماعت اور معائنہ طالبین کے لئے ازدیاد شوق و معلومات عرفیہ کا ایک کافی ذریعہ
ہے - ایسے ہی شعراء کی شان میں الشعراء تلامیذ الرحمٰن وارد ہوا ہے - اور یہی شعراء
ہیں جنکے اشعار میں وہ لذت اصلی اور لطف حقیقی حاصل ہوتا ہے جسکا بیان حد تحریر سے
خارج ہے - انہیں شعراء صوفیہ کے مقدس زمرہ میں عارف کامل سالک واصل غواص
بحر وحدانی حضرت پیر و مرشد قبلہ گاہی شاہ غلام جیلانی بادشاہ قبلہ قادری الحسینی قدس
سرہ العزیز المتخلص بہ تسلیم مشائخ قصبہ گلشن آباد میدک کا بھی شمار ہے -
حضرت کا تقدس باطنی اور تبحر علمی جس حد تک معروف و مشہور تھا دکن کا اکثر حصہ بخوبی
واقف ہے - حضرت کے صدہا تصرفات و کرامات لوگوں پر ظاہر ہو چکے ہیں - جو لوگ
فیضان ظاہری و باطنی سے مستفیض ہوتے رہے ہیں دکن میں اُنکی تعداد معتد بہ ہے
حضرت نے اپنی بیش بہا زندگی کا اکثر حصہ ارشاد و تلقین - درس و تدریس تصنیف و
تالیف - وعظ و نصائح میں صرف فرمایا - آپ کو قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین
قطب دوران عارف باللہ آگاہ رموز غیبی حضرت سید صاحب حسینی بادشاہ صاحب قبلہ
قادری الحسینی رحمۃ اللہ علیہ مشائخ قصبہ نیکمال سے جو آپ کے حقیقی ماموں تھے فخر تلمذ و
شرف بیعت و خلافت حاصل تھا - بالآخر آپ نے ۱۴ شعبان المعظم سنہ ۱۳۰۱ ہجری کے دن

۹۳ سال کی عمر میں بمقام شکار پور جہان نا پائدار سے عالم جاویدانی کی طرف انتقال فرمایا اور آپکا دفن بمقام مذکور ہوا۔ چنانچہ اسوقت آپکا مزار پرانوار آپ ہی کے دیوان نشانہ کی طرح مرجع عالم ہے۔

انتقال کے چند سال بعد اس خاکسار نے حضرت کی سوانح عمری بڑی محنت و جانفشانی کے ساتھ ترتیب دی۔ چنانچہ یہ سوانح عمری موسومہ حیات تسلیم ۱۳۲۲ھ میں زیور طبع سے آراستہ ہو کر اشاعت پذیر ہوئی۔ اس سوانح کے دوسرے حصہ میں آپ کے تمام دیوان فارسی و اردو تصانیف کا انتخاب نمونتہً درج کیا گیا ہے جو لوگ سوانح کا ملاحظہ فرما چکے ہیں بالخصوص آپ کے اردو و فارسی غزلیات کا انتخاب بھی نظر سے گذرا ہوگا جس سے اس بات کا اندازہ ضرور ہو سکتا ہے کہ آپ کے صوفیانہ خیالات کس پایہ کے ہیں۔ اگرچہ آپ کے وصال کے تیسرے چوتھے سال ہی آپ کے اردو فارسی غزلیات کا وہ کلیات جو اکثر آپ ہی کے قلم سے متفرق پرچون پر لکھا ہوا تھا ردیف وار دیوان کی شکل میں لایا گیا تھا۔ لیکن ابتک بوجوہ چند دیوان کے طبع کی کوئی صورت بن نہ آئی۔ لیکن بحمداللہ اب حضرت ماموں صاحب قبلہ حضرت حاجی محمد بادشاہ صاحب مدظلہ العالی متوطن ضلع بدایوں سابق سررشتہ دار محکمہ ناظم خراج صرفخاص مبارک کی حسن تحریک و توجہات اور مکرمی جناب مولوی محمد عزیز الرحمن صاحب سررشتہ دار کی خاص نوازشات و مراعات سے حضرت کے تمام اردو فارسی غزلیات جو دیوان تسلیم کے نام سے موسوم ہیں طبع ہو کر ہدیہ ناظرین ہیں۔ دیوان کے ملاحظہ سے ظاہر ہو سکتا ہے کہ علاوہ شاعرانہ تلازمات و سنجیدہ خیالات اور سلاست و روانی کے آپ نے صوفیانہ مذاق اور محققانہ خیال کو غزلیات کے پیرایہ میں کس انداز اور کس خوبی سے ادا فرمایا ہے۔ آپکی کوئی غزل اور کوئی شعر ایسا نہیں پایا جاتا جس میں کوئی خاص صوفیانہ رنگ نہو۔ آپکا تمام دیوان وحدت و کثرت حقیقت و غیریت عروج و نزول

مشاغل سلوک مکاشفہ مراقبہ ودید و اوراد و اذکار و اشغال خود شناسی خدا شناسی و ارشادات

منازل ستہ سبعہ صفات جواہر اربع وغیرہ کے مضامین کے علاوہ دیوان شریف ایسے بہت سے اشعار سے

بھی بھرا ہوا ہے بالخصوص آپ کے دیوان میں مقامات ادق وہ ہیں جہاں آپ نے مسئلہ

وحدت الوجود کو جو صوفیاء کرام کا مسلم الثبوت اعتقاد ہے کیونکر مختلف تشبیہات و کنایات و استعارات

کس خوش اسلوب طرز و عجیب انداز سے بیان فرمایا ہے جسکا صحیح مذاق وہی حضرات حاصل

کر سکتے ہیں جو اہل حال اور صاحب نسبت ہوں۔ درحقیقت دیوان کے تمام غزلیات آپ کے

باطنی جذبات و دلی کیفیات کا نمونہ ہیں جو وقتاً فوقتاً آپ پر وارد ہوا کرتے تھے۔

یہی سبب ہے کہ اہل دل کے اشعار جو حسب حال ہوا کرتے ہیں انھیں ایک عجیب تاثیر مضمر

ہوا کرتی ہے۔ چنانچہ ایک غزل میں آپکا ارشاد ہے ؎ تسلیم کرے اہل سخن کیوں نہیں کہ ہوتی

صاحبدلوں کے شعر میں تاثیر اور ہے ۔ اور چونکہ اہل حال قال ہی سے اپنے مخصوص حالات

کا اظہار کیا کرتے ہیں اور جس سے اہل دل کو لذت حال کی حاصل ہوا کرتی ہے ایک دوسری غزل میں آپ

ارشاد فرماتے ہیں ؎ قال سے ملتی ہے دل والوں کو لذت حال کی ۔ اس لئے تسلیم شیدائی

بیاں کرتا نہیں ۔ غرض اگر کچھ غور و فکر اور نظر تعمق سے دیکھا جائے تو آپکی ہر غزل کا ایک

ایک شعر عموماً ہر طالب راہ کے لئے اور خصوصاً آپ کے مریدین و معتقدین کے لئے

مرشدانہ تعلیم باطنی ارشاد اور نور ہدایت ہے۔

اگرچہ نظم و نثر میں آپکا فارسی کلام کتابی صورت میں مختلف طور پر ہے لیکن آپکی فارسی

غزلیات بہت مختصر ہیں اس لئے فارسی غزلیات بھی اردو دیوان کے آخر میں بطور

ضمیمہ شریک کردی گئیں ہیں۔ جن سے آپ کے فارسی مذاق کا بھی اندازہ باذوق

اصحاب کو ہو سکے گا۔ اللہ الموفق والمعین وعلیہ التکلان۔

خاکسار

شاہ محمد ولی اللہ قادری ادیب گلشن آبادی

الله

دیوانِ تسلیم

ردیف الف

نام لینا باعثِ آرام ہے اللہ کا
اللہ اللہ کس قدر خوش نام ہے اللہ کا

ماسوا اللہ محو ہے باقی نام ہے اللہ کا
ہم برائے نام ہیں سب کام ہے اللہ کا

غوث ہے ابدال ہے اوتاد ہے محبوب ہے
ذکر جس کے دل میں صبح و شام ہے اللہ کا

ایک نیکی دس جزا اور اک بدی اک ہی سزا
امتِ احمد پہ کیا انعام ہے اللہ کا

ہم کہیں اللہ اک اللہ کہے لبیک دس
اپنے بندوں پر فیضِ عام ہے اللہ کا

آپ نہیں ڈرتے خدا سے حق تلف کرتے ہو کیوں
نام حق ہے حق رسانی کام ہے اللہ کا

ظالمو سوچا دو گے مہلت کہاں تک پاؤ گے
جانتے ہو منتقم جب نام ہے اللہ کا

شرع احمد کا نہیں عقلی دلیلوں سے طریق
دین ہے اللہ کا اسلام ہے اللہ کا

پاس ہمنامی کا ہوگا حشر میں اللہ کو
مومن ہے اے تسلیم جب ہمنام ہے اللہ کا

ولہ

ظاہر و باطن میں جلوہ ہے تمام اللہ کا
دل پہ نام اللہ کا صورت نما نام اللہ کا

زاہدو تم نام کو لیتے ہو نام اللہ کا
عارفوں سے پوچھ لو کیا ہے مقام اللہ کا

عرش اعظم کو جو کہتے ہیں مقام اللہ کا
نحن اقرب کیا نہیں دیکھا مقام اللہ کا

وہ خدا کا دوست ہے اور دوست ہے اُس کا خدا / جس کے دل پر ذکر غالب ہے مدام اللہ کا

کیوں نہ ہو ملکِ ولایت کا سلیماں کیوں نہ ہو / ہو نگین دل پہ جس کے نقش نام اللہ کا

سترِ الانسانُ سِرّی کا خلاصہ ذاکرو / ہے نفختُ فیہِ من روحی کلام اللہ کا

عیسیٰ و یحییٰ ہیں یہ حد فرقِ زمین و آسماں / نام لیتے ہیں اگرچہ خاص و عام اللہ کا

رمزِ محبوبِ خدا مخفی فرشتوں سے رہا / کیا شبِ معراج میں تھا اہتمام اللہ کا

کار دبارِ حق نہیں محتاجِ اسبابِ مجاز / رات دن رہتا ہے جاری کن سے کام اللہ کا

ہو نہ دستورِ ازل میں تا ابد لغزش کبھی / کس قدر ہے بے تبدل انتظام اللہ کا

اول و آخر ہے ربِ بس جب تب ہر جگہ سا / دو الف اللہ کے اور ایک لام اللہ کا

حق تعالیٰ کا ہوا اندر کو رسولِ بیک ہی / جو رہا تسلیم ذاکر صبح و شام اللہ کا

ولہ

احمدا شاہد مشہود ہے جلوہ تیرا / سیدا صورتِ مقصود ہی چہرا تیرا

جلوۂ نورِ الٰہی ہے سراپا تیرا / صاف آئینۂ کونین ہے چہرا تیرا

گلِ بستانِ صفا ہے رخِ زیبا تیرا / سروِ گلزارِ قدم ہے قدِ رعنا تیرا

مرحبا کثرتِ تجلی سے ہیں سینے شادا سا / ابرِ رحمت سے ہے کیا نور برستا تیرا

کبھی باہر نہ رہے حلقے سے نہ جائیگا کوئی / نور ہے انفس و آفاق کو گھیرا تیرا

تیری میراث ہی کوثر پہ وہ ہوگا ساقی / جو وصی تیرا ہے اور بھائی چچیرا تیرا

تا دمے ساقیِ کوثر کو کہ دیتا جائے / نہ رہے تا کوئی باقی وہاں پیاسا تیرا

جب کیا عزمِ سفر تھی وہ پہلی منزل / تب معراج لگا عرش پہ ڈیرا تیرا

کیا علو تہ تیرا ہے کہ معراج کی شب / کفشِ پا تاج کیا عرشِ معلیٰ تیرا

تو ہے وہ طائرِ وحدت کہ بلند پروازی / قابَ قوسین پہ ہوتا ہے بسیرا تیرا

تیری آنکھوں میں تھا مازاغ کا سرمۂ تسکین / محوِ نظارۂ دیدار تھا پیارا تیرا

نور سے بھر دیا دھو دھا کے کیا جب خالی
وہ ترا دل ہے وہ سینہ وہ کلیجا تیرا

صاحبِ عرشِ معلیٰ سے ہمیشہ نازل
تحفۂ صلِّ علیٰ ہے منّ و سلویٰ تیرا

اہلِ عصیاں کی گزر سے ہوا دوزخ اداس
دیکھا جب برزخِ پُر نور نذیرا تیرا

خوش ہوا کہکے کہ بھر جائینگے امت سے مکاں
دیکھ جنت قدمِ پاک بسیرا تیرا

سب نے جانا کہ خدائی کا وسیلہ ہے بجا
عرش و افلاک پہ جب ہو گیا دورا تیرا

حالتِ کفر میں دوزخ کی ہوئی آگ حرام
دیکھا جب حسنِ شمائل سے شجرا تیرا

ہے ترے نور کے جلوہ سے دو عالم کا ظہور
خاص ہے نورِ الٰہی سے ظہورا تیرا

سب رضا جو ہے خدا قیدِ دو عالم ہیں مگر
خود رضا جو ہے خدا اسکے سر آقا تیرا

ہے ترا رنگ ہر اک نقشہ میں پیدا لیکن
صبغۃ اللہ میں ہے ڈوبا ہوا نقشا تیرا

ق

ہوئی جب آیتِ غفران ترضیٰ نازل
عرض کی تو نے کہ احسان ہے خدایا میرا

پر میں راضی نہیں ہو جاے اگر ایک عاصی
یعنے دوزخ میں ہے امتی ادنا تیرا

قد بے سایہ کے سایہ میں ہیں اہلِ عصیاں
کافی اے سایۂ امت ہے وسیلہ تیرا

سب کو ملتی ہے دوا کیا نہ ملیگی مجھکو
میں تو بیمار ہوں اے میرے مسیحا تیرا

رنج و کلفت سے نجات انکو ملی اورحم
جب لیا آدم و حوا نے ذریعا تیرا

کیا عجب ہے اسے حرمت ہی اچھا کر دے
گو ہے تسلیم نکمو است نکما تیرا

ولہ

طالب اے غوث ہے اللہ تعالیٰ تیرا
واہ کیا مرتبہ ہے افضل و اعلیٰ تیرا

قربِ حق اولیاؤں سے ہے اعلا تیرا
مرتبہ عرشِ معلّا سے ہے بالا تیرا

سکار خانہ ترے طالب کا ہے سکا تیرا
کس کی قدرت ہے کرے کیا کوئی سکا تیرا

نہو محتاج کسی کا کبھی پالا تیرا
کبھی لغزش میں نہ آئیگا سنبھالا تیرا

جنس و کاں نہیں جسمیں نہیں سودا تیرا
رایج الوقت ہے ہر گنج میں سکّا تیرا

سب گھرانوں سے مقدس ہے گھرانا تیرا
کل گھرانوں میں ہوا ای شمع اُجالا تیرا

بزبان جس سے ہیں ہستیں وہ ہے چشما تیرا
چشمے جس سے ہیں اُبلتے وہ ہے رستا تیرا

میرے مولا میں گداؤں میں ہوں فقرا تیرا
میرے آقا میں غلاموں میں ہوں ادنیٰ تیرا

سب ترے نیک ہیں بد ہے تو یہی ایک غلام
سب ترے اچھے ہیں اک میں ہی ہوں نکما تیرا

تگ و رگ گاہ کے سیر دن پہ شرف رکھتا ہے
کیوں نہ پھر اچھوں سے اچھا ہو نکما تیرا

تو وہ مخدوم ہے ہر ایک ہے تیرا خادم
تو وہ مولا ہے کہ ہر ایک ہے مولا تیرا

دین و دنیا میں مریدوں کے ہے سر پر سایہ
میرے مولا مرے صاحب مرے آقا تیرا

کشتیاں چلتی ہیں دریائے جہاں میں تیری
نا خدا جسکا ہے خود سلسلہ آقا تیرا

غوث الاغواث ہے تو اے شہ قطب الاقطاب
ہے تو محبوب خدا رتبہ ہے بالا تیرا

چرخ اطلس ہو تمنا سے ترا پا انداز
وہ بلند اے شہ بغداد ہے رتبا تیرا

دستگیر اوروں کی کیونکر نہ ہو تیری قدرت
دے کمک جب شہ معراج کو کاندھا تیرا

تو مریدوں کا خریدار ہوا وقت صبا
فرد مکتوبہ خالق ہے قبالا تیرا

جو ولیوں کے ہیں افسر تو ہے انکا افسر
ہے ولایت میں حکومت تری سکا تیرا

قطب ہو غوث ہو ابدال ہو اوتاد مگر
نہ کیا ہے نہ کریگا کوئی دعویٰ تیرا

کوئی گنده ہو کوئی لشکر یہ تجاتی ہو
ڈنکے بجتے ہیں اور اڑتا ہے پھریرا تیرا

بے تردد ہے رواں قافلہ رو و طرح
راستہ صاف ہے بے کھٹکا ہے سیدھا تیرا

کتنے افراد قلمبند ہیں دیکھے تو کوئی
روزنامہ ہے کشادہ نہیں بستا تیرا

تیری ہی مقراض ہے ہے کون معترض ہوا
کون جسکو نہ مخلق کیا مونڈا تیرا

فیصلہ ہات میں تیرے تو ہے غوث الثقلین
محکمہ کونسا جسمیں نہیں فتویٰ تیرا

کونسی لف ہے سلجھی نہیں شانے سے تری
کونسی آنکھ ہے جسمیں نہیں سرما تیرا

کونسا بیڑا ہے جسمیں نہیں تیرا لنگر
کونسا دریا ہے جسمیں نہیں بیڑا تیرا

کھیل نکلا تھا آج ہو گیا طفلی میں تجھے
بالاخانہ پہ جو منظور تھا کعبا تیرا

اولیا جسکو کہتے ہیں گنبدِ وحدت
اے مہِ برجِ کرامت وہ ہے ہالا تیرا

ابرِ رحمت ہے اوروں کے جاری ہے تقاطر یکسر
نالے بہجاتے ہیں بہتا نہیں دریا تیرا

اولیا آئے مقابل کہ کریں [illegible]
پست کی پُشت کو نازانہ اٹھنگا تیرا

بے نیازی میں بھی اللہ کو پیچا ہے تری
نازبردار ہے پیارے سے سراپا تیرا

نام کو تو ہے ولی کام نبی کے ہیں ترے
زمرہ ہے بھید ہے سر ہے یہ معما تیرا

تری نگہت تری قدرت تری دولت تری شاں
جلوۂ برزخِ کبری ہے سراپا تیرا

ترا منکر جو اشارہ دنسے بتاتا ہے تجھے
نہیں دیکھا ہے وہ حربہ ابھی چربا تیرا

ق

غضب اللہ کا تیرا غضب اسی محبوب
گو ہے خلقِ نبوی پاک سجیا تیرا

سرکشی دشمنِ محبوبِ الٰہی کب تک
دیکھ آئینہ میں ہو نہ ہو گیا کالا تیرا

ہو گیا [illegible] جو تیرے یہ سفالی حالت
سگِ وحشی سے بھی بدتر ہوا جینا تیرا

ان سے [illegible] تو [illegible] تجھے مرنا بھی ہوئی
گیا ایمان تو پھر کیا ہے نتیجا تیرا

وہ تو [illegible] آئے تجھے اُن سے انکار
پھر تو مومن ہے صد افسوس [illegible] تیرا

تیرا [illegible] سے غوث خدا کا فخر
چاہا اللہ کا ہے یا بنے والا تیرا

رحم کر تو ہی میری پیاس بجھا اے جیلاں
الغطش کہہ نہیں سکتا کبھی پیاسا تیرا

اور یکبار [illegible] آنکھیں ہیں مری جانب تیرا
طالب شربت دیدار ہے پیاسا تیرا

نزع میں قبر میں محشر میں مدد کیجیے
تو مددگار ہے کافی ہے سہارا تیرا

المدد اے شہ بغداد کہ عاصی تسلیم
بندہ بے دام و درم [illegible] تیرا

ولہ

قدرت کیلیے حق نے دو عالم کو بنایا
خاص اپنے لیے حضرت آدم کو بنایا

کیا بھید ہے الطاف سے مطلوب ہے آپ
اور اپنا طلبگار خدا ہم کو بنایا

آذر سے کیا حق نے براہیم کو پیدا — کیا شان ہے محروم سے محترم کو پیدا
تقدیر بھلی تھی جو بلخ کے ملک کی — عاشق وہ پریزاد کا ہم کو پیدا
ہے گریہ و غم ساتھ ہنسی اور خوشی کے — ذی حجہ کے ہمدوش محرم کو کیا پیدا
پہلے ہی سے سمجھا تھا کہ ہم ہونگے گنہگار — بخشش کے لیے سرورِ عالم کو کیا پیدا
تا دیکھ لیں اللہ کی ہم جلوہ گری کو — تسلیم یہ پتلے میں دل و درد کو کیا پیدا

ولہٗ

دل جب سے انکے حسن کا دیوانہ بن گیا — کاکل کا پیچ حلقۂ سر جو زنانہ بن گیا
جانا ہی تھا کہ دل کی حرارت نکل گئی — کوچہ مرے صنم کا شفاخانہ بن گیا
آنکو نمایش اپنی جو منظور ہو گئی — آئینہ خانہ صاف پریخانہ بن گیا
صورت پرست ہو گئے ہم جب سے اے ندیم — کعبہ ہمارے دل کا صنم خانہ بن گیا
جب میں خدا کو یاد کیا اور رو دیا — ہر قطرہ میرے اشک کا دردانہ بن گیا
خونابۂ جگر کی جو اتری شراب ناب — دم میرا شیشہ دل مرا پیمانہ بن گیا
دل ہو گیا ہے رشتۂ آزادگی میں بند — تسلیم کس کے حسن کا دیوانہ بن گیا

ولہٗ

دنیا ہے وہ بازار کہ ویرانہ بنیگا — جنت وہ محل ہے کہ پریخانہ بنیگا
حوروں سے سروکار نہ غلمان سے کچھ کام — دنیا میں جو اللہ کا دیوانہ بنیگا
سینہ کے سبو میں ہو مے ذکر الٰہی — دم شیشہ مرا دل مرا پیمانہ بنیگا
روتا رہو تو عشق الٰہی میں کہ بیشک — ہر قطرہ ترے آنسو کا دردانہ بنیگا
وہ لو ہے کہ روشن ہوا گر شمع تجلی — تسلیم کا دل شوق سے پروانہ بنیگا

ولہٗ

وہ خالق یکتا کہ دوتا ہو نہیں سکتا — شکر اُس کا کبھی مجھسے ادا ہو نہیں سکتا

جب تک میں ہوں یہ ہوس پیدا نہیں ہو سکتا — جو شرط کا جملہ ہے جزا نہیں ہو سکتا

آزاد دو عالم سے ہو اگرچہ مرا دل — پر دام محبت سے رہا ہو نہیں سکتا

ٹھنڈا نہ ہو دل گرم مزاجی سے تمہارے — صرصر سے کبھی کار صبا ہو نہیں سکتا

آدم کے حوالہ کیا حق بار امانت — دیکھا جو فلک عہدہ برا ہو نہیں سکتا

لا علم لنا جبکہ فرشتوں کی زباں ہے — بندہ جو کہے لفظ انا ہو نہیں سکتا

مل جائے خزانہ کہ پھرے مجھ سے زمانہ — تسلیم سے برعکس رضا ہو نہیں سکتا

ہر چند میں دلبر سے ملوں پھر بھی جدا ہوں — پھر یار مرا مجھ سے جدا ہو نہیں سکتا

جس طرح خدا ہو نہیں سکتا کبھی بندہ — بندہ کبھی تسلیم خدا ہو نہیں سکتا

ولہ

آنکھوں سے جمال آپ کا دیکھا نہیں جاتا — دیکھو تو ستم ہے کہ پرکھا نہیں جاتا

نے وصل میں راحت نہ جدائی میں تسلی — کیا حال کہوں اپنا کہ بولا نہیں جاتا

کون ایسا ہے چہتا نہیں دنیا میں بھلائی — پر کیا کریں تقدیر کا لکھا نہیں جاتا

تلوار کے سو زخم بھی ہو جاتے ہیں اچھے — پر دل سے بری بات کا کھٹکا نہیں جاتا

تسلیم وہ دل خالق اکبر کا مکاں ہے — جس دل میں کہ تنکا بھی سمایا نہیں جاتا

ولہ

الٰہی مجھکو مرا راستہ نہیں ملتا — میں کیا ہوں کون ہوں مجھکو پتہ نہیں ملتا

گلا نہیں کہ کوئی پارسا نہیں ملتا — ہزار ملتے ہیں۔ پر آشنا نہیں ملتا

اگرچہ رزق مقدر سوا نہیں ملتا — مگر تو چاہے تو بندہ کو کیا نہیں ملتا

یہ منزل ایسی ہے جسکا پتہ نہیں ملتا — یہ وہ سفر ہے کہیں راستا نہیں ملتا

ہزار فکر کریں یا ہزار ذکر کریں — حضور دل کے سوا مدعا نہیں ملتا

نہ ہووے دام علائق سے جبتک آزادی — خدا کی یاد کا مطلق مزا نہیں ملتا

ہم اُس سے کہتے ہیں پہلے تو آپکو پالے / جو کوئی کہتا ہے مجھکو خدا نہیں ملتا

کسی ولی کا نہیں پیا سلسلہ یا غوث / جو سلسلہ سے ترا سلسلہ نہیں ملتا

ہم اُس سے ملنے کی کوشش کیے ہی تسلیم / پھر آگے دیکھیں کہ ملتا ہے یا نہیں ملتا

ولہ

وہ دل کہ تجلی سے مجلا نہیں ہوتا / ہمسر عرشِ معلی نہیں ہوتا

دل جس کی حلاوت کو ترستے ہیں چھوٹے / آنکھوں میں تو ایسا کوئی جلوہ نہیں ہوتا

یاد دیتے ہوں فاقوں نے تمنا کی جب آنکھیں / کیا یاد ہے ایسا جلوہ من و سلوی نہیں ہوتا

محفل میں ادب والوں کا آنے نہیں دیتے / جب تاب کہ طبیعت میں سلیقہ نہیں ہوتا

تسلیم کرو یادِ خدا جان ہے کہ ہم / بے یادِ خدا خاطر اچھا نہیں ہوتا

ولہ

زاہد کو اگر دل کا تجلا نظر آتا / ہر ذرہ میں خورشید کا جلوہ نظر آتا

ہوتا نہ اگر چشمِ بصیرت پہ غشاوہ / ہر شے میں عیاں جلوہ خدا کا نظر آتا

آنکھیں مری گر دید کو کرتیں نصب العین / پنہاں جو ہے سینہ میں وہ پیدا نظر آتا

غفلت اگر اٹھ جائے تو پھر حسنِ ازل کا / پردہ نظر آتا نہیں پردہ نظر آتا

ذرہ نظر آتا بخدا دل کے مقابل / آنکھوں سے اگر عرشِ معلا نظر آتا

زاہد ترے کعبہ میں صنم خانہ کا نقشہ / رندانِ ازل کو نہیں بیجا نظر آتا

آتا ہوس وصل نہ فرقت کی مصیبت / دل میرا اگر مجھ کو سنبھلتا نظر آتا

ہو ایسا اگر یاں کہ وہ جلوہ صفتِ برق / آنکھوں سے ہوا گم نظر آتا نظر آتا

تسلیم تجلی الٰہی کا تماشا / دیکھو تو تصور سے ہے کیا کیا نظر آتا

ولہ

اگر تجھ کو حسنِ شمایل نہ ہوتا / مرادِ دل کبھی تجھ پہ مایل نہ ہوتا

نہ ہوتا تجھ سے حسن گر عشق مجھ کو
تو دلبر نہ ہوتا میں بیدل نہ ہوتا

نہ ہوتا اگر دلربا خوبصورت
تو آئینہ ہرگز مقابل نہ ہوتا

نہ ہوتیں اگر دل کو آنکھیں الٰہی
یہاں تیرا دیدار حاصل نہ ہوتا

کشش تیری گر یا الٰہی نہ ہوتی
کبھی دل محبت میں کامل نہ ہوتا

نہ ہوتا اگر نفس مجھکو مرے رب
ترا راستہ کچھ بھی مشکل نہ ہوتا

نہ ہوتا جو دنیا میں میں تو کا جھگڑا
کبھی تجھ سے تسلیم غافل نہ ہوتا

ولہ

جفا سے انکے کہیے ہم کہاں فریاد ہوتا تھا
تمنا تھی عطا اُن سے ہماری داد ہوتا تھا

ہمارے دل کو ہم لیتے نہ لیتے دیکھ تو لیتے
ہمیں بھی پاٹ وہ لکھتے تمہیں جو یاد ہوتا تھا

ہوا جس طرح سے برباد ہے اس عمر کا خرمن
عوض میں اسکے نفس خودی برباد ہوتا تھا

تعلق سے یہ دنیا کے ہے جو آزاد گو زاہد
مگر دام خودی سے انکا دل آزاد ہوتا تھا

بتاتے راستی کیا شے ہے اُدمہ سرنگوں ہوتے
مقابل انکے قد کے سرو ہم شمشاد ہوتا تھا

عدم میں پہنچکر حیرت سے اہل غم کر گزرا ہے
کہینگے ہمکو بھی کچھ تو خدا کی یاد ہوتا تھا

مکان تن ہوا آباد دنیا میں تو کیا حاصل
خدا کی یاد سے تسلیم دل آباد ہوتا تھا

ولہ

صبح دم پیش نظر نور نہانی آیا
دیکھتا کیا ہوں مرا یوسف ثانی آیا

دیکھتے دیکھتے گم ہوگیا بجلی کی مثال
گرم جوشی سے مرا آنکھوں میں پانی آیا

ڈھونڈیاں ہاتھ بھی جدائی میں جاتی ہیں
کیوں سبب تجھ سر زلف و رخ جوانی آیا

جب کہا مجھ سے کہ آ کر تو ملونگا تجھسے
دل مرا بھر گیا سو دنیا میں کیا پانی آیا

نہیں معلوم رقیبوں نے کہا کیا تسلیم
یار کو مجھ سے عبث رنج گمانی آیا

ولہ

خرام ناز سے شب کو جو مہ لقا آیا
میں سمجھا گھر میں مرے نور کبریا آیا

سحر سروشِ اجابت یہ ندا آئی
کہ تیرے دام میں نہ بازِ مدعا آیا

خدا شناس نہیں انجمن کہوں کس سے
کہ ذکرِ یار میں کیا کیا مجھے مزہ آیا

دکھا نہ آپ سے الگ میں نہ وہ الگ مجھ سے
ازل سے لیکے یہاں تک میں گھومتا آیا

میں ٹوٹ بارِ وجود کے دریا میں جب حبابی سے
نظر یہ مجھے پانی کا بلبلا آیا

ق

بلاکے سامنے پوچھیگا جب خدا مجھ سے
گیا تو جیسا مگر آیا تو لیکے کیا آیا

کرونگا عرض کہ دنیا میں چھوڑ کر سب کچھ
گیا تھا جیسا میں ویسا ہی پھر چلا آیا

سوائے حکم ترے دم نہیں لیا تسلیم
گیا رضا سے تھا آیا تو با رضا آیا

وله

پھر تصورِ یار بارِ دگر پھر آیا
راحتِ جان و جگر نورِ نظر پھر آیا

باغ سے پیکِ صبا لیکے خبر پھر آیا
سرخ گل سبز شجر سبزۂ تر پھر آیا

اپنی تقدیر پہ نازاں ہوں خدا کا احساں
مردمِ دیدۂ تر لختِ جگر پھر آیا

دیکھتے دیکھتے دیکھا کہ نہ دیکھا تھا کبھی
دیدۂ دلدار پہ جب پیکرِ دل گھر پھر آیا

تر گریباں کو جو کرنے لگے آنسو تسلیم
دامنِ یار پہ لے دیدۂ تر پھر آیا

وله

ہو جائے کسی کو جو کسی دل کی تمنا
بہتر ہے کرے مرشدِ کامل کی تمنا

توشہ نہ سواری نہ کوئی بدرقہ ہمراہ
کیا کوئی کرے قطعِ منازل کی تمنا

طغیانی پہ دریا ہے نہ کشتی ہے نہ ملاح
کب ہو قدم اندازی ساحل کی تمنا

مطرب ہے نہ ساقی ہے نہ مینا ہے نہ مے ہے
کس منہ سے ہو زاہد تری محفل کی تمنا

کیا فرق فقیروں میں سمجھے کوئی تسلیم
بر آتی ہے جب عالم و جاہل کی تمنا

وله

نہیں نیاز زیادہ کم کے سوا
راہِ ہستی نہیں عدم کے سوا

کچھ نہیں سوجھتا مجھے یارب ترے فضل اور ترے کرم کے سوا
نہیں اہلِ دول کو دنیا میں فکر کچھ دام اور درم کے سوا
نہ ہوا کچھ حصولِ دنیا سے فکر و اندوہ و رنج و غم کے سوا
کچھ نہیں ہے تلافیٔ مافات آہِ سرد اور چشمِ نم کے سوا
عارفوں کو نہیں ہے اور غرض دید کے دل کے اور دم کے سوا
توشۂ راہِ منزلِ وحدت نہیں سالک کو دم قدم کے سوا
نہیں تسلیم کوئی وقت اخیر آشنا رہتا اپنے دم کے سوا

ولہ

دل کا جب راہنما فضلِ خداداد ہوا مطلق البال خودی سے ہوا آزاد ہوا
دور جب ہو گیا افلاس دوئی کا دل سے والیٔ مملکتِ معرفت آباد ہوا
بڑھ گئی جلوۂ توحید سے دل کی رونق کثرتِ دید سے ملکِ نظر آباد ہوا
دیکھ کر رتبۂ آدم کو فرشتوں نے کہا جس کو ہم سمجھے تھے شاگرد وہ استاد ہوا
کثرتِ یادِ دوئی میں تری یکتائی سے زندہ باش اے دلِ آزاد کہ میں شاد ہوا
غیب کے صیغے سے حاضر کو نہ تم یاد کرو حضرتِ دل کا مجھے آج یہ ارشاد ہوا
پلے جس آن سے ہیں فی ردانِ تغافل نہ ہو ملکِ دل لٹ گیا غارت ہوا برباد ہوا
اس قدر فکر نہ کی میں نے گرفتاری کی جس میں صیدِ دل آزاد نہ صیاد ہوا
موت کو جینے پہ اسکے ہی شرف اے تسلیم جو بشر یاد سے اللہ کے بے یاد ہوا

ولہ

دلِ مرا صورت کا دیوانہ ہوا اچھا ہوا مبتلائے حسنِ جانانہ ہوا اچھا ہوا
دل اسیرِ زلفِ جانانہ ہوا اچھا ہوا نشہ میں تھا پابہ جولانہ ہوا اچھا ہوا
دل میں تاریکیٔ غفلت تھی کہ کچھ کھلتا نہ تھا دم کا یکہ شمع سا کاشانہ ہوا اچھا ہوا

نہ چناں کوئی چنیں کوئی ہے نہیں ہے بے تری تجلی
یہ جو کچھ ہے تو ہے نہیں کوئی ہی یہ نقش ہے ترا ہوا

تو نسیم ہے تو چمن ہوں میں تو کلام ہے تو دہن ہوں میں
تو نگاہ ہے تو نگہ ہوں میں تو غبار ہے تو ہوا ہوا

تو مغضب اور میں غضب ہوا تو مرتب اور میں ادب ہوا
تو منتسب اور میں سبب ہوا یہ دوئی میں طرفہ مزا ہوا

تو جفا کیا میں وفا کیا تو ستم کیا میں گلا کیا
تو کہا کیا میں سنا کیا یہ برا ہوا کہ بھلا ہوا

ہمیں عاشقی میں ملا ہے جو مزا وہ مزہ کسی میں نہیں ملا
نہ کہا یا مژدہ وہ آشنا جو ستم ہے تیغ ادا ہوا

میں بعید ہوں تو قریب ہے مری بے نصیبی نصیب ہے
مرا رنج مجھکو طبیب ہے مرا درد مجھکو دوا ہوا

نہیں سنج دل کا دلا مجھے ہے اگر تو ہے یہ گلا مجھے
کوئی محل ملا نہ ملا مجھے ترے تنگ تو بدن ملا ہوا

نہیں انتہا وہ یہ مری خطا ہوا فتنہ غمزۂ دلربا
وہ یگانہ جلوہ نما ہوا یہ دوگانہ میرا قضا ہوا

ہے نوا ونائی وہی گل و رنگ نشۂ مے وہی
جو کہا کہ میں نہیں ہے وہی وہ خود اپنے پہ رہا ہوا

مرے دلربا سے ملو لگا میں مرے آشنا سے ملو لگا میں
مری خوش ادا سے ملو لگا میں یہ نقش ہی جو جما ہوا

رہا فکر نام حقیر میں یہی آیا میری ضمیر میں
رکھا تسلیم یٰسٓ کے آخیر میں مرا مقطع لطف سے بھرا ہوا

ولہ

دعوی جو میں خدا سے کیا کیا برا ہوا
اچھا ہوا حصول مرا مدعا ہوا

ناموس چھوڑ ہم جو ہوئے کشتۂ ادا
ہم رنگ میں جو قلب تھا خالص طلا ہوا

آنکھوں میں نشہ چڑھ گئی ہے ان کے عشق کی
مستی میں یہ بازی کا اچھا مزا ہوا

انکی ادا کو دیکھ ادا میں ہوا قصور
شوق یگانگی میں دوگانہ قضا ہوا

کرتے ہیں وہ تو ناز اگر ان پہ ہم کریں
دعوی کی ہے گواہی تو پھر جرم کیا ہوا

ق

معشوقیت کا دعوی ہے عاشق کو آج کل
لیلیٰ کے پاس مجنوں کا جس تو گلا ہوا

ارشاد یہ ہوا کہ دکھے آب یا کہ شیر
اہل نظر کو دودھ میں پانی ملا ہوا

اہل غرور زر بھی اگر ہیں تو خاک ہیں
سمجھا جو خاک اپنے کو وہ کیمیا ہوا

ہم عشق لازم و ملزوم ہے یہاں
ہم آشنا ہوئے تو خدا آشنا ہوا

ولہٗ

جبکہ سلمائے تنِ عارف بزیرِ گل ہوا
عرشِ اعظم دل کے لیلی کیلیے محمل ہوا

جب نہیں پایا نفیدِ مُدعا ازیں بسیط
جانب ارضِ مرکب ہر وہ منزل ہوا

خانۂ جسمِ بشر کی جب بنا قایم ہوئی
روح کہلایا کسی کا اور کسی کا دل ہوا

بے خبر اپنے سے جو اپنی خبر داری میں ہے
آپ سے غافل ہوا اللہ سے واصل ہوا

غیر تیرے درگذر او زحمتِ قطرے ہا و ہو
آپ ہی دریا کہا یا آپ ہی ساحل ہوا

یاں ہاں بدنام واں ناکام بحرِ نفس کا
مفت رسوائی ملی جینے سے کیا حاصل ہوا

یاد رکھ تسلیم یہ نکتہ بہت باریک ہے
جو کوئی اپنے کو سمجھا عارفِ کامل ہوا

ولہٗ

ایک دن ملکِ عدم کو ہمیں جانا ہوگا
پھر کبھی عالمِ دنیا میں نہ آنا ہوگا

راحت و رنج سے خوش وقتی سے بدبختی سے
مدتوں شہرِ خموشاں میں ٹھکانا ہوگا

فکر اس راہ کے توشہ کی کریگا بیتاب
وہ مسافر جو یہاں عاقل و دانا ہوگا

نیک لوگوں کو ملیگی وہاں اچھی دولت
جو گنہگار ہیں حسرت انھیں کھانا ہوگا

روبرو جائینگے جب مالکِ مختار کے ہم
منفعل ہونگے نہ کچھ بات بنانا ہوگا

نیک ہوں بد ہوں عمل اپنے بغل میں لیکر
کوئی جنت کوئی دوزخ کو روانا ہوگا

نہ سزا پائے کوئی اپنے عمل سے بڑھکر
عدل و انصاف کا وہ ایک زمانا ہوگا

بحرِ رحمت کو اگر جوش ہو تسلیم وہاں
قطرۂ اشک بھی بخشش کا بہانا ہوگا

ولہٗ

تیرِ نگاہ مجھ سے تو کھایا نہ جائیگا
صدمہ ہے سخت دل سے اٹھایا نہ جائیگا

کیوں بیچتے ہو میرے دل کو یادنِ بے عمل سے
یہ ستم ہے سخت مجھ سے تو کھایا نہ جائیگا

تعویذ سے فلیتہ سے گنڈہ سے فال سے
یہ غیرتِ پری کا ہے سایا نہ جائیگا

ممکن نہیں کہ ہو حرمِ مغفرت میں بار — جب تک کہ آنسوؤں سے نہایا نہ جائیگا
بے احتمالِ بارِ جفا قوتِ وفا — تسلیم بارِ عشق اٹھایا نہ جائیگا

ولہ

عشق سے پیدا نشانِ بے نشاں ہو جائیگا — دید سے حق نورِ چشمِ عاشقاں ہو جائیگا
گر ہماری آہ کا ظاہر دھواں ہو جائیگا — آسماں یک اور زیرِ آسماں ہو جائیگا
صبغۃ اللہ جس کو کہتے ہیں وہ رنگ چڑھے — پیرِ فانی بھی اگر دیکھے جواں ہو جائیگا
پہلے دل کا امتحاں کر لو کہ تو آگے نہیں — رفتہ رفتہ روح کا بھی امتحاں ہو جائیگا
خار و خس عصیاں کے بہجائینگے رحمت کی قسم — آنکھ سے آنسو کا چشمہ جب رواں ہو جائیگا
دفترِ عصیاں ترازو میں جو رکھے جائینگے — کلمۂ توحید کا پرچہ گراں ہو جائیگا
ذکر وہ نعمت ہے ہم مہماں ہیں جسکے وہ کریم — فضل سے تسلیم اپنا میہماں ہو جائیگا

ولہ

راستہ صاف صاف ہے دل کا — حجِ اکبر طواف ہے دل کا
نہیں لکھتے ہیں کاتبِ اعمال — کہ گنہ سب معاف ہے دل کا
ہے ثوابت طواف میں سیار — چرخِ اطلس غلاف ہے دل کا
وہی جاتا ہے قبر میں سڑ گل — جو یہ ظاہر لحاف ہے دل کا
دلِ تسلیم ہے مضاف الیہ — عرشِ اعلیٰ مضاف ہے دل کا

ولہ

اگر گل کھائے ہو سینہ میں جاناں کی محبت کا — چلو دل کی گلی میں رنگ دیکھو باغِ جنت کا
اسی صورت کے [illegible] ہیں یہی لیکن عقل کی رو سے — دو عالم سے نہو معنی اسیر جلوہ اکی صورت کا
ندامت سے گناہوں کے شکستہ دل جو بیٹھے ہیں — سناتا ہوں تمھیں اے مومنو جملہ بشارت کا
ہے نیکوں کا وسیلہ حق بدوں کا میں وسیلہ ہوں — رکھو تم یاد یہ ارشاد ہے سالارِ امت کا

بروز حشر نیکوں سے بھی پہلے بخشے جائینگے ہے یہ تسلیم رتبہ اہل حیا کی ندامت کا

ولہ

ہم نے دنیا میں آکے کیا دیکھا رنج و غم آفت و بلا دیکھا

بیوفائی ہے ختم دنیا پر بارہا ہم نے آزما دیکھا

دل کی آنکھوں سے ذرہ ذرہ میں جلوۂ نور کبریا دیکھا

لذتیں سب اُتر گئیں دل سے دید دم کا جو میں مزا دیکھا

راہبر ذکر جب ہوا تسلیم کشور حق کا راستا دیکھا

ولہ

دیکھتے دیکھتے میں دل کا دریچہ دیکھا ڈھونڈتے ڈھونڈتے دلدار کا کوچہ دیکھا

لاکھ خورشید سے بڑھکر ہے تجلی دل کی مُند گئیں آنکھیں جو اک ذرہ سا شوشہ دیکھا

لاکھوں میں ایک ہے یک لحظہ میں اور ایک میں لاکھ یہ عجب حضرت دل کا میں کرشمہ دیکھا

ایک صورت کے دکھے سیکڑوں صورت والے دل پرنور کا جب آئینہ خانہ دیکھا

خس برابر بھی کدورت نہیں اُنکی دل میں بحر مواج خدا والوں کا سینہ دیکھا

میرے دلدار کی عادت ہے کہ رُک جاتا ہے مینا پینے کا جو کبھی قلب میں خدشہ دیکھا

کشور دل کو کہے عرش نمونہ جس کا لشکر ذکر نہ ہونے سے میں خستہ دیکھا

ہوتے محسود ہیں حاسد نہیں ہوتے ہرگز اہل نسبت کا میں ایسا ہی طریقہ دیکھا

مومیائی نہ دیا وصل کی پروا نہ کیا دل تسلیم کو جب تک نہ شکستہ دیکھا

ولہ

دل میں جب تک نہ ہو شیرینیٔ الفت پیدا نہ ہو دیدار کے شربت میں حلاوت پیدا

نہ ہوا اللہ سے بندے کو محبت پیدا
جب تلک ہو نہ خدا والوں سے الفت پیدا

مصقلہ ذکر کا الفت سے اگر ہاتھ آجائے
دل کے آئینہ میں ہوگی کوئی صورت پیدا

بیخودی آتی ہے اور دل سے دوئی جاتی ہے
دید بازی میں ہے وہ لطف وہ لذت پیدا

کینہ آتا ہے تو آتی ہے عداوت دل میں
حسد آتا ہے تو ہوتی ہے قساوت پیدا

جب تلک آنکھ میں دیکھا کرو وحدت کا جمال
ہے اسی واسطے آئینہ میں کثرت پیدا

طے نہ ہونگے کبھی سالک سے منازل تسلیم
جب تلک دل میں نہ ہو صورت حیرت پیدا

ولہ

ملجائے اگر شربت دیدار تمہارا
اچھا ابھی ہو جائیگا بیمار تمہارا

مدت سے ہوں میں طالب دیدار تمہارا
تبلا دو ذرا چاند سا رخسار تمہارا

سو بار اگر گرم ہو بازار تمہارا
ہوگا نہ کوئی تجھ سا خریدار تمہارا

ہو جاتا ہے قالب قفس مرغ دل زار
پھندا ہے عجب طرہ طرار تمہارا

ہو قصر عدن حشر میں اوروں کو مبارک
کافی ہے مجھے سایہ دیوار تمہارا

کرتا نہ کبھی خواہش دیدار الٰہی
ہوتا کبھی زاہد جو طلبگار تمہارا

مرجائے مگر مرہم کافور نہ چاہے
بے وصل تمہارے جگر افگار تمہارا

ہم قامت سایہ ہوں جو اپنی سے بری ہیں
جلوہ نظر آیا جو پری وار تمہارا

ہر شے سے عیاں جلوہ دلدار ہے تسلیم
دل ہو دوئی اگر خواب سے بیدار تمہارا

ولہ

بے خبر کر مر کہ آتا ہے مسیحا میرا
یہ وہ مژدہ ہے کہ ٹھنڈا ہی کلیجا میرا

جب ہیں اللہ کے بندوں کی بھلائی چاہیں
کیوں نہ چاہیگا بھلائی مری مولا میرا

میرے صاحب کو اگر یاد کروں میں جیسے
پھر نہ کیوں یاد کریگا مجھے مولا میرا

ہوں وہ عاصی کہ نہیں حسن عمل کچھ لیکن
تیری رحمت پہ بھروسہ ہے خدایا میرا

دل کے آئینہ میں گر یار کو دیکھوں تسلیم
کیوں نہ بڑھکر ہو سکندر سے نصیبا میرا

ولہ

زباں پہ توحید کی گفتگو لا
کبھی خطرہ میں تو کا دل میں نہ لو

ہے بندہ وہی جو نہ بھولا خدا کو
جو بھولا خدا کو خدا اس کو بھولا

چھپا ہے سے بن ... یکتا نہ سمجھے
وا ... بشر کی ہے مثل ہیولا

مجھے سا نیا تشنگی سے نہایت
وہ راحت سے کیا ہوگا بھر کر سبو لا

اولولی سے دی ذکر کے دم کا بھولا
سمجھ روح کو طفل اور تن کو جھولا

ہے دانہ و آتش کا بینش کا پانی
کہ اس تن کے پنجرے میں ہے یک ممولا

جسے دیدہ ور کی ہے جلوہ کی تماشا
لحد میں دلہن ہوگا محشر میں دولا

نگہباں ہو دل کا تصور سے ہر دم
تو حصے پہ اللہ اکبر سے یہ ہو لا

ہے ہر شے میں تسلیم ہستی خدا کی
ہوا ذات حق ہے دو عالم بگولا

ولہ

کوئی دل والا نہیں کس سے کروں دل کا گلا
ہم سفر ہو تو کروں سختیٔ منزل کا گلا

اپنے انگشت نما سے بھی کرتا ہے ہنوز
ماہِ نو ابروِ خورشید شمائل کا گلا

چہرہ ہوتا نہ اگر عکس فلک سے معیوب
اُن کے عارض کو نہ ہوتا مہِ کامل کا گلا

بستہ نالے تو رہے طائرِ دل کے مشکور
پر رہائی سے رہا زلف مسلسل کا گلا

کیوں نہ تسلیم ہو افزائش غفلت کا سبب
غافلوں سے جو کرینگے دل غافل کا گلا

ولہ

پہلو سے ہو گیا جو مرا مہرباں جدا
پہلو سے دل جدا ہے تو ہے تن سے جاں جدا

زخمی ہوا ہے خنجر ابرو سے لختِ دل
مژگاں کی لگ رہی ہے جگر پر سناں جدا

دیکھا گیا نہیں جو فلک سے وصال یار
پھینکا اُٹھا کے مجھکو کہاں سے کہاں جدا

گو تن مکاں ہے دل ہے مکیں پر فراق میں
بس ہے مکیں مکاں سے مکیں سے مکاں جدا

تسلیم دل کو کھویا تمنائے وصل میں
اس پہ بھی ہجر میں ہے اُسے امتحاں جدا

ولہ

جب تک قفس سے تن کے نہ ہو مرغ جاں جدا
یارب جہاں جدا ہو نہ ہو دلستاں جدا

آفت ہوا اور بلا ہو قیامت بھی ہو مگر
دنیا میں دوستوں سے نہ ہو دوستاں جدا

مجنوں رواں ہے محمل لیلےٰ رواں رواں
ناقہ کو کھینچتا ہے پکڑ ساربان جدا

پابند دام غم ہے ادھر طائر جگر
ہے مرغ صبر دل کے قفس سے پراں جدا

دل داغ کھا رہا ہے جدائی کی آگ سے
نکلا دہن سے آہِ جگر کا دھواں جدا

کشور جگر کا درد کے لشکر سے ہے تباہ
اور ملک دل میں عشق ہوا حکمراں جدا

تسلیم دو طرف سے عجب کشمکش میں ہے
دل چاہے زہد عشق مے ارغواں جدا

ولہ

پردے سے جبکہ حسن صنم جلوہ گر ہوا
وابستہ تار زلف سے تار نظر ہوا

میں کیا بیاں کروں کہ جدائی میں یار کے
دل میرا داغ ہو گیا پانی جگر ہوا

شعلہ کو تیز کرتی ہے جس طرح سے ہوا
فرقت سے عشق صبر سے غم بیشتر ہوا

سونپوں نہ فضل حق پہ تو پھر کیا کروں طبیب
جس درد کو دوا کا نہ کچھ بھی اثر ہوا

دل جلوہ گاہِ عشق ہے بس روک لے زباں
تسلیم جان بوجھ کے کیوں بے خبر ہوا

ولہ

آنکھوں سے دور جبکہ مرا سیم بر ہوا
رنگ وجود ہجر سے ہم رنگ زر ہوا

مژگاں کا تیر لگ گیا آخر ملا نہیں
گو دل کے سامنے مرا سینہ سپر ہوا

لخت جگر بہ رنگ کتاں چاک چاک ہے
جب سے نظر میں جلوہ رشک قمر ہوا

ٹھوکر بھی بھولے بھٹکے نہ ماری مجھے کبھی
گو در پہ جبہ سا ترے دو دو پہر ہوا

پروا رہی عدن کی نہ حور و قصور کی / جب میرا آشنا کی گلی میں گزر ہوا
گرمیٔ آفتاب قیامت سے غم نہیں / جو سایہ گیر دامن خیر البشر ہوا
حُسنِ صنم سے جب کہ مشرف نظر ہوئی / تسلیم فیض عشق سے دل بہرہ ور ہوا

ولہ

یار بے پردہ ہے تو پردہ اُٹھا دے اپنا / نام لے یار کا اور نام مٹا دے اپنا
روح لاغر ہے تری جسم ہے بیشک تازہ / روح کو تازہ کر اور جسم گھٹا دے اپنا
آتشِ عشق سے اے عاشقِ دیدار طلب / زندگی کا سبھی اسباب جلا دے اپنا
تو سنبھال اپنے کو پروانہ سا آتش پہ نگر / شمع ساں جسم تو جل جل کے جلا دے اپنا
غیر میں ڈھونڈھو نہ تسلیم سراغ جاناں / آپ اپنے ہی میں تو جلوہ بتا دے اپنا

ولہ

دکھتا نہیں افسوس جو رشک قمر اپنا / بے تاب ہے دل اور ہے مضطر جگر اپنا
جب آگ جدائی کی لگی دامنِ دل میں / سیماب کو پارہ کیا سوز جگر اپنا
تسلیم زمانہ کے فریب اور بدی سے / کچھ خوف نہیں خوف ہے مجھکو مگر اپنا

ولہ

میں کیا کیا لکھوں یار کیا کیا بنایا / جو کچھ بنایا وہ اچھا بنایا
داخل کیا رُوح اپنی چھپا کر / آدم کا جب آپ پُتلا بنایا
پُتلا گلے تک فرشتے بنا سے / صورت کو ہاتھوں سے مولا بنایا
جاناں مرا اپنی صورت بتا کر / آنکھوں کو مشتاق جلوہ بنایا
صاحب تجلی سے اپنے جلا کر / پتھر کو آنکھوں کا سرمہ بنایا
آنکھوں کے پیالہ سے دل پی رہا ہے / کیا شربت دید میٹھا بنایا
تسلیم پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا نے / اُمت کا پیارا وسیلہ بنایا

وله

دکھلا رہا تھا خواب میں جو دلربا فرا
خون جگر سے کہتے ہیں چہرہ کو رنگ گل
حسرت سے دل چمن میں ہوا رنگ لالہ
جب چشم بے نصیب ہو دیدار یار سے
افسوس دل کے لینے کو دو دن کو واسطے
گرچہ جفا طراز وفا سے ہیں بے نیاز
گو قدر اہل دل نہیں تسلیم عام کم

جب آنکھ کھل گئی تو ہوا بے قرار فرا
آتا ہے یاد آنکھوں کو جب خواب کا فرا
نکہت سے زلف کی جو اٹھائی صبا فرا
باقی رہے گا جینے میں سچ کیا ہی کیا فرا
دلبر تیا کے ناز لو کیا کیا [illegible] کیا فرا
ہر بے وفا [illegible] کے دل کو دکھاؤ وفا فرا
ہر عارفوں کا دیکھیے وقت قضا فرا

وله

ایسا ہے کہاں حسن جو جیسا نہیں رکھتا
دلدار ہمارا [illegible] کچھ ایسا نہیں رکھتا
جو داغ جدائی کا رکھے دل پہ بجز وصل
وہ طائر دل یاس کے خنجر سے ہو بسمل
تسلیم نہ کہ خوف کسی سے مگر اس سے

دل لینے کا سامان مہیا نہیں رکھتا
جس حسن پہ آئینہ اپنی فرشتہ نہیں رکھتا
[illegible] ہم کا قدر [illegible] پیدا نہیں رکھتا
جو دام تو ہی زلف رسا کا نہیں رکھتا
جو شخص کہ یاں خوف خدا کا نہیں رکھتا

وله

یہاں ممکن کا واجب سے تماشا کچھ عجب دیکھا
دوئی کا جب اٹھا پردہ نہ یہ فانی نہ وہ باقی
نہ وہ یہ ہے نہ یہ وہ ہے اگرچہ بے من و تو ہے
ہے واجب آئینہ ممکن ہی عکس اور شخص دیدہ
زمین و آسمان کا فرق ہی تسلیم گو ظاہر

کبھی در پردہ پردہ میں کبھی پردہ سے بے پردہ
وہ عالم یک نظر آئے نہیں اسکا نہ وہ میرا
تو کیا اپنے میں سیر اپنی کہ مصر گلشن کہاں صحرا
جو یہ بولا سو وہ بولا جو یہ سمجھا سو وہ سمجھا
مگر شمس اور پرتو شمس کا پہچان لے اس جا

وله

جب جدائی کا مری دل پر ملولا آگیا | تھا ہدف گویا جگر یک غم کا گولا آگیا
دور سے فرقت کے یانتک میری بدحالی ہوئی | بید ساتن ہے صبا سے بھی جھکولا آگیا
کاکل پیچاں کا تبکو دل پہ جب گزرا خیال | یک بیک چونکا کہ سانپن کا سپولا آگیا
ہے وہ گرمی عشق کی تب کی کہ جالینوس کو | نبض پر انگشت رکھتے ہی پھپولا آگیا
کیا نہ روتے روتے اے تسلیم یوسف کیلیے | آنکھ میں یعقوب کے بھی ہائے پھولا آگیا

وله

وقت ایام طفولیت کا یارو خوب تھا | ہر کس و ناکس کو حال اپنا بہت مرغوب تھا
غیریت کی تھی کدورت سے صفائی جب تلک | صحن گرد آلود دل کو ذکر حق جاروب تھا
ذرہ ساں کب جانتا تھا مہر و مہ کو روز و شب | جن دنوں نور نظر حسن رخ محبوب تھا
ہے تصور یار کا نور بصیرت جس طرح | پیرہن یوسف کا کحل دیدۂ یعقوب تھا
تھا وفاداروں میں اس تسلیم کا بھی [illegible] | جور دلبر جبتک اے دل نفس کا سرکوب تھا

وله

غیر کے ملنے سے لطف آشنا ملنے لگا | عالم وحدت کا کثرت میں مزا ملنے لگا
ولے نابینا تھے جبتک آپکو دیکھے نہ تھے | یار اپنا اب تو ہمکو جابجا ملنے لگا
کیوں نہو قدر شہادت اب بھی مقتولوں کے تئیں | وصل کا جب قاتلوں سے خوں بہا ملنے لگا
حق پرستی سے ملی زاہد کو فردوس بریں | عاشقوں کو بت پرستی سے خدا ملنے لگا
چشم دل سے جب اٹھا تسلیم پردہ غیر کا | ذائقہ دیدار کا ہر جا نیا ملنے لگا

وله

ہمکو وحدت کا مزا کثرت میں آنے سے ملا | وصل ساقی میکشو محفل کے پانے سے ملا
راحت دنیا ہے آفت آفت دنیا ہے عیش | ذائقہ فرحت کا ہمکو غم کے کھانے سے ملا
ضبط اگر ہوتا تو دیوانے نہ کہلاتے ہم | عشق مخفی کا پتا آنسو بہانے سے ملا

آہ! اب عشق میں مشکل بہت ہے شیدا
آشنا تیرا نہ اب الفت نبھانے سے ملا

سب کے آفت سے سوا اغیار کا نہ آشنا ہیں
صبح صادق کا پتا شب ہاتھ آنے سے ملا

پہ حبیب ملتا نہیں تسلیم تم نہ شتابی کر
بلبلوں کو گل جو باتیں بغیا نے سے ملا

وله

یار کا دیدار آخر خوں بہا ہو جائیگا
جب ترا دل کشتۂ تیغ ادا ہو جائیگا

خوں سے ہاتھ اپنا تہ تیغ قتل کی قاتل بچا
خوف ہے کالا کہیں رنگ حنا ہو جائیگا

پار اتریں کیوں نہ دریا سے بلا سے بیدلو
اپنی کشتی کا خدا جب ناخدا ہو جائیگا

جب تصور غیر کا اٹھ جائے دل سے عارفو
آن میں نقشہ ابھی اپنا نیا ہو جائے گا

یاس کے دن جا چکے تسلیم مت مایوس ہو
رفتہ رفتہ حاصل اپنا مدعا ہو جائے گا

وله

تمنا یار کے ملنے کی پھر دل میں ہوئی پیدا
دوبارہ بیقراری مرغ بسمل میں ہوئی پیدا

ہزاروں ٹھوکریں کھا کر جو پہنچا منزل مقصد
عجب تاثیر غیبی عشق کامل میں ہوئی پیدا

حق و ناحق کا اندیشہ ہو کب عارفو کہیں
حقیقت حق کی جب حق و باطل میں ہوئی پیدا

نہ مجنوں آپکو مجنوں کہا یا اس مجازی میں
تجلی حسن لیلےٰ کی جو محمل میں ہوئی پیدا

حقیقت راہِ الفت کی کہیں تسلیم کیا تجھسے
کہ ہم پر جو مصیبت قطع منزل میں ہوئی پیدا

وله

زاہد کو ہے گو روضۂ رضواں کی تمنا
لیکن ہے مجھے کوچۂ جاناں کی تمنا

جب سے لب و دنداں کی تصور میں ہوں مصروف
خواہش ہے نہ گوہر کی نہ مرجاں کی تمنا

عالم ہوا آنکھوں میں مرے خانۂ زنجیر
ہے جب سے مجھے کاکلِ پیچاں کی تمنا

رکھتا جو قمر داغِ غلامی سے ہے جبیں پر
شاید ہے ترے عارض تاباں کی تمنا

تسلیم جو پاسے لبِ جاناں کی حلاوت
کب اسکو رہے لعل بدخشاں کی تمنا

ولہ

باندھا ہو جنھیں حسن و ادا عہد وفا کا
زاہد ہوں مقید و حرم بندہ و فا کا

پابند جو ہوتے ہیں نکلنے نہیں پاتے
ہے دام عجب یار تری زلفِ رسا کا

ق

بولا میں کسی غیرتِ بسمل سے کہ قسمیں
یہ بسمل ہے کسی یار کے شمشیر ادا کا

کھا کھا کے یہ کہتا تھا قسم خونِ جگر کی
مقتول ہوں میں ابروئے رنگِ حنا کا

نے دیر سے مطلب نہ حرم سے ہے سر کا
ہے جب سے مجھے عشق بتِ ماہ لقا کا

باہر ہوا جب قید دوئی سے دلِ عارف
ہر شے سے نمایاں ہوا دیدار خدا کا

تسلیم رکھے آپ کو ہر امر میں مجبور
رتبہ جسے حاصل ہوا تسلیم و رضا کا

ولہ

نعمتِ عشق کی دنیا میں جو لذت پایا
ذرہ ذرہ کو یہ از مہر و محبت پایا

موت عشاق کو بھی اک روز ہے پر وہ نہیں
عشق میں تیغ ادا سے جو شہادت پایا

ظرف سے بس دل کو نہ انجام یہ سختی کی نظر
عشق کے رنج کو سرمایۂ راحت پایا

کو محبت میں اٹھائیں بہت سی تکلیف
پر بھی فکر و تعلق سے فراغت پایا

کاوشِ عشق سے مقصود کو پہنچا تسلیم
تھا مجازی پہ حقیقت کی حلاوت پایا

ولہ

عالم میں فتنۂ عشق کا پیدا نیا ہوا
چرچا تمھارے حسن کا جب جا بجا ہوا

ہر چند رشکِ بسمل بے تاب ہوں مگر
شکرِ خدا کہ فرض محبت ادا ہوا

فرحت سے جا چمن میں ہوا کھا رہے ہیں ہم
آرام یاں جدائی کے ہاتھوں ہوا ہوا

بے مرہمِ وصال کہاں پائے اندمال
جب دل کسی کا زخمی تیغ ادا ہوا

تن مرغِ دل کے واسطے کیونکر نہ ہو قفس
جب رشتہ وار طرۂ زلفِ دوتا ہوا

جانے سے دل کے یار کے آنکی ہے مراد
لیکن ہمارا اور ہی کچھ ماجرا ہوا

کیجیے نہ لغزشِ راز کہ نہ ہو یہ قید کم
حق کیا ادا کہ تیغ سے سر تن سے جدا ہوا

یا وصفِ ظلم کیجیے ہو کر ستم ہم
کیوں دل سے دور آپ کے خوفِ خدا ہوا

ذوقِ نویدِ وصل ہے تسلیم سب سے
شاید کہ اب فسوں ترا کچھ درد آشنا ہوا

ولہ

ہر ذرہ زندگی میں تارکِ دامِ فنا ہوا
ہستی اگرچہ کھو دیا لیکن بقا ہوا

ق

قاصد پیامِ وصل کہا دلربا سے جب
سنتے ہی میں سنا کہ بہت کچھ خفا ہوا

ہرچند دل کو رنج ہوا پر یہ یاس سے
بر آرزوئے دل کا دوبالا اثر ہوا

بیشک خراب ہوگا مگر کیا ہیں جنوں
ظالم کا بعد لینے اگر کچھ برا ہوا

کیونکر نہ ہووے جلوہ گہِ عکسِ روے یار
تسلیم جبکہ دل ترا آئینہ سا ہوا

ولہ

جب روے یار مشعلِ بزمِ انجمن ہوا
روشن چراغِ دل سے شبستانِ تن ہوا

ق

چھوڑا اپنا ملک نہ اک حسینہ تھا وطن
پردیس میں جب آ کے غریب الوطن ہوا

زندانِ تن میں جرمِ رندی ہے دائمی
پابندِ دامِ رنج و بلا و محن ہوا

لو تو پاک رکھ کہ ہوا اسکا لیا رہا
مریم پہ کون مانند بہی شاہ سے زن ہوا

تا لب اس کے دل میں ہو کوثر کی آرزو
سیراب خون جو تشنہ چہ دو تن ہوا

تسخیرِ ملکِ دل کی تمنا کے ماسوا
محتاج سیم و زر نہ کہیں آدمی ان ہوا

یہ عشق کا مقام ہے لغزش کی جا نہیں
تسلیم کیا عجب ہے کہ دیوانہ پن ہوا

ولہ

عشقِ دل کو مرے سینہ میں چھپانے نہ دیا
زخم سے خنجرِ ابرو کے بچانے نہ دیا

جو کھٹکتا ہے ترا ناوکِ مژگاں پیہم
زخمِ دل کو کبھی انگور پہ آنے نہ دیا

بعد مدت کے مقابل ہوا پر حسنِ ادب
آنکھ کو آنکھ سے جاناں کے لڑانے نہ دیا

تیرے ناقص ہوا شعور اگرچہ بیتیں تم — سر کو کھینچ مرا شعلی پہ چڑھانے نہ دیا
دشنۂ غمزۂ خوباں زیر اگرچہ تسلیم — رشک بسمل کیا پر ہاتھ ہلانے نہ دیا

ولہ

ہوں جب سے میں دیوانہ تری جلوہ گری کا — عالم ہی نکھو نہیں ہے یاں بے خبری کا
گو عشق میں جو کا ہے یہاں باعث لیکن — باقی نہ ہو میداں میں جگر مرد جری کا
ہے وصل نہ ہو مرہم کافور سے اچھا — زخمی جو ہوا ناوک خدنگ نظری کا
کثرت میں اگر ہوش سے وحدت نظر کو — پابند خبردار نہ ہو بے خبری کا
ٹوٹا ہوا دل تا بہ قیامت نہ جڑیگا — سیکھا ہے اگرچہ تو کسب شیشہ گری کا
تسلیم بجز سوختہ جانوں کے جو ہے — مضموں سنے کون مری بے جگری کا

ولہ

پایا جسد ان سے قرابیں یار کے دیدار کا — روز و شب رہتا ہے آنکھوں میں تصور یار کا
جسم لاغر کے قفس میں رشتہ پا ہو گیا — مرغ دل کو تار تیرے طرۂ طرار کا
زہر ہے مرہم خدنگ مژہ کے مجروح — زخم کب کھاتا ہے ٹانکا ابروے خمدار کا
موسم نیساں میں حسرت رہی شبنم کو لگا — جب صدف دیکھی تماشا چشم گوہر بار کا
گوہر دم دید کو تسلیم مت کھو رائگاں — ہاتھ آجاے اگر رشتہ نظر کے تار کا

ولہ

جب دل کے آئینہ پہ تاثل رواں ہوا — عکس جمال یار نظر میں عیاں ہوا
سالک سمجھے بغیر مقید سے کہاں — ہم بانشاں ہیں گرچہ صنم بے نشاں ہوا
دل فرط شوق سے ہوا بیتاب و مضطرب — محفل میں گل جو چمن کا تیرے بیاں ہوا
حیرت ہے اعتبار وفا یار کو نہیں — سو سو طرح سے گرچہ مرا امتحاں ہوا
واقف ہوا جو رمز صنم سے دل حزیں — تسلیم باوجود زبان بے زباں ہوا

نعمت کا نہ دولت کا نہ حشمت کا ہوں بھوکا
رکھتا نہیں میں آپ سے کچھ اور تمنا
ہیں جب سے نظر میں تری وہ ابرو [illegible]
ہے عشق کے بازار میں جان کی گرانی
تسلیم پڑھا عشق نے کیا مجھ پہ افسوں

واللہ مرا آپ کی صورت کا ہوا بھوکا
حاصل ہو مجھے وصل محبت کا ہوں بھوکا
خواہش نہیں جینے کی شہادت کا ہوں بھوکا
ارزانی محبت یہ [illegible] رحمت کا ہوں بھوکا
سر میں مرے سودا ہے ملامت کا ہوں بھوکا

ولہ

ہے رمز عجب عشق کا کھولا نہیں جاتا
بہلاتا ہوں دل کو میں ہر اک پہلو سے ہر شب
ہر چند کہ ہے مرہم کافور مجرب
ہر شے میں ہر اک جا پہ ہر اک حال میں ہر وقت
فرقت کی ترازو میں یہ سنگ دل تسلیم

حال دل فرقت زدہ بتلایا نہیں جاتا
پر دل سے جدائی کا ملولا نہیں جاتا
پر عشق کے آتش کا پھپھولا نہیں جاتا
پس دل سے تصور ترا بھولا نہیں جاتا
ہے غم سے گراں جب سے تولا نہیں جاتا

ولہ

غم فرقت سے بگڑنے لگا اسلوب مرا
وہ عزیزی ہے کہ عالم کو زلیخائی ہے
آتش عشق سے ہے خوف نہ جل جائیں کہیں
کیا عجب ہے کہ دو عالم کو تمنا ہو مری
بے بصر فرقت یوسف سے نہ ہوتا تسلیم

کب نظر آئے گا یارب مجھے محبوب مرا
بسکہ دل چاہ زنخداں میں گیا ڈوب مرا
پر جبریل سے گر باندھیئے مکتوب مرا
ہو اگر طالب وہ طالب مرا [illegible] مرا
دیکھتا حال اگر آنکھوں سے یعقوب مرا

ولہ

غم فرقت سہا نہیں جاتا
روکتا ہوں تو سینہ رکتا ہے
بے دوا سے وصال [illegible]

حال دل کچھ کہا نہیں جاتا
چپ رہوں تو رہا نہیں جاتا
لے مرے دل [illegible] نہیں جاتا

گرچہ سب دل سے بھول جاں گیا / یہ خیال آپ کا نہیں جاتا
جب تلک ہے دوئی تری تسلیم / خدشۂ ماسوا نہیں جاتا

ولہ

دلدار کو جب شوق ہوا پردہ دری کا / کیا عرض کروں حال مری بے جگری کا
وحشت کو مری دیکھ کے کہتا تھا مسیحا / شاید اسے سایہ ہے کسی شنگ پری کا
چھپتا ہوں کہ جنت میں بھی نرگس کا چمن ہو / جس دن سے میں کشتہ ہوں تری کج نظری کا
ہم رنگ ہو یاقوت سے ہر سنگ جہاں میں / گر حال رہے یوں مری شوریدہ سری کا
پیری میں بھی تسلیم نہ تو عشق سے منہ پھیر / انجام اجابت ہے دعاء سحری کا

ولہ

گرمئ غم سے مرا دیدۂ تر ہے سوکھا / قطرۂ اشک بھی ہم رنگ گہر ہے سوکھا
اسکے ابرو کے اشارہ کو مروت نہ سمجھ / آب خنجر میں نمایاں ہے مگر ہے سوکھا
سوکھتے ہیں مری سینہ پہ شپک کر آنسو / کیوں نہ حیرت ہو کہ برسات میں گھر ہے سوکھا
صاف باطن کی کسافت نہ جائے ناداں / گرچہ پانی میں ہے پر عکس قمر ہے سوکھا
تن مرا معدن یاقوت نہو کیوں تسلیم / ہر رگ و ریشہ میں جب خون جگر ہے سوکھا

ولہ

ہر چند طبیبوں کو گماں ہے خفقاں کا / سودا ہے مگر سر میں مرے حسن بتاں کا
اے بلبل دل چھوڑ بہار تن فانی / چل باغ بقا کو کہ نہیں خوف خزاں کا
گر خاک بھی چھانیں تو نہو یار کا دیدار / جبتک نہ مٹے نام و نشان - نام و نشاں کا
مت ڈھونڈ سواد دل کے سراغ اسکا کہیں جا / ہے نام کو بس نام فقط کون و مکاں کا
گر یار ملے یا نہ ملے رنج نہیں کچھ / جب اہل محبت میں ہے تسلیم نشاں کا

ولہ

رات بھر دیدۂ بیدار نے سونے نہ دیا
جذبۂ خواہشِ دیدار نے سونے نہ دیا

[illegible] سے صبح تلک شوق میں روتے رہتے
چشم کو عشق کے آزار نے سونے نہ دیا

[illegible] دیکھ رہی اشک فشانی باہم
پر مجھے آہِ شرربار نے سونے نہ دیا

صدفِ چشم میں مرجاں ہیں گہر کے بدلے
شب کو شوقِ لبِ دلدار نے سونے نہ دیا

انتظار آنکھ کو اور دل کو تڑپ تھی تسلیم
آہ بیمار کو بیمار نے سونے نہ دیا

ولہ

جب سے مجکو شوق دیدارِ حسیناں ہوگیا
دل بہ رنگِ زلف وحشت سے پریشاں ہوگیا

آہ برق اور رعد نالہ گریہ باراں ہوگیا
اشک گوہر دیدۂ تر ابرِ نیساں ہوگیا

تھا نہیں بھی جو عریانی کا دلکو بس لحاظ
طوق کے مانند گردن میں گریباں ہوگیا

ہے رفوگر کون اسکا دست جاناں کے سوا
چاک وحشت میں گریباں تا بداماں ہوگیا

جسکے پانے کے لئے تسلیم ہم مغموم تھے
شکل دیدار خدا دیدارِ جاناں ہوگیا

ولہ

کور وہ دیدہ حسینوں پہ جو مائل نہوا
محوِ دیدارِ رخِ حور شمائل نہوا

نسخہ دیدار کا جبتک مجھے حاصل نہوا
دردِ فرقت کا جگر سے کبھی زائل نہوا

ہے عجب راہِ محبت کہ باین معذوری
قطع منزل کیا برسوں کبھی کامل نہوا

زاہدا آبِ طہارت میں رہو غرق مگر
داغِ الفت کے سوا دل کہیں کامل نہوا

یاد رکھو جوشِ محبت سے نہ باز آ تسلیم
بدگمانوں سے کبھی حق کہیں باطل نہوا

ولہ

دوستو دردِ محبت سے جو بیمار ہوا
طالبِ شربتِ دیدار دلِ زار ہوا

دیدۂ فتنۂ فرقت کو میں سوتے دیکھا
بخت جب دیدۂ بیدار کا بیدار ہوا

زاہدا اپنی عبادت پہ نہو تو مغرور
لائق عفو ندامت سے گنہ گار ہوا

اہلِ الفت کا فرشتے بھی ادب کرتے ہیں
دردِ دل جسکو ہوا صاحبِ رتبہ ہوا

دل لگانا تو بہت سہل نظر آتا تھا
پر محبت کا نبھانا مجھے دشوار ہوا

جب سے الفت کا سر انجام شیوہ ہے تسلیم
شکر ہے بارِ تعلق سے سبکسار ہوا

ولہ

جب حسینوں میں ہوئی لطفِ نزاکت پیدا
شور دل میں ہوئی یک نئی آفت پیدا

حسن گر ابرو و مژگاں کی نہ رکھتا ہتیا
عاشقوں کے لئے ہوتی نہ شہادت پیدا

کوچہ اس حور شمائل کا ہے رشکِ فردوس
جسکے قامت سے ہے دنیا میں قیامت پیدا

عیشِ فردوس کی گر تجھکو ہوس ہے زاہد
کر کسی حور شمائل سے محبت پیدا

دن جدائی میں گزر جاتے ہیں روتے روتے
کب ہو یارب مرا سرمایۂ راحت پیدا

زاہدو دل کو ہے سزاوار غرورِ طاعت
اے گنہ گار تو کر دل میں ندامت پیدا

لاگ جبتک نہ ہو دنیا میں کسی سے تسلیم
زندگی میں کبھی ہووے نہ حلاوت پیدا

ولہ

سالکا شوق ہے وحدت کی اگر منزل کا
یاد رکھ۔ جادہ نوردی میں ہو ہمرہ دل کا

نہیں ممکن جو کرے شکر و شکایت عارف
ایک سینہ میں بھلا کب ہو مکاں دو دل کا

وقت آخر نہ کبھی کھائے فریبِ شیطاں
ہو رہا جو کوئی دنیا میں کسی کامل کا

ٹوٹے آنکھوں سے آنسو ہیں ستارے بنکر
ذکر آجاتا ہے جب میرے مہِ کامل کا

تیزئ ناخنِ تدبیر کرے کیا یارب
جب نہ ہو لطف ترا عقدہ کشا مشکل کا

روح کو نفس کی الفت سے بچا رکھ تسلیم
فرض انساں کو ہے اندیشہ حق و باطل کا

ولہ

عشق میں قطرۂ آنسو بھی گہر ہے میرا
جوں عقیقِ یمنی دیدۂ تر ہے میرا

کیا کہوں حال میں جب سے ہوں نظر کا مارا
خارِ مژگاں میں کفِ پائے جگر ہے میرا

عشق ہے جب سے مجھے میرے کماں ابرو کا — تیر آفت کے لئے سینہ سپر ہے میرا
رونق افزا رہے شب کو میری آنکھوں میں — صبح کو کوچۂ جاناں میں گزر ہے میرا
جب تلک نزع کی تسلیم کی باقی ہے رمق — آپ کا در ہے قسم آپکی سر ہے میرا

ولہ

دل جسم میں جبتک ہے کرو دل کا تماشا — خوش آئے نہ بے شمع کے محفل کا تماشا
ہو طالبِ منزل نہ کبھی طالب رہ سے — پہنچے ہوئے سے پوچھئے منزل کا تماشا
کیا حال دل اس سے کہوں حسن بتکو نہیں لاگ — دل والوں کو معلوم ہے بیدل کا تماشا
بے یاد کے سب ہیچ ہے کس طور سے خوش آئے — لیلےٰ کے سوا قیس کو محمل کا تماشا
آسودہ دلوں کو نہیں قدرِ غم تسلیم — ڈوبے ہوئے سے پوچھئے ساحل کا تماشا

ولہ

جلوۂ حسنِ رخِ دلدار یاد آنے لگا — طور کے مانند دل سینہ میں جل جانے لگا
سرخ رُو ہوتا ہے وہ داغ محبت جسکو ہو — لالہ رُو رُو کر یہ نافرمان سے فرمانے لگا
تھی نہ جبتک لاگ پھر جاتا تھا ظہورِ غیریت — عشق کثرت میں مزا وحدت کا بتلانے لگا
اشک کے شبنم سے کرلے ابرِ دیدہ تازہ تر — غنچۂ دل گرمیٔ عصیاں سے مرجھانے لگا
بے سبب تسلیم ہے دل پر پریشانی جو آج — شانہ شاید کاکلِ مشکیں کو الجھانے لگا

ولہ

جلوہ گر گر نورِ حسنِ بے نشاں ہو جائیگا — عرصۂ امکاں جواب لامکاں ہو جائیگا
جلوہ گر ہو جائے جب نورِ معبودیت — عبدیت کا حرف ہمرنگِ کتاں ہو جائیگا
روح کو قوت فرشتوں کی ملیگی عارفو — راہ الفت میں اگر تن ناتواں ہو جائیگا
قصرِ تربت میں میسر ہو فقط فرشِ کفن — تختۂ تابوت جب تختِ رواں ہو جائیگا
جو ہوا تسلیم واقف مزۂ وحدت سے یہاں — گو زباں رکھتا ہو لیکن بے زباں ہو جائیگا

وله

جب یہ سودائے جنوں سلسلہ جنباں ہوگا
دل مرا بستۂ کاکلِ پیچاں ہوگا

کہ جنوں کو رہی رغبت یونہی عریانی کی
پھر تو گردن میں سرِ تارِ گریباں ہوگا

لختِ دل کھانیکو ہے اور نہ لہو پینے کو
کب تلک ای غم تو مرے سینہ میں مہماں ہوگا

داغ پر داغ جو دیتے ہو تو دیتے جاؤ
روشنی کیلئے دن سر پہ چراغاں ہوگا

وقت رہنے کا نہیں فکر نہ کچھ کر تسلیم
رفتہ رفتہ ترا کچھ اور ہی ساماں ہوگا

وله

باغ عالم میں نہیں جب گلِ خنداں اپنا
حسرتِ دامنِ گل ہے یہ گریباں اپنا

سروِ شمشاد کو آزاد کیا چہتا ہوں
جلوہ دکھلاتا ہے جب سروِ خراماں اپنا

بیقراری نہیں ہر چند سزاوار ہمیں
پر کریں کیا نظر آتا نہیں جاناں اپنا

برق سے خندۂ خورشید رخوں کی تسلیم
غیرتِ ابر ہوا دیدۂ گریاں اپنا

وله

جب سے الفت ہوئی قابو میں نہیں دل میرا
عالمِ ہجر میں جلنا ہوا مشکل اپنا

ہم سمجھتے رہے بس زہد کو حاصل اپنا
جب تلک دل نہ حسینوں پہ تھا مائل اپنا

دشت بھی غیرتِ فردوس بریں ہو جائے
چہرہ دکھلائے اگر حورشمائل اپنا

خاکساری سے شریفوں کو ہی عزت حاصل
گو سمجھتے ہیں شرف کبر اراذل اپنا

نظر آتا ہے ہر اک شے میں محبت کا ظہور
جب سے ہاتھ آیا ہے تسلیم پھر دل اپنا

وله

اے میرے نور نظر میری نظر میں آ جا
دن جدائی میں بہت گزری ہیں بر میں آ جا

آج کل جوش میں ہے فصل بہار گلشن
اے جنوں تجکو قسم تو مرے سر میں آ جا

آگ پانی میں لگانے کی تمنا ہے مجھے
ای ایسا لعل ذرا دیدۂ تر میں آ جا

سالکا جادہ نوردیِ بیاباں کب تک — خانہ ویرانی بہت ہو گئی گھر میں آ جا
عمر بھر بند جدائی میں گزر جاتی ہے — ایک لمحہ تو بھلا آٹھ پہر میں آ جا
آرزو رکھتا ہے تسلیم کہ گھر اپنا سمجھ — اے غم عشق ذرا میرے جگر میں آ جا

وله

جب آشنا ہی اپنے سے نا آشنا رہا — فرمائیے کہ جلنے میں پھر کیا مزا رہا
جب تک کہ این و آں کا تصور بندھا رہا — پردہ دوئی کا آنکھوں پہ دل کے پڑا رہا
تو جب تلک ہے معرفت اسکی محال ہے — جس وقت بیخودی ہو خودی سے جدا رہا
میں تو کے دائرہ سے تو باہر اگر ہوا — جو کچھ رہا وہی رہا پھر اور کیا رہا
زاہد تجھے ملا نہ خدا اگرچہ تا بہ زیست — عابد رہا فقیہ رہا پارسا رہا
صورت کا اسکے دل میں تصور تھا جب تلک — سینہ میں دل صفائی سے آئینہ سا رہا
تسلیم جب سے اپنی حقیقت کو پائے ہم — نے ابتدا رہا نہ یہاں انتہا رہا

وله

دلبر تو ہے وہی پر ہے جلوہ نیا نیا — غمزہ نیا نیا ہے کرشمہ نیا نیا
سر ایک ہے جنوں کا ہی سودا نیا نیا — دیوانہ پن بتاتا ہے صحرا نیا نیا
معشوق کچھ نیا نہیں عاشق نیا نہیں — بتلا رہا ہے عشق تماشا نیا نیا
بکھرے ادھر ادھر یہ گھونگر والے بال ہیں — ہے مرغ دل کے واسطے پھندا نیا نیا
تسلیم دیکھ ادب سے اٹھا پردہ دوئی — ہر شے میں اس کا جلوہ ہے پیدا نیا نیا

وله

میں وہ عاشق ہوں کہ سوز جگر سے ہو دھواں پیدا — تو ہو اس آسماں کے نیچے پھر اک آسماں پیدا
نکرتا گر خدا نور رسولِ انس و جاں پیدا — زمیں پیدا نہ ہوتی اور نہ ہوتا آسماں پیدا
یہ ہستی تب تلک ہے تارکِ املاک ہستی ہو — اگر کرنا ہے سالک ملکِ لامکاں پیدا

نہ کعبہ میں ملے وہ تجھکو سالک نے کلیسا میں
تو ڈھونڈا نہیں دیکھ اسمیں نشان بے نشان پیدا

پیام موت پہنچاتی ہے تجھکو زندگی تیری
بہار آتے ہی ہوتی ہے گلستاں میں خزاں پیدا

ارے غافل نہ ہو پابند ظاہر دیکھ باطن کو
مکیں جبتک نہیں ہوتا نہیں ہوتا مکاں پیدا

عزیزو جب تلک دم ہے رہو تم آشنا دم کے
کوئی پھر بعد مرنے کے نہیں ہوتا یہاں پیدا

عجب کیا دفتر عصیاں کو ہم تسلیم دھو ڈالیں
اگر ہو جائے نم سے چشمۂ اشک رواں پیدا

ولہ

صورت سیماب دل کو عشق تڑپانے لگا
صاف جوہر دل کے آئینہ کا کھلجانے لگا

شاید آئی ہے چمن میں موسم گل کی بہار
پھر مجھے جوش جنوں وحشت میں بہکانے لگا

اشک کی بارش سے طوفاں کا اگر ساماں نہیں
آسماں پہ دل کے غم کا ابر کیوں چھانے لگا

کاش ہوتا یہ دل صد چاک حسرت سے بری
انکے زلف عنبریں کو شانہ سلجھانے لگا

پھر ادھر بھی رحم کر اے ابر وصل آشنا
غنچۂ دل تابش فرقت سے مرجھانے لگا

آرزو جو دل کی لگا رکھی نہ ہوتی آپ کو
کیا کریں خون جگر آنکھوں میں جم جانے لگا

ضبط جوش عشق کا تسلیم شاید ہے پیام
قاصد اشک آنکھ تک آ آکے پھر جانے لگا

ولہ

کام والوں سے محبت کا ہے ناکام اچھا
نیک ناموں سے تو الفت کا ہے بدنام اچھا

چشم تر اشک سے کرتا ہو اے زاہد خشک
بے طراوت کے لیے روغن بادام اچھا

نشہ ایسا نہیں آیا کہ جو مقصد مل جائے
جام یک و دو سے اے ساقی خم تمام اچھا

ہے اگر دام تعلق سے رہائی منظور
طائر دل کے لیے زلف کا ہی دام اچھا

یار کے رخ کے تصور میں تعلق چھوڑا
کعبۃ اللہ کے رہیوں کو ہی احرام اچھا

ہاتھ جینے سے اٹھا لے کہ یہی زخم جگر
خنجر ابروئے قاتل نے کیا کام اچھا

تجھ میں غیریت اور عشق میں محویت ہے
جب تو زاہد سے ہے شیفتہ بدنام اچھا

ہاتھ دنیا کی محبت سے اٹھا لے تسلیم
ابتدا اسکی نہ اچھی ہے نہ انجام اچھا

ولہ

دیکھتے ہی گل کو یاد آتا ہے روئے آشنا
بوئے گل سے مغز میں آتی ہے بوئے آشنا

زاہد انکو ہو مبارک آرزو فردوس کی
عاشقوں نکو جنت الماوی ہے کوئے آشنا

آپکو پایا تو سمجھا آشنا کی ماہیت
گو دو عالم میں کیا میں جستجوئے آشنا

سونگھتے ہی سونگھتے گزرا دن تمام
شب جو ہاتھ آئی تھی زلف مشکبوئے آشنا

کیا کہیں تسلیم ہاتوں سے جگر تھمتا نہیں
اندنوں دل کی کشش از بس ہے سوئے آشنا

ولہ

شمع حسن یار پر دل جب سے پروانہ ہوا
جیتے جی جلتا ہے کیوں وہ ایسا دیوانہ ہوا

آب و دانہ اشک سے ملتا ہی بس جلوہ حق
مرغ دل جب سے اسیر زلف جانانہ ہوا

ہے بسا سینہ میں جب سے اس پریرو کا خیال
آئینہ خانہ مرے دل کا پری خانہ ہوا

بادہ پیمائی کا شوق انکو رہا غیروں سے واں
یاں لبالب خون سے آنکھوں کا پیمانہ ہوا

ہے عجب تاثیر الفت میں کہ تسلیم اندنوں
جسکا میں دیوانہ تھا وہ میرا دیوانہ ہوا

ولہ

راس نہ آئی مجھے ملک عدن کی ہوا
کب ہو موافق بھلا یاں کے چمن کی ہوا

بھول خدا کو ہوا نغمہ سرائی آنا
بلبل دل کو لگی گلشن تن کی ہوا

مغز نہ ہو کیوں مرا نافۂ غزال ختا
زلفوں سے آتی ہے آج مشک ختن کی ہوا

سیر ورا اڑا لوری دل لے چمن میں ہوا
گرچہ خوش ہے آجکل تن کے چمن کی ہوا

موت کی کاہش نہیں جینے کی خواہش نہیں
لگ گئی بیمار کو کس کے کفن کی ہوا

دل کی لگی کی ہوس تمکو ہے تسلیم بس
زاہدوں کو چاہیے باغ عدن کی ہوا

ولہ

جس دن سے شوق ہے مجھے دل کی کتاب کا
کرتا مطالعہ ہوں محبت کے باب کا

کھلتے ہیں بے کلیدِ عمل قفلِ انقباض
جس دن سے دل ہے فردِ رسالہ فتحِ باب کا

سیلاب ہے کہ شعلہ ہے سیماب ہے کہ برق
کیا حال میں لکھوں دلِ پر اضطراب کا

رخسار اور جبیں کو دیکھو تو ایک جا
جلوہ ہے مہتاب کا اور آفتاب کا

دار السلام وہ ہے تو دار السقر ہے یہ
نکتہ سمجھ لیا ہیں ثواب و عذاب کا

ٹھنڈے رہیں کہ گرم رہیں کچھ گلا نہیں
دیدار تو نصیب ہے عالی جناب کا

ذکرِ خدا سرود ہے مطرب ہے دل مرا
دم میرا تار ہے میرے تن کے رباب کا

کیا روسیاہی ہے کہ کہیں آنکھ لڑ گئی
زاہد کو بھی جو شوق ہوا ہے خضاب کا

تن پھل ہے روح مغز ہو لذت ہے ذاتِ حق
تسلیم یہ خلاصہ ہے لُبِّ لباب کا

ولہ

اگر تیرا خمیرِ گل نہ ہوتا
تو پیکر نور کا یہ دل نہ ہوتا

خدا سے بندہ گر فاصل نہ ہوتا
تو بندہ سے خدا واصل نہ ہوتا

نہ ہوتی حسن کی گر آفرینش
نہ ہوتا دل نہ ہوتا دل نہ ہوتا

نہ ہوتا شربتِ دیدار حاصل
اگر قندِ محبت دل نہ ہوتا

دو عالم بحرِ دل میں ڈوب جاتا
تنِ خاکی اگر ساحل نہ ہوتا

نہ ہوتی گر تجلّیِ الٰہی تو
کبھی دل حسن پہ مائل نہ ہوتا

نہ ہوتا داغِ لالہ کے جگر پہ
اگر عارض کے اوپر تل نہ ہوتا

نہ ہوتا نقش گر تسلیم رہبر
خدا کا راستہ مشکل نہ ہوتا

ولہ

جب تک اپنا پتا نہیں ملتا
یاد رکھو خدا نہیں ملتا

بخدا ہیں خدا نما اکثر
پر کوئی خود نما نہیں ملتا

کئی دن سے دعا میں ہوں مصروف
پر دلی مدعا نہیں ملتا

دل کا جب تک نہ سلسلہ ملجائے
ذات کا سلسلہ نہیں ملتا

کونسا شعر ہے کہ جس کے عوض
دل سے ہم کو صلا نہیں ملتا

بند جب تک رہے در تقدیر
ایک در بھی کھلا نہیں ملتا

ہوس عکس روح میں زاہد
روح کا راستہ نہیں ملتا

ہیں بہت عابد اور بہت زاہد
پر کوئی آشنا نہیں ملتا

گرچہ صرف جبیں ہو خاک زمین
دل سے ملے تک خدا نہیں ملتا

جب تک الفت نہ ہو حسینوں سے
دید کا ذائقہ نہیں ملتا

شرط ہر چند ہے ہر اک شے میں
پر نشان جزا نہیں ملتا

ذات انساں کو رتبہ تسلیم
بے رضائے خدا نہیں ملتا

ولہ

جس دن سے عشق آپکا سینہ میں جا کیا
سن لو کہ زندگی میں گذر ہم نے کیا کیا

پیاسا ہوا تو شربت خون جگر پیا
بھوکا ہوا تو لخت جگر ناشتا کیا

ہمرنگ و بو ہوا تیری زلف سیاہ سے
دعوے کیا تو مشک ختن کیا خطا کیا

شکوے شب وصال میں روز فراق کے
میں نے تو وہ زبان ادا سے ادا کیا

چہرہ پہ چھوٹ جائینگی یکدن ہوائیاں
انفاس اپنے جو کوئی صرف ہوا کیا

ضعف بصر کا شکوہ نہ لایا زبان پر
خاک ان کے آستانہ کی جو توتیا کیا

جب شکر اور رضا کو میں تسلیم لے لیا
حاجت روا مرا مری حاجت روا کیا

ولہ

خود بینی سے کعبہ کا احرام نہیں اچھا
میخانہ خفت کا انجام نہیں اچھا

شبنم ہو کہ لالہ ہو بے یار چمن خالی
یہ شیشہ نہیں اچھا یہ جام نہیں اچھا

سچے رہو صاحب نا حق نہ دکھاو دل
اس سے کوئی بڑھکر پھر یاں کام نہیں اچھا

بے خوف گنہ کاری طاعت میں ریا کاری
یہ کام نہیں اچھا یہ نام نہیں اچھا

دنیا سے بچو تسلیم اور اسکی محبت سے
یہ دانہ نہیں اچھا یہ دام نہیں اچھا

ولہ

نظر سے دور جب تک پردہ غفلت نہیں ہوتا
یہ کثرت میں نمایاں جلوہ وحدت نہیں ہوتا

کسی کی ہو اگر اپنی نہو پر دل لگی کی ہو
قصور یار کی صورت کا بی صورت نہیں ہوتا

نیاز و ناز کے عقدے برابر حل نہیں سکتے
کہ جب تک دل سے دلکو رشتہ الفت نہیں ہوتا

تن آسانی نہیں اچھی کہ دنیا اور عقبیٰ ایسا
پہنچنا منزل مقصد کو بے محنت نہیں ہوتا

بطون اصل سے پیوند کب ظاہر ہو جسا خوش
دنشر سے لاگ ای دل صاحب نسبت نہیں ہوتا

اسے عابد کہیں ہم یا کہیں معبود حیرت سے
جو دل ممتاز ہے جوئی رحمت نہیں ہوتا

نہیں تسلیم روتی چشم تر دامن ندامت سے
کہ ہر آنسو کا قطرہ گوہر رحمت نہیں ہوتا

ولہ

دل کے آئینہ کو جو کوئی صفائی دیگا
صاف عکس رخ دلدار دکھائی دیگا

بے نیازی کا طریقہ ہے کہ دلدار غیور
ایک کو وصل تو لاکھوں کو جدائی دیگا

کھول ڈالینگے ابھی عقدہ مالا ینحل کو
جنکو مولا نظر عقدہ کشائی دے گا

گرچہ ہوں معصیت آلودہ سراپا لیکن
آب اشک آتش دوزخ سے رہائی دیگا

دعوئے عشق میں صادق جو نظر ہوتا ہے
سو جفائیں ہوں مگر داد وفائی دے گا

ذکر سے ملتا ہے مذکور تو لونگا نہ کبھی
گر عوض اس کے خدا مجھکو خدائی دیگا

راہ کی فکر نہ کر تیز قدم ہو تسلیم
دل ہی خود پہلو سے آواز رسائی دیگا

ولہ

عجب حلاوت ہے زندگی میں جگر پہ الفت کا داغ ہونا
ہے راحت آنکھوں کو جی کو دلکو اندھیرے گھر میں چراغ ہونا

ہو عشق گلگشت سینہ گلگوں ہو آب سرد اور قلب محزوں
بہار ہونا نہ غنچہ ہونا نسیم ہونا نہ باغ ہونا کچھ

چمن میں آتا ہے آج دلبر ہے بسکہ نازک مزاج دلبر
صراحی غنچہ کی لئے ہوا کی گلِ گلابی ایاغ ہونا

غرور ہے عیب بندگی کو فنا ہے دنیا کی زندگی کو
نہیں ہے انسانیت کا شیوہ کہ بد دل اور بد دماغ ہونا

خدا کی ہستی میں نیست ہو جا نہ رکھ انا کا تو سر میں سودا
اگر ہوس ہے بیخودی میں خودی سے اپنے فراغ ہونا

کہاں میں ڈھونڈوں کدھر میں جاؤں میں کس سے اسکا پتا اٹھاؤں
سوائے دامانِ کبریائی کہیں تو دل کا سراغ ہونا

ہوس کسی کو تو مال کی ہے کسی کو علم اور کمال کی ہے
یہ نکتہ تسلیم یاد رکھنا ہمیں تو دل اور دماغ ہونا

ولہ

دل یاد میں مولا کے بہل جائے تو اچھا
دم ذکرِ الٰہی میں نکل جائے تو اچھا

پتھر ہو کہ آہن ہو پر دل ذکرِ خدا میں
دم دید کی گرمی سے پگھل جائے تو اچھا

ہے دید کے قابل یہ نہیں کچھ خرد اری
پھولا شجرِ شوق ہے پھل جائے تو اچھا

بہتر ہے کہ لختِ جگر آنکھوں سے ٹپک جائے
دل جیب کے پہلو کو نکل جائے تو اچھا

یک برقِ تجلی سے مری ہستی کا خرمن
وادی میں کھڑے رہا جل جائے تو اچھا

ہے رنگِ ماہیتِ مری نقشِ سراپا
یا رب یہ لطافت سے بدل جائے تو اچھا

یہ جائے ادب کی ہے سبک ظرف نہ ہونا

آفت ہے لحاظ بشری دعویٔ توحید

تسلیم ہے بس معصیت آلودہ الٰہی

دل حفظ مراتب میں سنبھل جائے تو اچھا

بیخود نہ ہو مزاج آپ کا چل جائے تو اچھا

چشمہ تری رحمت کا ابل جائے تو اچھا

ولہ

خدا کی شان ہے ہر ایک شان میں پیدا

ملے حلاوت ذکر خدا نہیں ممکن

ہے ایک جلوہ کہ اجرام اور عناصر سے

ہے غیر جنس مگر مقتضائے استعداد

اگر ہے دیدۂ بینا تو دیکھ تو تسلیم

خدا کرے کہ حلاوت ہو جان میں پیدا

اگر ہو شہد کا چشمہ زباں میں پیدا

زمیں میں سے ہے عیاں آسماں میں پیدا

ہے جلوہ اسکا مکیں اور مکاں میں پیدا

کہ بے نشانی حق سے ہے نشاں میں پیدا

ولہ

صبحدم خواب مرا جلوہ کہ طور ہوا

تو تو نزدیک ہے شہ رگ سے مری لیکن جدا

مرے رونے پہ وہ ہنستے ہیں تو کچھ رنج نہیں

چاند جوں ابر سے پردہ سے تجلی نکلی

دور سے بھی نہ لگی یار کی دیکھا تسلیم

دل مرا دولت بیدار سے مسرور ہوا

کیا ہوا گر میں حضوری سے تری دور رہا

شکر کرتا ہوں کہ رونا مرا منظور ہوا

نور سے دل کے سراپا مرا معمور ہوا

عمر بھر میں نہ کبھی دل مرا مسرور ہوا

ولہ

نہیں شور و بکا فغاں اچھا

اشک بیدرد ہی ہو خاک اچھی

اسکو لازم ہے پھولنا پھلنا

تلخ گوئی سے میٹھی بات اچھی

کس خوشی کس کو خلق کیونکر ہو

صبر کا دیجیے امتحاں اچھا

بے اثر آہ سے دھواں اچھا

جس چمن کا ہے باغباں اچھا

بحر سے چشمۂ رواں اچھا

درد یہ گر جو دوا سہاں اچھا

لاکھ طاعت سے زہد سے تسلیم / عشق ہو لائے دو جہاں اچھا

ولہ

جب سے مجھے عشقِ خدا ہو گیا / آپ میں آپ جدا ہو گیا

دیکھتی صورت کو ہیں آنکھیں مری / کون یہاں پردہ کشا ہو گیا

جس کو ہوا شوقِ مئے معرفت / فائزِ بزمِ عُرفا ہو گیا

مُنہ پہ دھرا اللہ کے دم کے سوا / لایا نہ اِلّا کو جو لا ہو گیا

عشق اِدھر حُسن اُدھر بیدلو / آنکھوں میں اور دل میں بلا ہو گیا

آنکھوں سے دیکھا اور سمجھو دل سے تو / کون بقا کون فنا ہو گیا

آئینہ خانہ ہیں دو عالم کے دیکھ / حُسنِ خدا جلوہ نما ہو گیا

آنکھوں کے فتنہ سے دل بے خبر / کشتۂ شمشیرِ ادا ہو گیا

وصل میں بھی جی کو تسلی نہیں / حضرتِ دل آپکو کیا ہو گیا

آنکھ سے جب آنکھ ملی دل سے دل / مجھ پہ وہ میں اُن پہ فدا ہو گیا

مرتے ہیں جاں دیتے ہیں عجب دم ہے یہ / دیکھو تو تسلیم کو کیا ہو گیا

ولہ

وصل میرا اُن سے منظور ہوا خوب ہوا / رُخ سے دوری کے میں دور ہوا خوب ہوا

ہمسری کا جو رہا مشکِ ختن کو دعویٰ / نکہتِ زلف سے کافور ہوا خوب ہوا

اختیار اسکو جو ہوتا تو وہ کیا کیا کرتا / تن میں دل آپ کا مجبور ہوا خوب ہوا

مست تھا میکدۂ تن میں انا کی مے سے / ٹوٹ کر شیشۂ دل چور ہوا خوب ہوا

ٹوٹ کر غنچۂ پیکانِ نگاہِ گلرو / زخمِ دل پر مرے انگور ہوا خوب ہوا

نفس کی خیرہ سری سے تھی فرشتے کو عجب / خسروِ عشق کا مامور ہوا خوب ہوا

تھا جو آنکھوں کو مری سرمۂ دیدار کا شوق / کشتۂ نورِ خدا طور ہوا خوب ہوا

شکر ہے دل کو جو تھا رنج خمار فرقت
وصل کے دور سے مسرور رہا خوب ہوا

زندے پردہ دیدار جاں جاناں
واہ ہیں رندوں میں مشہور رہا خوب ہوا

دل تسلیم تھا مغرور تن آسانی میں
عشق کے درد سے رنجور رہا خوب ہوا

ولہ

خوش مجھکو پریشانی میں جینا نہیں آتا
جب تک مری سینہ میں سکینہ نہیں آتا

چاہو تو مجھے چھوڑ دو چاہو تو بلا لو
مرنا نہیں آتا مجھے جینا نہیں آتا

امید میں برسوں ہی گزر جاتے ہیں لیکن
دلدار سے ملنے کا قرینا نہیں آتا

شکوہ نہیں سعی طواف اور زیارت
کعبہ میں نظر جن کو مدینہ نہیں آتا

پھٹ جاتا ہے زخم اور نکل جاتے ہیں ٹانکے
رکھ ہاتھ رفوگر تجھے سینا نہیں آتا

امید میں شب گزری سحر ہونے کو آئی
اب تک بھی مرا ماہ شبینہ نہیں آتا

پتھر بھی پہاڑوں میں پچھڑتے ہیں ہمیشہ
لیکن دل غافل کو پسینہ نہیں آتا

خواہ گالیاں دیجئے انہیں یا سخت کہئے
عارف کے کبھی سینہ میں کینہ نہیں آتا

طوفان تغافل کے سبب تجھ دل میں
توحید کا تسلیم سفینہ نہیں آتا

ولہ

بیخودی میں خدا نظر آیا
جلوہ کبریا نظر آیا

حسن جب رہبر ہوا دل کا
عشق کا راستا نظر آیا

نفس امارہ جب ہوا کشتہ
ذکر حق کیمیا نظر آیا

عمر گزری ریاضتیں کرتے
زاہدو تم کو کیا نظر آیا

درد دل دور ہو گیا تسلیم
جب مسیحا مرا نظر آیا

ولہ

دیدہ باطن سے جو میں نے تجلی دیکھا
نور میں نور تجلی میں تجلی دیکھا

صورتِ عالمِ کثرت میں بچشمِ عبرت — جلوۂ نورِ الٰہی متجلی دیکھا
گونجتی آتی انا اللہ کی ہر دجہ میں صدا — ذرہ ذرہ میں انا کی ہی تجلی دیکھا
اٹھنا ایک کو اور لاکھ سلانا تمکو — حاجی و صالح و شب خیز و مصلی دیکھا
لاکھ احسان بھی کریں تو بدی کرے — نفس امارہ کو تسلیم جبلی دیکھا

وله

فرزانگی کا حاصل دیوانہ بن کے دیکھا — الطافِ ساقی دل مستانہ بن کے دیکھا
ناز اور بے نیازی عشق اور گدائی — جانانہ بن کے دیکھا دیوانہ بن کے دیکھا
فانوس جب تلک تھا پردہ میں تھی تجلی — شمع جمال کی تو پروانہ بن کے دیکھا
ہے دل سے دل لگانا بایک بھید پانا — کاکل کی شانہ گانی میں شانہ بن کے دیکھا
میں طوق بن کے دیکھا راحت معانقہ کی — پابوسیوں کی لذت جولانہ بن کے دیکھا
آزاد ہو کے دیکھا دنیا کی ہو غلامی — اور نفس کی ہزیمت مردانہ بن کے دیکھا
ہے مے کی گرم جوشی شیشہ میں اور سبو میں — تسلیم لب کی لذت پیمانہ بن کے دیکھا

وله

عاشقانہ مزاج ہے میرا — خاکساری رواج ہے میرا
دیدہ و تخت و تاج ہے میرا — کشورِ دل میں راج ہے میرا
وصل میں ہنسنا ہجر میں رونا — روز و شب کام و کاج ہی میرا
نہ رہیگی مری پریشانی — دلربا خوش مزاج ہی میرا
ہے فرشتوں سے گرم نرم سرشت — روح سے ازدواج ہے میرا
تنگ کرتے ہو کیا طبیبو تم — عارضہ لاعلاج ہے میرا
پوچھو تسلیم سے دوا میری — وصلِ جاناں علاج ہے میرا

وله

کس کی زلفوں کا یہ سودا آکے سر میں ہے پیدا
کہ ہے داغوں سے دھواں آکے جگر میں پیدا

نونہالوں کی جدائی میں سرشک خونیں
گل ہیں شاخ قطرۂ دیدۂ تر میں پیدا

صفت اور ذات کی یکتائی میں کیونکر سمجھوں
ہے گہر آب میں اور آب گہر میں پیدا

رنج و راحت میں ہیں شکر و شکایت محلل
ہے اثر ذات کا جب نفع و ضرر میں پیدا

کسکی صورت کا میں شیدا ہوں کہ آنے جانے
حسرت دید ہے تسلیم نظر میں پیدا

وله

بھول جاؤں زبان لولا انت آیت
میں تو میں نہیں بنتا - بھلا

چلو صاحب سے ذکر آلو لو
یہاں کوئی نہیں سنتا - بھلا

دیکھا آنکھوں نے دل سے جو پوچھا
ہے تو ہی سنو منتا - بھلا

دم کا شاہد رہو آتے جاتے
مت بھولو گنو منتا - بھلا

دل سے ہر وقت یہ جاپ ہر دم
رٹو نا دم کا منتا - بھلا

انی تسلیم قلت اقول
انت فانت انت - بھلا

وله

نام صاحب کا مجھے یاد ہوا خوب ہوا
نام سے اپنے میں آزاد ہوا خوب ہوا

آرزو تھی کہ کروں وصل کا سودا حاصل
جلوہ گر حسن خداداد ہوا خوب ہوا

کثرت دید سے وادی توحید سے آج
دیکھو کہ نظر آباد ہوا خوب ہوا

دور اپنے کو میں سمجھا تھا کہ نحن اقرب
دل سے اللہ کا ارشاد ہوا خوب ہوا

بیخودی ذکر الہی میں جب آئی تسلیم
نفس کے پنجے سے آزاد ہوا خوب ہوا

وله

شکر خدا کہ جب سے دل با خدا ملا
مقصد ملا مراد ملی مدعا ملا

جسدن سے مجھکو ذکر خدا کا مزا ملا
جلوہ ملا مشاہدہ ملا ذائقہ [illegible]

ذکر جلی سے شیشۂ دل کو جلا ملا
رونق ملی صفائی ملی مصقلا ملا

جس وال کی تھی تلاش وہ دل ہمکو کیا ملا
مولا ملا وسیلہ ملا رہنما ملا

جس دن سے دم کا دیدہ کا دل کا مزا ملا
بوتل ملی پیالہ ملا میکدہ ملا

اچھے بھلے تھے عشق ہمیں کیا بلا ملا
جادو ملی کرشمہ ملا شعبدہ ملا

تن کے چمن میں غنچۂ دل کیا ملا مجھے
خوشبو ملا گلاب ملا موتیا ملا

سالک وہ ہوں کہ مجھکو دل و روح و نفس سے
توشہ ملا سواری ملی بدرقہ ملا

بھٹکے پھرے بہت مگر اب کوچۂ یار کا
سایہ ملا سہارا ملا آسرا ملا

تسلیم جس کو تا در بہ سلسلہ ملا
منزل ملی مقام ملا راستہ ملا

ولہ

اے عشق حبیبا کہ تو دار الشفا ملا
اے درد شاد باش تو دل کی دوا ملا

الفت میں آپ کی ہمیں اچھا مزا ملا
سب کچھ ملا ہمیں کہ دل آشنا ملا

وہ صاف ہوں تو ہوں جو نہوں تو نہوں کبھی
ہم صاف کیوں نہوں کہ دل باصفا ملا

زلف دراز یار تری عمر ہو دراز
آزاد ہم ہوئے جو ترا سلسلہ ملا

پیچ تابوں سے تنگ ہیں ہم فکر کیا کریں
دل کیا ملا ہمیں کہ یہ دار القضا ملا

تن کو محیط روح میں جب میں کیا تلاش
دل تو گیا یہ پانی کا ایک بلبلا ملا

بے اہل دل ملے کے نہ تسلیم دل ملے
مشہور ہے کہ پیر ملا تو خدا ملا

ولہ

پھر مجھے پچھلے دنوں کا حال یاد آنے لگا
دل مرا سینہ میں دم لیکے گھبرانے لگا

حسن ویرانہ ہم کنج قفس میں شاد تھے
پھر بہار آئی جنوں سر پر بلا لانے لگا

[illegible] نا بینا رہا اور واں بھی نابینا رہا
وقت کھو کر ہاتھ سے جو کوئی پچھتانے لگا

[illegible] تک کھولی آنکھیں دیکھ جلوہ یار کا
پردۂ نیرنگ ہر کیا رنگ تبلانے لگا

انکھ میں پھرنے لگیں اہل وطن کی صورتیں
تجکو جب دن سے وطن تسلیم یاد آنے لگا

ولہ

ہم غریب الوطنوں کو نہ ستانا جانا
بھولے بھٹکوں کو بھلی راہ دکھانا جانا

منہ سے کہہ سکتے ہیں جو چاہتے ہیں دعوے لیکن
سخت مشکل ہے محبت کا نبھانا جانا

بے وطن ہوتے ہیں اور کسکو وطن ملتا ہیں
نہیں کھلتا ہے کسواسطے آنا جانا

شکر ہے رونیکا شکوہ ہمیں شاید کام آئے
حشر میں اشک بہانے کا بہانا جانا

کام کرنا ہے سو کر لو چلو تسلیم کہ ساتھ
ساتھ آیا نہ کسی کے یہ زمانا جانا

ولہ

دوستو جب سے مجھے عشق خدا ہو گیا
شکر خدا میں بینا مجھ سے جدا ہو گیا

عشق یہ جب حسن کا پردہ کشا ہو گیا
شکل بشر میں خدا جلوہ نما ہو گیا

گرچہ امید شفا تھی نہ کسی کو ذرا
تجکو طبیبو مرا درد دوا ہو گیا

سونپ دیا دوستو جسکی امانت اسے
حق جو محبت کا تھا آج ادا ہو گیا

بہا کے آئینہ صاف بعد شباہت کو مجھے
نور نمایاں ہوا دل جو صفا ہو گیا

یار سے مدت کے بعد چار نگاہیں ہوئیں
آنکھوں میں غش آگیا حسن بلا ہو گیا

میں ہوں مرا یار ہے لذت دیدار ہے
عشق ہزار آفریں خوب مزا ہو گیا

اگلے زمانہ کے لوگ رکھتے تھے حق پر نظر
اب بھی وہ نقشہ ہے پر رنگ نیا ہو گیا

سوتا تھا میں بے خبر یار جگا آن کر
شکر ہے تسلیم پہ فضل خدا ہو گیا

ولہ

جو فنا کر خدا ہوا مرد خدا ہوا
واصل ہوا خدا سے خودی سے جدا ہوا

دل شاد وہ جو صرف غم دلربا ہوا
آزاد وہ جو بستہ زلف رسا ہوا

کوشش ادھر نہیں تو کشش بھی ادھر نہیں
ہم آشنا ہوئے تو خدا آشنا ہوا

پردہ دوئی کا دور کر آنکھوں سے دیکھ لے
جلوہ عیاں ہے اسکا نہیں کچھ چھپا ہوا

بے عشق زندگی تری ہمرنگ موت ہے
زندہ وہ ہے جو کشتۂ تیغ ادا ہوا

جب دل ہی آشنا نہیں میں کر غور اسمیں تو
مختار کا بندہ ہوا یا خدا ہوا

خود بیں نہ ہو جو کوئی خدا بیں نہ ہو کبھی
بس وہ خدا نما ہوا جو خود نما ہوا

کھینچا جو مجھکو مجلس عرفاں میں شوق
میں تو کا قصہ مٹ گیا اور تصفیہ ہوا

تسلیم جب سے ذکر کا ہاتھ آیا صیقل
زنگ دوئی سے آئینہ دل کا صفا ہوا

ولہ

اگر ہوتا ہمارے دل میں جوہر بے ریائی کا
کبھی شکوہ نہ کرتا زاہد دیں پارسائی کا

تجھے زاہد یہ باطل ہے دعویٰ حق نمائی کا
جو از خود رفتہ ہے مجبور ہے آشفتہ رائی کا

یہ ہستی نیستی ہے نیستی ہستی ہے ای سالک
خودی جاتی ہے جب تک ہے کفر دعویٰ خدائی کا

نہ ذکر تو ہر سے جلتے نہ شب کو شمع سے جلتے
نہ ہوتا وصل میں کھٹکا اگر ہمکو جدائی کا

محبت کا نبھانا جبکہ آتا ہی نہیں ہمکو
کریں کس منہ سے شکوہ پھر تمہاری بیوفائی کا

شکیبائی سے معذور شکایت کیوں ہے
الگ ہے عذر کوشش میں تمہیں دیدہ بینائی کا

کریں تسلیم صورت اپنی مرقد کی صفائی کی
نہیں آئینہ ہستی میں جو ہر دیدہ پائی کا

ولہ

عرش اعظم ہے ازل سے وہ نمونہ دل کا
جس میں ہو جاتا ہے دل والوں کو دھوکا دلکا

بے محبت نہیں کھلتا ہے دریچا دل کا
عشق جب آتا ہے اٹھ جاتا ہے پردہ دلکا

نظر آ جاتا ہے جب خال جبین جاناں
میری آنکھوں میں سماتا ہے سویدا دلکا

کبھی بجلی کبھی شعلہ کبھی پارہ بن جائے
کیا کہوں تم سے میری جان تڑپنا دل کا

ہو نہ جب تک کسی دلخواہ سے الفت پیدا
سخت دشوار ہے اللہ سے ملنا دل کا

راستہ دم کا چلو ذکر میں دم تک بھی نہ لو
یہ سفر عشق کا ہے اور یہ توشہ دل کا

دل سے دل لگ گیا پر شرم کے مارے تسلیم
منعقد پر نہیں ابتک وہ ارادہ دل کا

ولہ

پڑا ہے حسن کے کشور میں غلغلہ دل کا
خبر اڑی ہے کہ آیا ہے ...

بلند کون و مکاں سے ہے حوصلہ دل کا
خدا کی ذات سے ملتا ہے سلسلہ دل کا

خدا کا کونسا گھر ہے سو ہم بتا دینگے
اگر ہو عرش بریں سے مقابلہ دل کا

بچاؤ خون کے چھینٹوں سے اپنی آنکھوں کو
نہ پھوڑ دو نوک سے مژگان کے آبلہ دل کا

لکھینگے ہم بھی جواب اسکا اپنی آنکھوں سے
ادھر سے لائے نظر جب مراسلہ دل کا

خبر یہ دیتا ہے آئینہ غبار آلود
کہ خاکساری سے ہوتا ہے مصقلہ دل کا

بدلتے ہو تو چلے آؤ دل سے دل بدلیں
سوائے دل کے نہیں ہے مبادلہ دل کا

فساد عشق کا بے مصلحت نہیں تسلیم
گلہ نظر کا کروں یا کروں گلہ دل کا

ولہ

حق پسند ہے بشر جب حق پسندیدہ ہوا
وہ تو عین حق ہوا حق مردم دیدہ ہوا

لاغری سے جسم کے ہو روح کو بالیدگی
روح لاغر ہوگئی جب جسم بالیدہ ہوا

خاکساری سربلندی ہے بشر کیواسطے
ریشہ نکلا جب زمیں میں دانہ پوسیدہ ہوا

اف رے دزدیدہ نظر چشمک میں لیکر اڑ گئی
سینہ میں پہلو میں دل ہر چند پوشیدہ ہوا

اے پریشانی سیہ بختی کو رونق کیوں نہ ہو
سر میں سودا کاکل مشکیں کا پیچیدہ ہوا

قید سے آنکھوں کی آزادی تصور کو نہیں
کس پری رو کا دل دیوانہ گرویدہ ہوا

سمجھے کم پاسنگ سے سنگینی افلاک کو
دل جو میزان نظر میں اپنے سنجیدہ ہوا

ہوگا رشک ابر وے خشک داماں حشر میں
شرم عصیاں سے جو تر دامن کہ تر دیدہ ہوا

زنگ وہ حدت جم گیا تسلیم جب آشنا
اسم سے دم ذکر سے دل جسم سے دیدہ ہوا

ولہ

[illegible] دل کے پروانوں کا محفل میں تڑپنا ہوگا
حسن کے پردہ [illegible] سلسلہ جسکا نظر والوں سے ملتا ہوگا
ٹوٹتے ہی [illegible] کے طائر کیلیے آشیاں کنگرۂ عرش معلا ہوگا
زاہد از بہر ریا کا ہے کلید دوزخ حشر میں جلوہ جو ہوگا عرفا کا ہوگا
گر یقیں چاہو تو درویشوں کے تتا بین علی یاں جو دھوکے میں ہیں واں بھی نہیں ہونگے
حشر میں ہوگا لوا ہاتھ میں جسکے تسلیم وہی حامی مرا اور مرا وسیلہ ہوگا

ردیف (ب)

یارب نصیب چشم ہو دیدار یار کب حاصل ہو آشنائی دل بیقرار کب
فرقت میں ماہ و سال خدایا گذر گئے روز وصال ہو یہ شب انتظار کب
بلبل سا دل ہے نغمہ سرائے غم فراق یار و دیکھے کا مجکو مرا گلعذار کب
ویران خزان غم سے ہوا جگر ہوئی یار چلے گی وصل کی باد بہار کب
تسلیم کرو دعا کہ اجابت کا وقت ہے پھر ایسا وقت آئے کہاں بار بار کب

ولہ

بیہودہ گفتگو ہے بشر کو ہے سخت عیب عورت کی بدمزاجی سے گھر کو ہے سخت عیب
بدہو پسر تو [illegible] نیک پدر [illegible] ہو کبھی لیکن پدر جو بد ہو پسر کو ہے سخت عیب
اخلاق گر بشر میں نہیں آدمی نہیں بے آب ہو تو جوہر گوہر کو ہے سخت عیب
اخلاص گر عمل میں نہیں آدمی نہیں شیریں نہ ہو اگر تو ثمر کو ہے سخت عیب
تسلیم عشق و حسن میں ہے رابطہ قدیم دیدار گر نہ ہو تو نظر کو ہے سخت عیب

ولہ

دوستو آؤ اور سیر کرو ہے خدا کی طلب
نام کو ہے ماسوا کچھ نہیں رب کے سوا
غیر نہیں ہے یہاں عین ہے جلوہ کناں
دیکھ سمجھ با ادب کچھ نہ خیال سبب
بو ہی وہ گل میں وہ جزو میں وہ کل میں وہ
بو میں وہ شبنم میں وہ آب میں وہ جو میں وہ
جام ہے وہ جم ہے وہ خشک ہے وہ نم ہے وہ
روح وہی دل وہی نور وہی ظل وہی
موج الگ آب الگ ماہ الگ تاب الگ
ظاہر و باطن وہی ساکن و ساکن وہی
چپ رہو تسلیم تم منہ بہ کرو میم تم

دیکھو اگر ہے نظر سب میں تجلی رب
شوق کرو تم ذرا ملتا ہے بے ڈھونڈے کب
ہے وہ عیاں اور نہاں دیکھو نہ رو سبب
صورتیں میں ہر کی سب ہو دل آئینہ جب
تا کہ میں وہ شکل میں وہ دیکھو سمجھنے کا ڈھب
میں نہیں میں میں وہ دل ہے سمجھ با ادب
وہ ہے وہ دم ہے وہ پھیر سمجھ کا ہے سب
رہ وہی منزل وہی بس یہی راہ رب
جسم الگ ہو اب الگ کہنے سے ہوتے ہیں کب
واجب و ممکن وہی سب میں ہیں سب سب میں رب
کرتے ہو تعلیم تم جو نہیں ہے غضب

ولہ

یارب یارب یارب
کھاتے پیتے جگتے سوتے
اے میرے مولا تو ہی بچا لے
دین اور دنیا جھگڑا ہے
دیکھوں سنوں یا بولوں میں
آئے گی آخر کام غریب
عقل معلم ذکر سبق ہے
تسلیم اپنی رو کو زبان کو

سب میں ہے تو اور تجھ میں ہے سب
تو ہی مقصد تو ہی مطلب
نفس کیا ہے عاجز بے ڈھب
ذکر ہے تیرا سب سے انسب
بے تیرے طاقت مجھ میں ہے کب
کس کی دولت کس کا منصب
دل ہے کودک تن ہے مکتب
رمز ہے باریک بند کرو لب

ولہ

گرم جس دن سے ہے توحید کی محفل یارب
مرے پہلو میں اسی دن سے نہیں دل یارب

سننے میں دیکھنے میں کہنے میں چپ بیٹھے میں
دل مرا غیر کے جانب نہیں مائل یارب

دلکا مشتاق ہے دل آنکھ کی مشتاق ہے آنکھ
آنکھ سے آنکھ ملے دل سے ملے دل یارب

میں جو بیگانوں سے ملتا ہوں یگانہ بنکر
یہ مرا جادہ ہے اور یہ مری منزل یارب

غیر کا ہوگا نہ یہ آئینہ صورت عین
دل کو جبتاب ہے تمیزِ حق و باطل یارب

ڈھونڈتا ہوں نہیں ملتا کہیں لیلے کا پتا
کبتک آنکھوں میں بسے گا مری محمل یارب

جب تلک دل نہو پروردۂ تسلیم و رضا
لاکھ اگر زہد ہو مطلب نہو حاصل یارب

ردیف - تا

میں کس سے کہوں اپنے دلِ زار کی حالت
ہوگی نہ خزاں میں کبھی یہ گلزار کی حالت

باہر ہوئی تشخیص طبیبان جہاں سے
اے میرے مسیحا ترے بیمار کی حالت

الفت میں مجھے غیرت بسمل نظر آئی
مقتول دمِ ابروے خمدار کی حالت

سب طالب یوسف تھے مگر مثل زلیخا
دیکھا نہ کوئی مصر کے بازار کی حالت

تسلیم ہو اکثر سببِ رشکِ ریاضت
محشر میں مئے عشق کے سرشار کی حالت

ولہ

جب سے دیکھا ہوں میں وہ رشکِ قمر کی صورت
رشکِ رنگِ شفقستاں ہے جگر کی صورت

دوستو ہجر میں دلدار کے روتے روتے
ابرِ نیساں سی ہوئی دیدۂ تر کی صورت

یار کے زلف کے دیوانوں کو صحرا کیسا
خواب میں بھی نظر آتی نہیں گھر کی صورت

ہدفِ ناوکِ مژگاں ہے جگر یہ پیہم
گرچہ سینہ کو کیا ہوں میں سپر کی صورت

غیر حق عرصۂ کثرت میں نہو جلوہ پذیر
چشمِ عارف میں کبھی نفع و ضرر کی صورت

مو شگافوں سے سر مو بھی نہو وصف کبھی
دیکھے تسلیم نزاکت میں قصور اپنے نہ کیوں

بال سے جبکہ ہے باریک کمر کی صورت
حور گر دیکھے مرے نور نظر کی صورت

ولہ

اگر ہمکو تم سے نہ ہوتی محبت
رہا میں فدا تم پہ ہر چند لیکن
حسب اور نسب پر نہیں منحصر کچھ
دو عالم میں تیرے سوا ہے میرا مالک
ہو یک پل میں تسلیم کے دلکو تسکین

بھلا کاہے کو کہتے اتنی آفت
نہ دیکھا کبھی تمسے چشم مروت
طریقے سے انسان کو ہے شرافت
میں پھر کس سے اپنی کروں عرض حاجت
کرے جب تجھے یارب نگاہ عنایت

ولہ

جسدن سے ہی دلکو مرے وحدت سے محبت
ہو حشر میں بس اسکو شفاعت کا ذریعہ
[illegible] سے نہ کبھی غیبت عالم کی حضوری
الفت سکا مزہ وصل میں اٹھ جاتا ہے دل سے
خواہان خدا سے ہو دو عالم میں وہ تسلیم

کثرت میں ہوں لیکن نہیں کثرت سے
ہے جسکو یہاں اہل محبت
جبتک نہو عارف کو شہادت سے
ہے اس لئے یار و مجھے فرقت
دنیا میں جسے ہوگی سخاوت

ولہ

جس روز سے ہے مجھکو حسینوں سے محبت
دنیا میں کبھی یادر نہیں [illegible] نہ لگا دل
ہے آتش و خاشاک کی صحبت سے ہی بدتر
کیا داغوں سے الفت ہے مرے لخت جگر کو
تسلیم گذر گاہ جہاں سے نہ لگا دل

رکھتا نہیں دنیا کے قرینوں سے محبت
کیا خاک ہو افلاک نشینوں سے محبت
انحراف کو گر ہووے کمینوں سے محبت
جس طور ہو خاتم کو نگینوں سے محبت
کرتا ہے کوئی راہ نشینوں سے محبت

ولہ

پا تنگ نہ پہنچا ہے کہیں سنگ تہ کا نہت
رکھ ہاتھ میں شاہین ترازوے محبت

تسلیم نہ کیوں رنج ہو تازہ رباعی
آئی چمن دل سے ہے خوشبوے محبت

ولہ

دنیا میں خدا والوں کی صحبت ہے غنیمت
وہ بات کبھو کی صحبت ہے غنیمت

یک لحظہ بھی گر یاد الٰہی میں رہے دم
یہ دم ہے غنیمت یہ سعادت ہے غنیمت

صاحب سے محبت ہو تو بہتر ہے وگرنہ
ہو شوق تو بس یہ ہی طبیعت ہے غنیمت

بیمار جو ہو گے تو بہت یاد کرو گے
کرنا ہو تو کر لو کہ یہ صحت ہے غنیمت

تسلیم رہو شاہد انفاس جئے تک
نسبت کے لئے بس یہ شہادت ہے غنیمت

ولہ

میری آنکھو نہیں ہے کہیں ما دعا کی صورت
دیدہ میں دم ہے مرا تارِ وفا کی صورت

خسرو کشورِ ویرانہ ہستی ہوں میں
اڑتے پھرتے ہیں جہاں بوم ہما کی صورت

اشک کو روک لو بہ جا میں خارِ صحرا
نہ نکل آئے کوئی آبلہ پا کی صورت

جب سے ہم یار کے کوچہ میں جما بیٹھے قدم
نہ اٹھے خاک سے نقشِ کفِ پا کی صورت

گر بُرا حسن پرستی کا طریقہ ہوتا
دیکھتے کونسی صورت ہے خدا کی صورت

وہ بھی ہے کہ نکلنے نہیں پاتی دم بھر
دل کے آئینہ میں ... صورت

دیکھئی دل کی تجلی کے مقابل تسلیم
لاکھ خورشید ہوں پر میں وہ سہا کی صورت

ولہ

پتلی سی مری آنکھو نہیں ہے یار کی صورت
اور دل میں سویدا ہی ہے دلدار کی صورت

دیکھے وہ مرے یار کے دندانِ جلادار
دیکھا جو نہ ہو گوہرِ شہوار کی صورت

ہے ایک ہی بےشک دلِ شیدا کی نظر میں
زنجیر کی اور زلفِ گرہ دار کی صورت

تشخیص عبث ہے کہ ملالِ دلِ پُردرد
خود شعر یہ کہے دیتی ہے بیمار کی صورت

نے سہل نہ دشوار ہوا وسط میں مزہ ہے
[illegible] تسلیم کے اشعار کی صورت

ولہ

بے یاد الہی نہیں جینے کی حلاوت
کھانیکی حلاوت ہے نہ پینے کی حلاوت

دیدار الہی میں وہ پاسے گا جو پایا
دیدار شہنشاہ مدینہ کی حلاوت

عنبر میں ہے نے عطر میں اور مشک ختن میں
محبوب الہی کے پسینہ کی حلاوت

کھاتے رہو پیتے رہو جیتے رہو لیکن
ہے ذائقہ ذکر سے سینہ کی حلاوت

پیاسے ہو تو دیدا ہی کرو جیسیں کہ تسلیم
ہے شربت دیدار کے پینے کی حلاوت

ولہ

دل مرا درد جدائی سے تڑپتا ہے بہت
انتظار اس لئے اے مسیحا ہے بہت

جان کی گرچہ ہر ایک شخص کو ہے پروا بہت
پر مری جان بھی ہے تو مجھے پیارا ہے بہت

غم کے رنج کو کھو دیتی ہے جب ایک نظر
غم فرقت کو بہلا کوں سمجھتا ہے بہت

یا نبی ورطۂ دریا سے نکالو مجھکو
ڈوبتا جاتا ہوں اور جرم کا ہے بوجھا بہت

[illegible] نہ محشر میں خدا بخشے گا اسکو تسلیم
جسکو یاں حامی امت کا بھروسہ ہے بہت

ولہ

تن من سے ہے جی اور جی میں نہاں ہے دل کی نظر کی دم کی حلاوت
بے ذکر مولا ملتی کہاں ہے دل کی نظر کی دم کی حلاوت

دنیا کی الفت کالی بلا ہے وحشت کی آفت کی غفلت کی جا ہے
صاحب دلوں کو آرام جان ہے دل کی نظر کی دم کی حلاوت

تن میں ہے دیکھو رنگین تجلی ہے سیر جسکی نور اور تسلی
تازہ چمن ہے اور بے خزاں ہے دل کی نظر کی دم کی حلاوت

طول امل کو دل سے نکالو آنا ہے جو کچھ جلدی سے پالو

تن جب تلک ہے جہاں یہاں ہے دل کی نظر کی دم کی حلاوت
دم کی آتشی تھی کیا تسلی تسلیم دیکھ پیاری تجلی
سیر بہار ہر دو جہاں ہے دل کی نظر کی دم کی حلاوت

سر ترا جب سے سمائی ہے ہوا کوئے دوست
حلقہ نا آشنا ہے آشنائے کوئے دوست

غیرت عرش بریں ہے سرا کوئے دوست
ہے زبان قدسیاں صرف ثنائے کوئے دوست

شکستہ میں وائے ملک لایت ہو گیا
سر پرستی جب کیا ظل ہمائے کوئے دوست

بنگیا [illegible] دلوں کی گرم جوشی کے لئے
پنبۂ خورشید محشر نقش پائے کوئے دوست

راحت دنیا بلا ہے اہل دنیا کے لئے
عاشقوں کے حق میں نعمت ہے بلائے کوئے دوست

اے نسیم خلد واپس ہو کہ لاتی ہے یہاں
نکہت گلدستہ کاکل صبائے کوئے دوست

گرچہ جنت نزدیک ہے گم کردہ راہوں کیلئے
حضرت دل آپ ہی ہیں رہنمائے کوئے دوست

خلد میں مومن رہیں گے اور دوزخ میں مگر
اہل دل کی دل لگی ہو کب سوائے کوئے دوست

سرد کیوں ارزانی کا فور ہوتی اندلیب
گر نہ ہوتا گرم بازار فضائے کوئے دوست

قیمت یک مشت خس خاشاک میں بھی ہو گی
گر متاع ہر دو عالم ہو بہائے کوئے دوست

مثل طائر شوق کے بازو سے اڑتا جاؤنگا
سر میں میرے ہے بہت دن سے ہوائے کوئے دوست

وہ بازوں کو موثر کی خبر دیوے اثر
ہے لقائے دوست عاشق کو لقائے کوئے دوست

عشق کے معمار کے ہاتھوں سے بس روز ازل
خشت دل سے ہے بنا دولت سرائے کوئے دوست

بدرقہ تسلیم کا ہو پھر پریشاں کیوں ہو
باعث جمعیت خاطر ہے جائے کوئے دوست

ردیف جیم

ولہ

کب طبیبوں سے ہو بیمار دل شیدا کا علاج
کار گر جب نہیں ہوتا ہے مسیحا کا علاج

ناصحا مغز بکاتا ہے عبث کیوں اپنا
نہیں ممکن کہ ہو ناداں سے ہو دانا کا علاج

ساکن چرخ چہارم سے نہ ہووے یہ خدا
کشتۂ تیغ ادائے بت رعنا کا علاج

چاہیئے ہجر کے بیمار کو دارو ہے وصال
کیونکہ صہبا سے ہے مخمورئ صہبا کا علاج

نہ ہو تسلیم کبھی رشتۂ کاکل کے سوا
طوق و زنجیر سے آوارۂ صحرا کا علاج

ولہ

وحشت سے ہجر کے ہے پریشاں مرا مزاج
مت بھول مجھکو لے مرے نا آشنا مزاج

درد جدائی مجھکو ستانے لگا بہت
بے وصل کے دوا سے نہ پائے شفا مزاج

تدبیر ہے دوا کی تو پرہیز کر طبیب
فرقت ہے اندنوں ہی بہت بے مزا علاج

یکساں میں ہو دور مرے دلکا عارضہ
آجائے گر دوا پہ مسیحا ترا مزاج

پابند میں بلا میں جو کچھ ہوش ہوں گم
اچھا خدا کرے کہ رہے آپ کا مزاج

لے نامہ لوٹنے پہ کبوتر کے رو دیا
شکر خدا کہ یار ہے از بس رسا مزاج

آتا چلا ہے جوش جنوں کے محیط کو
کب آشنائے ضبط ہو تسلیم کا مزاج

ولہ

اڑتی خبر آئی ہے یار کے آنے کی آج
دل پہ ہے میرے خوشی سارے زمانے کی آج

یار کی آمد کا ہے چار طرف غلغلہ
آئی ہے شاید گھڑی ملنے ملانے کی آج

ابھی ہوا مبتلا دل کی غم سے نہ ہم رہ گئے
آئی ہے ساعت اگر ہنسنے ہنسانے کی آج

زلف کی زنجیر کو تاب جو دیتے ہیں وہ
ملتی ہے شاید سزا دل کے لگانے کی آج

سن تو لیے تم خبر مجھ سے ہوے ملتے ہیں
کہئے یہ صورت ہے کیا مجھ کو دلانے کی آج

دل نے کہا غم نہیں حسرت و ماتم نہیں
طرز بہانے کی ہے اشک بہانے کی آج

اوج پہ دلبر کی ہے جلوہ گری لبری ‌‌ فکر ہے تسلیم کو عشق نہانئی کی آج

ردیف دال

ولہ

یار چہرہ پہ سے کاکل کو اٹھایا شاید ‌‌ ابر سے ماہِ منور نکل آیا شاید
خونِ نمکیں جو جراحت سے ہی جاری تا دل ‌‌ تیغ کو آب نمک میں ہے بجھایا شاید
ہوتی رخصت ہے جو رو رو کے چمن سے بلبل ‌‌ صبح پیغام خزاں آنے کا آیا شاید
فرحت دل کا جو چہرہ سے پتا ملتا ہے ‌‌ رات بھر وصل سے لذت ہے اٹھایا شاید
بے سبب دل جو تڑپتا ہے مرے سینہ میں ‌‌ صاحب حسن کوئی ہوتا ہے پیدا شاید
دخل جس جا پہ فرشتوں کے گماں کو بھی نہیں ‌‌ دل میں انساں کے وہ خود آپ سمایا شاید
غل جو کرتے ہیں بہت آج عنادل تسلیم ‌‌ گلبدن سیر گلستاں کو ہے آیا شاید

ولہ

اندنوں ہی ہے اکثر مجھے دلدار کی یاد ‌‌ کر دی بیمار مجھے نرگس بیمار کی یاد
رخنہ انداز جگر ہے مژہ یار کی یاد ‌‌ قتل کرتی ہے مجھے ابروے خمدار کی یاد
جوں کتاں چاک گریبانِ جگر ہوتا ہے ‌‌ جبکہ آتی ہے مجھے چاند سے رخسار کی یاد
ابر تر کرتی ہے رو رو کے جو دامن میں ‌‌ شاید آتی ہے مرے چشم گہربار کی یاد
جاں بلب درد جدائی سے ہوا جاتا ہوں ‌‌ کیا سبب ہے مجھے آتی نہیں بیمار کی یاد
گر مجھ سی وطن رنج و محن میں بھی جائے ‌‌ عندلیبوں کو قفس میں بھی ہو گلزار کی یاد
[illegible] فرقت سے ہو تسلیم کو جب تشنہ لبی ‌‌ اکثر آتی ہے اسے شربت دیدار کی یاد

ولہ

پان کھانے کا ہوا شوق جب سے پیدا
بس بنتے ہیں تمہارے دردمنداں اکثر

غنچۂ گل ہوتے ہیں گل خاک میں ملجاتے ہیں
ماسلف سے ہے یہی حالت دوراں اکثر

ظلم بیجا پر جو کیا سر بہ گریباں ہے فلک
جو بدی کرتا ہے ہوتا ہے پشیماں اکثر

ایں کہے ہے منزل نہیں گرچہ چلے جاتے ہیں
برہمن دیر کو کعبہ کو مسلماں اکثر

دل کو جو پایا تو دو عالم کو وہ پایا تسلیم
کرتے تھے خاتم سے تیرے تسخیر سلیماں اکثر

ولہ

کون جاتا ہے عدن کو کوئی جانا چھوڑ کر
چاہتی ہے وحشت کب بلبل گلستاں چھوڑ کر

اے جنوں گر کچھ تصرف اس تری وحشت میں ہے
کھینچ دامن یار کا میرا گریباں چھوڑ کر

سر بلندی سے گزر عزلت نشینی کر قبول
سیپ میں قطرہ ہو گوہر ابر نیساں چھوڑ کر

ہاتھ جو کھینچا توکل سے پریشاں ہو گیا
چاک کرتا ہے گریباں طفل داماں چھوڑ کر

کیا عجب تسلیم گر ہوں نازنیناں بیوفا
روح بھی جاتی ہے اکدن جسم انساں چھوڑ کر

ولہ

زاہد کا آب اور ہے عاشق کا تاب اور
روزہ نماز اور ہے چنگ و رباب اور

ناصح سنوں میں کسکی عمل کس پہ میں کروں
ارشاد دلکا اور ہے حکم کتاب اور

روز جزا سزا و جزا ہیں بجا مگر
بخشش کا نکتہ اور ہے امر حساب اور

بارش کو میری اشک سے نسبت کہاں ہے
آب سحاب اور ہے یہ خون ناب اور

تسلیم زہد و عشق فنا گرچہ ہیں مگر
وہم سراب اور ہے حسن حباب اور

ولہ

دل کو کرتا ہے مکدر جو رہے تن میں غبار
گھر میں جاتا ہے جب آتا ہے آنگن میں غبار

خاکساری مری اتنی تو بھلا کام آئی
کہ لپٹتا ہے کبھی یار کے دامن میں غبار

پاکدامن کو بھی تہمت سے ملوث کردے
وہم کا جب اٹھے سینۂ بدظن میں غبار

رونقِ اشیاء مظہرِ اسما فاعلِ کُل اور شانِ مآثر
یار جو نکلا بھیس بدلتا منزلِ ناسوت آن کے پہنچا

کل ہے مجالی ایک ہے جلوہ پردہ بہ پردہ طرز نوادر
گرچہ ہے ہر ایک پردۂ جاناں خاص ہے لیکن پردۂ انساں

پردہ ہے بندہ پردے میں سبحان ہووے اگر وہ آپ باہر
علم نزولی ہے بھی سالک پر ہیں عروجی اور سالک

کلمہ کی کل میں کیوں تو ہے دبلے کل چھ ہیں یہی کلمہ کے ضمائر
ممتنع عارفِ باطن - باطنِ ظاہر واجب و ممکن

چار عروجی ہیں یہ مساکن گنجِ خفی کے خاص ذخائر
خلعتِ انساں پہن کے آیا تا بہ شہادت جلوہ بتایا

پایا وہی جو آپ کو پایا باطن و ظاہر غائب و حاضر
آپ کو شوق اب چاہئے عارف تا ہو عیاں اسرار معارف

دم سے تو پہلے اپنے ہو واقف آ [illegible] جلد [illegible]
سرِ الٰہی خاص ہے انساں شوق اگر ہے وصل ہے آساں

مرنا جینا پھر تو ہو یکساں [illegible]
نفسِ بشر کا نفس خدا ہے وہ نہ جدا ہے یہ نہ جدا ہے

سر میں انا کی دیکھو صدا ہے پر ہے ساعت [illegible]
شوق اگر ہے رہ سے لگا دوں سیر عروجی سہل بتا دوں

روحِ تے دلوں کو پل میں ہنسا دوں ہے یہ فقیر [illegible]
گوش کو باندھ اور چشم کو باندھ اور لب کو باندھ اور ذکر میں گم ہو

اعمیٰ ہو سالک بکم ہو صم ہو پھر تو یہاں مذکور ہو ذاکر

ہو گئی ندا یہ دل سے پیا پے کرن ہو ذِ شغل جو کچھ ہے رہی ہے
پھر تو انا الحق بولنے لگے اپنے خودی سے آپ ہو باہر

دید سے دم سے دل سے ہوا آگہ ذکرِ خدا اگر تو گہ و بیگہ
دیکھ عروجی مصاف ہے یہ رہ او رہیں ذکر ہیں اس کے نظائر

بیٹھتے اٹھتے کھاتے پیتے جگتے سوتے ہنستے روتے
دید کو رکھ انوار کے ناظر دل کو رکھا کر ذکر میں حاضر

شوق اگر ہے راہِ خدا کا پیر و ہو تو راہ نما کا
سخت ہے یہ رہ کھٹکا ہے ہر جا ہار گئے اکثر ہیں مسافر

جو کہ ہیں عارف حال کے عاشق ہیں ہو ا اور قال کے عاشق
ہیں وہ مگر شہ وال کے عاشق جسکا اشارہ لکھتا ہوں ذاکر

دید سے ناظر دم سے حاضر دل سے ذاکر فکر صفت میں
آپ ہیں محمود آپ ہیں حامد آپ ہیں مذکور آپ ہیں ذاکر

آپ ہیں مسجود آپ ہیں ساجد آپ ہیں معبود آپ ہیں عابد
آپ ہیں غائب آپ ہیں حاضر آپ ہیں منظور آپ ہیں ناظر

جلوۂ حق تسلیم ہے سب میں خود ہے مسبب آپ سبب میں
آپ ہی سب اور آپ ہی ناظر ایک نظر اور لاکھ مناظر

وله

یار ہنس ہنس کے رلاتا ہے کروں کیا تدبیر
چھپ کے چھپ اپنا بتاتا ہے کروں کیا تدبیر

پیش دیکھوں تو وہ دیکھے مجھے جب میں دیکھوں
ہنس کے منھ اپنا چھپاتا ہے کروں کیا تدبیر

نعمتِ وصل سے غیروں کو بنا کر مسرور
خون ہی دل مجھکو پلاتا ہے کروں کیا تدبیر

تیغِ ابرو سے کبھی چاہِ زنخداں سے کبھی
مارتا اور جلاتا ہے کروں کیا تدبیر

بات کرتا ہوں تو رکتا ہے رہوں گر خاموش — تیر گرفتہ اٹھاتا ہے کروں کیا تدبیر
میں تڑپتا ہوں مگر وہ مرا دلدار کبھی — نہ بلاتا ہے نہ آتا ہے کروں کیا تدبیر
دانۂ خال بتا طائرِ دل کو تسلیم — دامِ کاکل میں پھنساتا ہے کروں کیا تدبیر

ولہ

بس اے دلِ بیقرار بس کر — پیدا کوئی اپنا ہم نفس کر
مل یار سے ٹکٹکی لگائیں — کبتک رہے ماسوا میں پھنسکر
گر تجکو ہے طیر کی تمنا — جلدی سے شکستہ یہ قفس کر
بستانِ جگر کو ابرِ دیدہ — سر سبز کیا برس برس کر
کر اس سے طلب اسیکو تسلیم — تو دل سے نہ غیر کی ہوس کر

ولہ

ردیف زاء معجمہ

ہے عین کبھی غیر پہ مرتا نہیں ہرگز — دل اپنا تمنا سے گزرتا نہیں ہرگز
جو عارف کامل ہے بجز فعلِ حقیقی — جرأت وہ کسی کام میں کرتا نہیں ہرگز
گر ظلم ہو یا رحم ہو عارف بجز اپنے — الزام کسی اور پہ دھرتا نہیں ہرگز
جو محو ہوا نورِ حقیقت میں عزیزو — دنیا کا کوئی کام سدھرتا نہیں ہرگز
تسلیم عجب چشمۂ دل ہے کہ رہے تنگ — دیدار کے سیلاب سے بھرتا نہیں ہرگز

ولہ

گو رحم ستمگار یہ کرتے نہیں ہرگز — پر عشق سے ہم اپنے گزرتے نہیں ہرگز

کیا عشق ہے مواج کہ دریا سے جگر کے
دو چشمے ہیں دو چشم کہ بھرتے نہیں ہرگز

یہ عشق کا مقتل ہے کہ شمشیر ادا سے
حاصل جو شہادت کئے مرتے نہیں ہرگز

ناصح نہ ڈرا صدمہ محشر سے کہ عاشق
گر ٹوٹے فلک سر پہ تو ڈرتے نہیں ہرگز

گو عشق سے تسلیم پریشان ہو طبیعت
شانہ سے کبھی بال بکھرتے نہیں ہرگز

ولہ

دیدار کا ہے دیدۂ تر منتظر ہنوز
آتا نہیں ہے پر مرا دل پر نظر ہنوز

نسخہ بدل بدل کے مسیحا دیا مجھے
جاتا نہیں مگر مرا دردِ جگر ہنوز

شاید خزاں کے آنیکی پہنچی ہے کیفیت
آتی نہیں چمن میں نسیم سحر ہنوز

کیونکر جگر نہ داغوں سے الفت کی ہو کباب
آتش بجھا نہیں حسن کی ہے تیز تر ہنوز

غفلت میں شب گئی نہیں اندیشہ صبح کا
پیری میں بھی تو مرگ سے ہے بیخبر ہنوز

تدبیر زور و زر سے بہت کچھ کیا مگر
آتا نہیں ہے بر میں مرا سیمبر ہنوز

تسلیم گرچہ موسم جوشش بہار ہے
شاخ مراد بر نہیں لاتی ثمر ہنوز

ولہ

نہیں دنیا اگر ہے ادنا چیز
کب سمجھتے ہیں اسکو اعلا چیز

گر بصیرت سے ہے طالبو تمکو
ہستی حق ہے دیکھو جلوہ چیز

جسکے دیکھے سے دید کا ہو لطف
ہے وہی دو جہاں میں عمدہ چیز

ہستی ذات حق نہو جس میں
زاہدا کوئی ایسی بتلا چیز

ذکر اللہ کا کرے تسلیم
عمر بھر کے گناہ کو نا چیز

ردیف سین مہملہ

ولہ

عبرت آباد ہے یہ عالم فانی افسوس — کھو نہ غفلت میں دو دن کی جوانی افسوس
تپ فرقت سے سب لخت جگر سوکھ گیا — نہ ملا یا کبھی دیدار کا پانی افسوس
اے رفوگر تجھے مژگان کی قسم جاناں سے — کھائے ٹانکا نہ کبھی زخم نہانی افسوس
روتے روتے ہیں ہوں رشک از لیخا لیکن — نظر آتا نہیں پر یوسف ثانی افسوس
زخم پر مرہم کافور نہ رکھے تسلیم — مٹ نہ جائے کہیں قاتل کی نشانی افسوس

ولہ

جاتی ہے دل سے اس کی جیتے تک کہیں ہوس — دیدار دیکھ پاؤں تو پھر کچھ نہیں ہوس
کیا کچھ ہو مرتبہ جو خدا کی ہو آرزو — دنیا کی جسطرح سے رہے دل نشین ہوس
دیکھو تو غور سے یہ تواضع کا ہی سبب — کرتے ہیں آسماں کی جو اہل زمیں ہوس
رو دے فراق تن میں اگر روح کیا عجب — دو دن کے ہمنشین کی کرے ہمنشین ہوس
تسلیم کسطرح کرے دنیا کی تا حیات — اپنے خدا کو چھوڑ کے انجام بین ہوس

ولہ

قدر ہر چند نہیں کچھ مری دلدار کے پاس — ہم بھی کہتی ہے وحشت کہ تو چل یار کے پاس
زخم الفت کا جگر پر مرے ہوتا نہ کبھی — تیغ ابرو کی نہ ہوتی جو ستمگار کے پاس
طاعت خشک جئے تک تو گئے جا زاہد — آشنا اور ہے غلام اور ہے سردار کے پاس
کیوں نہ ہو قابل آویزہ گوش رحمت — جمع گر گوہر آنسو ہوں گنہگار کے پاس
نہیں بے دیدگے تسلیم حلاوت دم کی — لطف ہی جنبش مضراب ہو جب تار کے پاس

ولہ

ناتمام

جو لوگ با خدا ہیں وہی ہیں خدا شناس — بے آشنا کے ہو نہ کوئی آشنا شناس
مطلوب کا وصال ہے اے طالبو محال — صادق نہ جب تلک ہو طلب میں ریا شناس

جاں کندنی کی آگ میں جلنے سے سہل ہے ۔ دریا میں ڈوب جائے اگر نا خدا شناس

ردیف ضاد

ولہ

بید لو رکھے وہ کب بوعلی سینا سے غرض ۔ ہووے بیمار کو اپنے مسیحا سے غرض
دوستو گلشن جنت میں ہووے نہ کبھی ۔ عاشق قامت دلدار کو طوبی سے غرض
عارفوں کو کبھی ہے جلوۂ دیدار خدا ۔ گرچہ محسوس ہے پر ہووے نہ اشیا سے غرض
جب نہ ہو بزم میں ساقی تو نہ ہو عاشق کو ۔ مے سے میخانہ سے اور ساغر و مینا سے غرض
کفر و اسلام میں پیدا ہے اسیکا جلوہ ۔ نہیں تسلیم کو کعبہ سے کلیسا سے غرض

ردیف عین

ولہ

جب فدا ہونیکو آئے دیکھکر پروانہ شمع ۔ خانۂ فانوس چھپ کر کرے پروانہ شمع
دیکھکر جلتا ہے تجکو سر بزم اے صنم ۔ تیرے چہرہ پر ہوا شاید کہ ہی پروانہ شمع
پانی پانی ہو رہا شاید ہے رعب حسن سے ۔ دیکھکر تجکو جو تھرا رہا ہے بیتابانہ شمع
ذکر کی کثرت سے پیدا ہو تجلی قلب میں ۔ ہوگا روشن کر دیگا خانۂ ویرانہ شمع
عشق میں اور حسن میں تسلیم اکثر لاگ ہے ۔ دل ہو پروانہ اگر ہو صورت جانانہ شمع

ردیف غین

یار جب محفل میں شب کو کی کری روشن چراغ
دل مرا ہوتا ہی حسرت سے دروں تن چراغ

تیرے آتے ہی تمامی گل کر دی آگ خورشید رو
ہر گل و لالہ سے گو روشن کیا گلشن چراغ

دو رخ سے گر نقاب اے شمع رو کبتک چھپا
ہے اندھیرا گر کرے فانوس کو مسکن چراغ

وصل کی شب تا کہیں بیدار آنکھیں رہیں سیر
گل کیا کرتا ہے اکثر وقت بدظن چراغ

شمع رو کے قتل کرنیکا ہے پروانہ سبب
وہ نہ رکھتا ہون عاشق کے سر مدفن چراغ

قطرۂ خونِ جگر یوں چشم تر کے گرد ہیں
جیسے رکھے ہوں لب تالاب پر روشن چراغ

انکی رحمت کا ہی بس تسلیم پرتو حشر میں
ہو گیا جنکا تبسم از پئے سوزن چراغ

ردیف فا

ولہ

ق

جادہ پیما تھی صبا صبح جو صحرا کے طرف
حال پوچھا تو کہی بلبل شیدا کے طرف

مژدہ لیجاتی ہوں گل کا کہ بہار آئی ہے
تا وہ پرواز کرے گلشن خضرا کے طرف

کہدے احوال مرے دردِ جگر کا جاکر
اے نسیم سحری جلد مسیحا کے طرف

کیا میخانہ میں کل چشم شمائی ساقی
بے اجازت جو نظر ہیں معنیٰ کے طرف

ہے قسم بھولے بھی تسلیم کبھی منہ کرے
تشنہ لب شربت دیدار کا دریا کے طرف

ولہ

دل مرا مائل ہے جانا نکی زنخداں کے طرف
پھر چلا یوسف عزیز و چاہِ کنعاں کے طرف

آجکل شاید بہار آئی گلستاں کے طرف
ہاتھ لیجاتی ہے وحشت پھر گریباں کے طرف

جب تصور عارضِ گلگوں کا ہوتا ہی مجھے
دل اڑا جاتا ہی جون بلبل گلستاں کے طرف

شبنم خفی سے پھولا ہے ہمارا لالہ زار
دیکھ ابرِ بہاری چشم گریاں کے طرف

[illegible] نخوتِ بیگانہ تو ہیں سیکڑوں — دیکھتا ہوں جب کمانِ ابرو کے مژگاں کی طرف

توڑتا ہے دم میں پھر جوشِ جنوں زنجیر کو — دل کھنچا جاتا ہے اس زلفِ پریشاں کی طرف

[illegible] رخسار جب تسلیم آجاتے ہیں یاد — دیکھ کر روتا ہوں اکثر ماہِ تاباں کی طرف

ولہ

ہر چند جان اپنی کئے ہم نثار صاف — وہ کینہ ور نہ ہم سے ہوا از نہار صاف

ظاہر ہے ان کے چہرہ سے دل کا غبار صاف — ہوتے ہیں گرچہ مصلحتاً بار بار صاف

ابرو لگا رہے ہیں جو خنجر کا وار صاف — مژگاں چلا رہے ہیں جگر پر کٹار صاف

کیا پوچھتے ہو دل کے تڑپنے کا ماجرا — خود منہ پر کہہ رہی ہے مری چشم زار صاف

جب چار دیدہ ہو گئیں پردہ کی آڑ سے — تیرِ نظر جگر کے ہوا آر پار صاف

تسلیم رخ ادھر کو نہ پھیریں تو کیا کریں — ہستی کا جب ظہور ہے بے اعتبار صاف

ولہ

دیکھتے دیکھتے کیا ہو گئے رمضانِ شریف — روزہ داروں سے جدا ہو گئے رمضان شریف

دل کے غنچے جو کھلے گل سے تھے کملائی گئے — باغِ دنیا سے ہوا ہو گئے رمضان شریف

ہیں پریشان کفِ افسوس کو ملتے ملتے — طائرِ رنگِ حنا ہو گئے رمضان شریف

چھوڑ ہم خاک نشینوں کو پریشانی میں — راہیِ ملکِ سما ہو گئے رمضان شریف

بکرے کا جوڑا دیا اور کھواس کے عدو — بے شبہ روزِ جزا ہو گئے رمضان شریف

انتظاری ہیں ہمیں چھوڑ برس تک تسلیم — تیس دن جلوہ نما ہو گئے رمضان شریف

ردیف قاف

کہوں میں کس سے بجز یار داستانِ فراق — ولہ — کہ کھینچتا ہے دہن سے زبان بیانِ فراق

ہلال ابروسے مہ رُو کہاں نظر آئے
عزیزوان دنوں کج رو ہے آسمانِ فراق

طبیب درد کی تشخیص کر رہا ہے عبث
عیاں ہے خود مرادیوانہ پن نشانِ فراق

تلاش وصل کے مرہم کی ہے مسیحا سے
جگر میں ٹوٹ گیا جب سے ہے سنانِ فراق

جگر فگاروں سے تسلیم سنہ جبینوں کو
وفا کے واسطے شاید ہے امتحانِ فراق

ولہ

نہ ہووے دل کہیں پابستۂ بلائے فراق
رہے نہ کوئی اس عالم میں مبتلائے فراق

رہے ہمیشہ ہم آغوشِ دلبرِ وحشت
ہوا جو عاشق دل سوز آشنائے فراق

دوا سے کیوں نہ ہو نازش فغاں کے شیدا نہیں
رکاب اشہب خاطر میں جب ہو پائے فراق

طبیب دیکھکے عاشق کی نبض کو یہ کہا
بجز وصالِ صنم کے نہیں دوائے فراق

جگر کو تھام کے امید ہاتھ سے مت چھوڑ
وصال یار رہے تسلیم انتہائے فراق

ردیف کاف

ولہ

ہے یار کے آنے کی خبر یار مبارک
مشتاقوں کو دلدار کا دیدار مبارک

آتی ہی کہا دید مبارک تو کہا میں
آنکھوں کو میری چاند سے رخسار مبارک

سوتا رہا غفلت میں شب و روز مگر آج
جگنے کی ہے شب دیدۂ بیدار مبارک

تو میرا یگانہ ہے تو میں تیرا یگانہ
خوش وقت ہے دلدار کو دلدار مبارک

دلدار کہا ڈال کے زلفوں کو گلے میں
تقریب شبِ وصل ہے۔ تو یار مبارک

میں نے کہا پھر آپ ملوگے تو کہا ہاں
میں تجھ کو مبارک ہے مرا اقرار مبارک

تھی میری نظر فضل پہ خوش ہو کے وہ بولا
رحمت تجھے اے میرے گنہگار مبارک

میں تیرا مسیحا ہوں تو بیمار ہے میرا
رحمت کی نظر سے مجھے دیکھا تو کہا دل
ہو میرا قدم تجکو اسے بیمار مبارک
تسلیم کو تسلیم کا دلدار مبارک

ولہ

یاد رکھو ارشاد خدا کا اَعْرِفْ نَفْسَکَ تَعْرِفْ رَبَّکَ
پایا اُسے جو آپ کو پایا اَعْرِفْ نَفْسَکَ تَعْرِفْ رَبَّکَ
ذات بشر ہے جوہر مطلق آئینہ در بن تن ہے زیبق
عکس ہے روح اور شخص ہے مولا اَعْرِفْ نَفْسَکَ تَعْرِفْ رَبَّکَ
چاند سے کالی رات ہے روشن شمع سی جون شکواۃ ہی روشن
نفس بشر ہے ذات کا پردا اَعْرِفْ نَفْسَکَ تَعْرِفْ رَبَّکَ
گل میں ہے ذات اور ذات میں کل ہے گل میں ہے بو اور بو میں گل ہے
گر ہے ہوس حل ہو یہ معمّا اَعْرِفْ نَفْسَکَ تَعْرِفْ رَبَّکَ
کہتے ہیں جسکو عین العالم صورت حق ہے صورت آدم
کیا ہے کہو تسلیم یہ عقدا اَعْرِفْ نَفْسَکَ تَعْرِفْ رَبَّکَ

ولہ
چار مصرعی

لَیْسَ لِدَائِیْ اِلَّا دَوَاکَ
لَیْسَ وَلَائِیْ اِلَّا وِلَاکَ
اَنْتَ سَمِیْعٌ اَنْتَ عَلِیْمٌ
اَنْتَ کَرِیْمٌ اَنْتَ رَحِیْمٌ
تو ہے مصوّر ہم ہیں مصوّر
تو ہے مسخّر ہم ہیں مسخّر

لَیْسَ دَوَائِیْ اِلَّا شِفَاکَ
لَیْسَ رَجَائِیْ اِلَّا رَجَاکَ
اَنْتَ بَصِیْرٌ اَنْتَ کَلِیْمٌ
اَنْتَ قَدِیْمٌ لَا مَاسِوَاکَ
تو ہے مقدّر ہم ہیں مقدّر
اَللّٰہُ اَکْبَر رُوْحِیْ فِدَاکَ

حاضر تو ہی ہے ناظر تو ہی ہے
اول تو ہی ہے آخر تو ہی ہے
سب ہیں فقیر اور تو ہے تونگر
تسلیم احقر بندہ ہے کمتر

باطن تو ہی ہے ظاہر تو ہی ہے
لا ابتدا اک لا انتہا اک
سب ہیں حقیر اور تو ہے قوی تر
محتاج مت کر غیر سوا اک

ردیف لام

ولہ

ہمدرد کون ہے جو کہوں داستانِ دل
جو اپنا آشنا ہے دلِ جانِ جانِ دل
خلوت کدہ ہے دل کا جو سنتے ہیں لامکاں
کشتی ہمارے شوق کی پہنچے گی ایک روز
ممکن نہیں کہ ظلمت غفلت سے ہو نجات
کیا کیا جواہراتِ گرامی لگیں گے ہاتھ
لب باندہ گوش باندہ اور آنکھوں کو بند کر
ہو جائے پہلے مرحلہ پیمائے بیخودی
ہو گا کبھی نہ لشکرِ خطرات کا گزر

واقف نہیں کوئی کہ بتاؤں نشانِ دل
وہ خود ہے میزبانِ دل و میہمانِ دل
کہتے ہیں جسکو عرش وہ ہے آستانِ دل
کھل جائے فضل حق سے اگر بادبانِ دل
تاباں نہ جب تلک ہو مہِ آسمانِ دل
قسمت سے آئے ہاتھ کسی کے جو کانِ دل
سننے کی گر ہوس ہے کلامِ زبانِ دل
منظور ہے کسیکو اگر امتحانِ دل
تسلیم دید کو جو کرے پاسبانِ دل

ولہ

ہو گا جو لامکاں سے مقابل مکانِ دل
وقفِ خدا کی ذات سے ہیں واقفانِ دل
بھولے سے بھی کریگا نہ جنت کی آرزو

دیکھیں نہ لامکان کو مگر آستانِ دل
شانِ کریم یاد دلاتی ہے شانِ دل
جو کوئی دیکھ لے چمن بے خزانِ دل

جسمی حسب نسب سے تعلق نہیں اُسے
ہے ذاتِ حق سے سلسلۂ خاندانِ دل

کیونکر کریں نہ شکر ادا اہلِ معرفت
دل میہماں خدا کا ہے تن میہمانِ دل

تسلیم کس سے عرض کروں دل کا ماجرا
بے اہلِ دل کے کون سنے داستانِ دل

ولہ

جب دردِ آشنا کا ہوا آشنائے دل
بے آشنا نہیں ہے جہاں میں دوائے دل

گر اسکی آرزو ہے کرو دل کی پیروی
نعمت نہیں ہے اور بشر میں سوائے دل

واقف ہوں خاص و عام حقیقت سے ذات کی
آئے زباں پہ میری اگر ماجرائے دل

سولی چڑھا نہ رک سکا جوشِ عشق کو
منصور کو تھا گرچہ ملا انتہائے دل

کیا فائدہ علاج مسیحا سے ہو تجھے
تسلیم جب ہے دردِ محبت دوائے دل

ولہ

ہے عرض تجھ سے اے مرے حاجت روائے دل
بر لا کرم سے اپنے مری مدعائے دل

فریاد رس نہیں ہے سوا تیرے جب کوئی
یارب کہوں میں کس سے مرا ماجرائے دل

روشن ہو یک نظر میں شبستانِ کائنات
تاباں ہو گر فروغِ چراغِ ضیائے دل

شکرِ خدا کہ عشق کی منزل کو طے کیا
جب حسنِ دلربا کا ہوا رہنمائے دل

حاصل ہو کیا عجب ہے دو عالم کی خسروی
تسلیم جس کے سر پہ ہو ظلِ ہمائے دل

ولہ

یاد آتی ہے مجھے زلفِ پریشاں آجکل
ہے مرا جوشِ جنوں زنجیر جنباں آجکل

بلبلو مجھکو نہیں گلشن کی ارماں آجکل
سرخ ہے خونِ جگر سے میرا داماں آجکل

بلبلوں کا گلعذاروں کا ہے یک مجمع یہاں
رشکِ گلشن ہے بہارِ کوئے جاناں آجکل

فکر کرو انکی نہ بھول اس پر کہ چند روزہ ہے
اعتبارِ عرصۂ نیرنگِ دوراں آجکل

ڈوبتے تسلیم صدہا ہیں عزیزِ مصر دل
حسرتِ کنعاں ہے کیا چاہِ زنخداں آجکل

ق

بستانِ توکہ ایں شانے ترا داد
مدد فرما کہ از فضلِ الٰہی
شفیع لیس فی الدنیا والعقبیٰ
ہے تسلیم اندنوں از بس پریشان

ہو اللہ الاحد یا غوثِ اعظم
نویدے در رسد یا غوثِ اعظم
سواکَ لی فقد یا غوثِ اعظم
مدد فرما مدد یا غوثِ اعظم

ولہ

قدرتِ کبریا ہیں ہم جامِ جہاں نما ہیں ہم
درد نہیں دوا ہیں ہم رنج نہیں شفا ہیں ہم
حسن ہیں ہم ادا ہیں ہم ناز ہیں ہم جفا ہیں ہم
نغمہ سرا ہیں شوق سے غنچہ کشا ہیں شوق سے
گر ہے لقب کی آرزو توکس سے بلا دو نسیم کو

صورتِ دلربا ہیں ہم جلوہ آشنا ہیں ہم
جور نہیں وفا ہیں ہم خوف نہیں رجا ہیں ہم
عشق ہیں بلا ہیں ہم بند ہیں ہم قبا ہیں ہم
طرز صبا ہیں شوق سے گلشن خوش فزا ہیں ہم
سب ہے اُسکی گفتگو کچھ نہیں کون کیا ہیں ہم

ولہ

چارہ گر ہم درد ہم بیمار ہم
کشورِ توحید میں بے تخت و تاج
شہر وحدت میں گزر جب ہے ہوا
بے انا الحق کے ہوا حق بین میں گم
دشت میں تسلیم اور گلزار میں

عشق ہم دلدار ہم دیدار ہم
شاہ ہم دیوان ہم دربار ہم
مشتری ہم جنس ہم بازار ہم
ہو گئے منصور ہم اور دار ہم
خار بے گل ہم گل بے خار ہم

ولہ

دردِ دل ہم نبض ہم نباض ہم بیمار ہم
کعبۂ توحید میں بتخانۂ تشبیہ میں
ملک وحدت کے سفر میں مرحلہ در مرحلہ
عینیت ہے غیریت ہے از رہِ عقل و یقین

دور ہم دوار ہم با کار ہم بے کار ہم
کفر ہم اسلام ہم تسبیح ہم زنار ہم
راحلہ ہم راہبر ہم راہ ہم رفتار ہم
دور ہم نزدیک ہم مجبور ہم مختار ہم

لا الہ کی راہ سے تسلیم الّا اللہ سے
نفی ہم اثبات ہم انکار ہم اقرار ہم

ولہ

ہیں جبتک ہاتھ چاک اپنے گریباں کو کرینگے ہم
گریباں گر نہو چاک اپنے داماں کو کرینگے ہم

سرشک سرخ سے گلزار داماں کو کرینگے ہم
برنگ برگ گلدستہ گریباں کو کرینگے ہم

نہو یاد الٰہی سے اگر جمعیت کامل
تو پھر کیا رکھکے اس جان پریشاں کو کرینگے ہم

وہ دل لیتے ہیں دل کی جا پر خود آپ رہتے ہیں
فراموش اپنے دل سے کب یہ احساں کو کرینگے ہم

وہ مختار دل آزاری ہیں ہم مجبور خاموشی
ادب منظور ہے کب شور و افغاں کو کرینگے ہم

اگر ہم بت پرستی کے مزے سے آشنا ہونگے
حوالے کفر کے یکروز ایماں کو کرینگے ہم

غم دلبر کو جب دل میں اتارے ہیں تمنا سے
تو کیا تسلیم بیدل اپنے مہماں کو کرینگے ہم

ولہ

ستم کو ان کے سمجھتے ہیں ہم بجاے کرم
کہ باوفا کے لئے ہے جفا بہاے کرم

بجاے خار سر غنچہ جزا اوگیں
چلے گی دشت معاصی میں جب ہواے کرم

رہیں گے سایہ میں آسودہ معصیت والے
بلند ہوگا قیامت میں جب لواے کرم

گنہگاروں کو دوزخ میں روک رکھیں گے
ادھر حیاے معاصی ادھر حیاے کرم

ہیں عدل کے لئے اعمال نیک دنیا میں
مگر ظہور گناہوں کا ہے براے کرم

وہ آشنا ہے الٰہی دین و دنیا میں
جو لوگ ہوتے ہیں تسلیم آشناے کرم

ولہ

آشنا ہوتا ہی وہ جب آشنا ہوتے ہیں ہم
آشنائی میں نہیں معلوم کیا ہوتے ہیں ہم

ہم وہ بندے ہیں نہیں کہتے خدا ہوتے ہیں ہم
لفظ الّا اللہ کا کہتے ہی لا ہوتے ہیں ہم

لوگ کہتے ہیں کہ دنیا سے فنا ہوتے ہیں ہم
سب غلط جھوٹ ہوتے ہیں بقا ہوتے ہیں ہم

ہم بجا آرزو سے باغباں ہیں بلبلو
گل ہیں بو ہوتے ہیں گلشن میں صبا ہوتے ہیں ہم

خود نمائی کا تجلی میں بہت ماتا نہیں
مثلِ شبنم نذرِ تجلی ہی ہوا ہوتے ہیں ہم

عبدیت معبودیت کے رنگ میں آتی ہے جب
خود وہی ہے بیخودی میں ابتدا ہوتے ہیں ہم

کل ہماری شان و شوکت دیکھ لو گے زاہدو
عشق میں گو آج رسوا جا بجا ہوتے ہیں ہم

کیوں ہمارے دل کو ہو نفع و ضرر کا امتیاز
وہ بلا ہوتے ہیں خود دردِ بلا ہوتے ہیں ہم

ہیں جو مایوسِ حصولِ شاہدِ مقصود نا
تیرہ بختوں کے لیئے بالِ ہما ہوتے ہیں ہم

پائے آزادی ہے اور جولانِ زلفِ دوتا
بس یہ حیرت ہے تعلق سے رہا ہوتے ہیں ہم

اختیاری جبر ہے بے اختیاری کے لئے
اللہ اللہ صرفِ تسلیم و رضا ہوتے ہیں ہم

ولہ

ویراں شدہ دل ذکر سے آباد کرو تم
تا یاد کرے تم کو خدا یاد کرو تم

ناحق جو کوئی تم پہ کرے ظلم کرو صبر
اللہ سے اپنی طلبِ داد کرو تم

راحت میں کرو شکرِ خدا دل سے زبان سے
تکلیف میں اللہ سے فریاد کرو تم

خواہش ہے کہ گر تم سے محبت کرے اللہ
غیروں کی محبت سے دل آزاد کرو تم

فرماؤ گے کب تک یہ پریشانی کے جملے
تسکین کا اک لفظ تو ارشاد کرو تم

غیروں کو ہنساتے ہو رلاتے ہو مجھے کیوں
ہم داد کے طالب ہیں نہ بیداد کرو تم

صاحب کی خوشی گر تمہیں منظور ہے تسلیم
رنجیدہ جو تم سے ہیں انہیں شاد کرو تم

ولہ

لذت اٹھاؤ راہِ محبت میں آ کے تم
دیکھو خدا کا پیار ذرا دل لگا کے تم

ہر ایک سے زجاج ہے روشن ہے نورِ حق
آنکھوں سے اپنی دیکھ لو پلکیں اٹھا کے تم

پستی کا ایک روز ہے کیا منہ بتاؤ گے
صاحب کو بھول جاتے ہو بندے کہا کے تم

ذکرِ خدا میں رہیئے ہنسی اور خوشی کے ساتھ
پچھتا رہے ہو کاہے کو آنسو بہا کے تم

تسلیم گر ہوس ہے کہ مولا سے ملے
کانوں سے جان کے سنو باتیں خدا کے تم

ولہ

بے بدل تم جو دیا کرتے ہو کیا دو [illegible] ہم
جی میں آ گئے جو کہو تم [illegible]
جو زبانی نہیں [illegible]
سخت کو نرم کریں [illegible]
راستے والوں کو منزل کا پتا دیں تسلیم

[illegible] ہم
[illegible] ہم
[illegible] بتا دو [illegible] ہم
[illegible] ہم
[illegible]

ولہ

جسے اپنی آنکھوں سے دیکھا کرو تم
جو چاہو کرو تو ہی [illegible]
خدا سے اگر دوستی ہے تو سنبھلو
اگر نفس سے اپنے لڑنے ہو آؤ
اگر بھید کھل جائیں روح القدس کے
خدا سے اگر دوستی چاہتے ہو
برائی بنو دیکھو تسلیم جلوہ

خدا کی تجلی پہ [illegible] کرو تم
[illegible] ساتھ [illegible] کرو تم
نگاہِ محبت سے دیکھا کرو تم
نشان اپنی ہمت کا بالا کرو تم
عجب کیا ہے کار مسیحا کرو تم
خدا سے محبت تو پیدا کرو تم
نظر کو دلہن دل کو دولہا کرو تم

ولہ

کیا پردہ ہے کہ پردہ میں رکھتے ہیں ہم کو ہم
الفت کا توشہ ساتھ ہے اور غم رفیق ہے
ٹوٹے دلوں کی قدر ہے جس آشنا کے پاس
کل میں اسی کا نور ہے جز میں اسی کا نور
جب ہو چکے ہیں بندۂ بے دام آپ کے
اللہ اپنے قبضہ میں رکھتا ہے ہم کو یوں

پردہ سے دیکھ لیتے ہیں اپنے صنم کو ہم
جب [illegible] ور سے کہ چھوڑے ہیں ملک عدم کو ہم
پردہ میں دل کے رکھتے ہیں درد و الم کو ہم
اپنی نظر میں رکھتے نہیں بیش و کم کو ہم
لطف و کرم سمجھتے ہیں جور و ستم کو ہم
رکھتے ہیں اپنے ہاتھ میں جیسے قلم کو ہم

کس منہ سے نیک و بد کو بھلا اور برا کہیں
جب غیر جانتے نہیں دیر و حرم کو ہم

ہر حال اچھے بیٹھتے اور سوتے جاگتے
بے یاد یار رائگاں نہیں کرتے ہیں دم کو ہم

رکھتے ہیں مغفرت کا وسیلہ بروز حشر
تسلیم آہ سرد کو اور چشم نم کو ہم

ولہ

کھاتے ہیں جب نہ ناوکیں نوکِ نظر کے ہم
تنگ آگئے ہیں درد سے زخمِ جگر کے ہم

باطن کا عیش فکر میں ظاہر کے کھو دئیے
افسوس نے ادھر کے ہوئے نے اُدھر کے ہم

خلوت کا [illegible] تماشیاں کر
نکلے کبھی نہ قید سے دیوار و در کے ہم

بیمار [illegible] سر و رود
ہوتے نہ مستفید جو دوا کے اثر کے ہم

تسلیم کیوں نہ دل کو جلا دیں بحسن شوق
شمع جمال یار کا پروانہ کر کے ہم

ولہ

نازاں [illegible] نشان پہ ہم
تجھ کو نسے مقام میں آئے کہاں پہ ہم

جبتک تھے مقید زندانِ مشتِ خاک
کیا سیر و طیر دیکھتے تھے لامکان پہ ہم

اب یاں تلک ہے عجز کہ خاکِ نیاز سے
پہنچے نہ فکر سے بھی کبھی آسمان پہ ہم

منزل فنا کی دور نہ سمجھو قریب ہے
ہیں جب سوار اشہبِ عمرِ رواں پہ ہم

اپنے وطن کو چلنے کی کچھ فکر کیجئے
شب باش ہیں عزیز و مسافر یہاں پہ ہم

ذات و صفت کا جھگڑا کرینگے پل میں صاف
آجائیں صاف اپنے اگر امتحاں پہ ہم

سنتے نہیں صدائے جرس تک بھی حیف ہے
نازاں اعتماد تھے جس کارواں پہ ہم

سمجھے جب اس چمن کی حقیقت نہیں ہے
شاکی و شاکر اپنے بہار و خزاں پہ ہم

تسلیم جب سے حرف دوئی ہم مٹا دئیے
رکھتے کبھی نظر نہیں نفع و زیاں پہ ہم

ولہ

مناجات

میری دعا ہے ہر وقت ہر دم یا رب ارحم یا رب ارحم

کر دور دل سے سب رنج اور غم یا رب ارحم یا رب ارحم

الحمد للہ والشکر للہ اللہ اللہ اللہ اللہ

ہو ذکر میرا سب کیف و سبے کم یا رب ارحم یا رب ارحم

تر دامنی سے شرمندہ تر ہون شرم گنہ سے خستہ جگر ہون

رکھ زخم دل پر رحمت کا مرہم یا رب ارحم یا رب ارحم

غرقاب عصیاں ہون میں الٰہی موجوں پریشان ہون میں الٰہی

شرمندگی سے ہون چشم پرنم یا رب ارحم یا رب ارحم

صدقہ ہے تیرے پیارے نبی کے سردار جو ہیں سارے نبی کے

رکھ دل کو میرے ہر خوش وقت و خورم یا رب ارحم یا رب ارحم

جب موت ہووے دست و گریبان نزع رواں کو کر مجھپہ آسان

ہو کی صدا سے نکلے مرا دم یا رب ارحم یا رب ارحم

احمد احد میں جو میم دل ہے پردہ اسیکا تسلیم دل ہے

جو کچھ ہو تم ہو کیا ہیں کدھر ہم یا رب ارحم یا رب ارحم

ولہ

یک بوسہ تمہارے لب شیرین کا صنم ہم
تسنیم سے کوثر سے سمجھتے نہیں کم ہم

بے آپکے دیدار کے آنکھیں نہ کھلینگی
کھاتے ہیں صنم آپکی آنکھونکی قسم ہم

جا ہو سو کرو عذر کا کس منھ کو ہے یارا
جب آپکے ہیں بندۂ بے دام و درم ہم

وہ ضعف کا عالم ہے کہ ہم بیٹھے جہاں ہیں
اٹھ سکتے نہیں خاک سے جون نقش قدم ہم

کھل جائیگی ہر شیخ و برہمن کی حقیقت
ہو جائینگے جب پردہ کش دیر و حرم ہم

کیا سیر چمن کیجئے ہے کسکو تمنا
خود رکھتے ہیں سینہ میں گلستانِ ارم ہم

دل تنگ ہے حادثہ کے طلسمات سے تسلیم
چلئے کہ کریں سیر گلستانِ قِدم ہم

ردیف نون

کیا کیا ضرر داری ہے نہاں ذکرِ خدا میں ۔۔۔ دم ذکر میں دل ذکر میں جان ذکرِ خدا میں
ہے آرزو صدقہ سے رسولِ عربی کے ۔۔۔ دل یاد خدا میں ہو زبان ذکرِ خدا میں
تسکین ہے راحت ہے تسلی ہے خوشی ہے ۔۔۔ آتی ہے پریشانی کہاں ذکرِ خدا میں
تشویش نہ کچھ فکر نہ کچھ رنج نہ آفت ۔۔۔ ہے دلکو مرے امن و امان ذکرِ خدا میں
دولت کی حکومت کی ہوا کیسے کریں کیا ۔۔۔ ذرہ سے بھی کمتر ہے جہان ذکرِ خدا میں
منزل کو پہنچ جائے تو راحت ہے ضرورہے ۔۔۔ حق راہ سے یہ عمرِ رواں ذکرِ خدا میں
ہے آرزو تسلیم کہ جب یاد کرے وہ ۔۔۔ دم نکلے مرا وجد کناں ذکرِ خدا میں

ولہ

شوقِ دیدار کا الفت سے رہے گر دل میں ۔۔۔ کیوں نہ بس جائیگی پھر صورتِ دلبر دل میں
جسکو کہتے ہیں عداوت وہ ہے نشتر دل میں ۔۔۔ جسکو کہتے ہیں محبت وہ ہے جوہر دل میں
اسکے دیدار کے طالب ہوں نہ کیونکر آنکھیں ۔۔۔ ڈالدے عشق اگر خالقِ اکبر دل میں
شوقِ دیدارِ الٰہی کا اگر ہو پیدا ۔۔۔ ہے وہی دولتِ دارین سے بہتر دل میں
مدتوں سے جسے میں ڈھونڈ رہا تھا تسلیم ۔۔۔ اللہ اللہ وہ ہوا مجھکو میسر دل میں

ولہ

کسیکا جلوہ جو دیکھا تمہاری صورت میں ۔۔۔ بشکلِ آئینہ وارفتہ ہوں حیرت میں
برنگ بلبلِ تصویر ہو گیا خاموش ۔۔۔ جو دیکھا رنگ نیا گل رخوں کی رنگت میں
یہ صورت اور ہے پردے میں خوبصورت اور ۔۔۔ شباہت اور ہے دلدار کی شباہت میں
نظر نہ آئے کبھی اسکو صورتِ عسرت ۔۔۔ خدا کو یاد جو کرتا رہے فراغت میں
وصالِ شاہدِ وحدت سے کیوں نہ ہو مسرور ۔۔۔ پیا کرے جو مئے ذکر بزمِ کثرت میں

ناپاکیوں پہ لاف زنی فاسقوں کو ہے
ویران جوں اکڑتے ہیں کرتن میں ان دنوں

چیلوں کے آشیانے ہیں گلشن میں جابجا
جھلتے ہیں زاغ شاخِ نشیمن میں ان دنوں

جو پاک دل ہیں کملی میں کرتے ہیں شکرِ حق
مکار ہیں لباسِ ملوّن میں ان دنوں

بد لوگ خندہ زن ہیں رعونت سے بے محل
افسوس نیک لوگ ہیں [illegible] میں ان دنوں

کیا دیر و کعبہ ایک ہوا ہے جو باہمی
ہے اتفاق شیخ و برہمن میں ان دنوں

محتاج ہیں شریف تو نانِ جوار کو
سفلے ہیں ڈوبے بحرِ [illegible] میں ان دنوں

اسلامیت کو چھوڑ کرستان بن گئے
کیا کعبہ مرتدوں کا ہے لندن میں ان دنوں

مشک ختن میں ہے جو برودت خطا میں نہیں
گرمی سی پائی جاتی ہے چندن میں ان دنوں

سفلوں کو کسبیوں سے ہے صحبت بشوقِ دل
الفت نہیں ہے مرد میں اور زن میں ان دنوں

کھاتے ہیں مالدار کباب اور شیرمال
صدہا غریب بھوکے ہیں مسکن میں ان دنوں

فکرِ حرام بازی ہے یا ہے نقب زنی
پھرتے ہیں بدمعاش جو برزن میں ان دنوں

رشتہ کبھی پروے نہ سمّ الخیاط میں
ہاتھی گھسائے دیتے ہیں روزن میں ان دنوں

تسلیم دیکھ کر یہ کمینوں کے رنگ ڈھنگ
دل تنگ بس شریفوں کے ہیں تن میں ان دنوں

ولہ

جو منظورِ اہلِ نظر ہیں نظر ہیں
جو مقبولِ اہلِ جگر ہیں جگر ہیں

جوانانِ اسعد ضعیفانِ امجد
دعائے شبی اور آہِ سحر ہیں

شریعت کے قائل طریقت کے فاعل
ہے بہتر مگر وہ شجر بے ثمر ہیں

اگر مرکزِ علم ہے دائرہ ہیں
سطول کے چٹکلے بہت مختصر ہیں

کہا دل نے تسلیم کو یاد رکھو
یہ سب حسن اور عشق کے شور و شر ہیں

ولہ

اے عشق ولولے ترے مدت سے سر میں ہیں
داغوں سے لالہ زار شگفتہ جگر میں ہیں

صحرا میں بستیوں میں رہیں گردشیں مگر
اے دل تو دیکھتا نہیں دیکھوں تو اور بھی
رہبر اگر نظر ہے تو دشوار کچھ نہیں
پوچھا مقام روح تو کہنے لگے کہ سُن
تسلیم کیا خریدی رحمت نہ دیں گے ہم

ہم جنکو ڈھونڈتے رہے وہ اپنے گھر میں ہیں
صاحب کی لا اُبالیاں میری نظر میں ہیں
صدہا اگرچہ مرحلے اس رہ گذر میں ہیں
ساکن ہمارا جسم ہے اور ہم سفر میں ہیں
موتی کی کان عاصیوں کی چشم تر میں ہیں

ولہ

نہیں خبر کہ میں ہوں کون اور کیا ہوں میں
نہیں ہے مجکو ریاضت کی زہد کی مہلت
جو ہووے خاتمہ بالخیر اسکی یاد کے ساتھ
مشاہدہ میں مری روح کو کریں تحلیل
الٰہی گو کہ میں بد ہوں تو کیا نہ بخشے گا
محل سرا کا پتہ پوچھتے ہو کیا تسلیم

اسی وجود میں اپنے کو ڈھونڈتا ہوں میں
کہ اپنے کام میں ہر دم لگا ہوا ہوں میں
بہشت خود مجھے چاہے اگر نہ چاہوں میں
خدا پاک سے کرتا یہی دعا ہوں میں
کہ آسرا ترے محبوب کا لیا ہوں میں
ابھی تو دل ہی کی گلیوں میں گھومتا ہوں میں

ولہ

اگرچہ دائرۂ عین و غیر میں ہوں میں
یہ کون جانے سوا سالک اور عارف کے
برا کہوں میں کسے اور بھلا کہوں میں کسے
ہے روح دید میں اور ذکر دل میں فکر کے ساتھ
نظر میں میری ہے تسلیم دید وجہ اللہ

مگر ظہور تجلی کی سیر میں ہوں میں
حرم میں برہمن اور شیخ دیر میں ہوں میں
کہ جب شریک نہ شر میں نہ خیر میں ہوں میں
ہمیشہ دل کو لئے سیر و طیر میں ہوں میں
اگرچہ دائرۂ عین و غیر میں ہوں میں

ولہ

کیا ضرور ہے کہ اِدھر اور اُدھر سے دیکھیں
بچے بلا سے جو مجبور ہے قفس میں تن کے

وہ بیچ آنکھ ہے نظر ہمکو جدھر سے دیکھیں
کیسا اڑتا ہے بھلا تیزی پر سے دیکھیں

گرچہ شادابی [illegible] ابھی ہے نفس سینہ میں
کیا ثمر لیتا ہے آخر یہ شجر سے دیکھیں

گو مجھے دیکھتے رہتے ہیں وہ آتے جاتے
یہ تمنا ہے محبت کی نظر سے دیکھیں

سرخ روئی کی تمنا ہے تو رو کر دیکھو
رنگ چہرہ کا بنتا ہے اسی خونِ جگر سے دیکھیں

وہی عارف ہیں۔ بد و نیک کو برعکس سمجھتے
نظرِ خیر سے دیکھیں نہ کہ شر سے دیکھیں

دیکھ سکتے ہیں یہاں [illegible] تسلیم
حشر کے روز جسے دیدۂ تر سے دیکھیں

ولہ

یہ وطن وہ ہے کہ آرام دوام اسمیں نہیں
یہ سفر اور سفر ہے کہ مقام اسمیں نہیں

نیستی باعثِ ہستی ہے بنی آدم کو
خودشناسی جو کیا کرتے ہیں نام اسمیں نہیں

ذاکروں کو ہے مناسب کہ تعین نہ کریں
ذکر جو چاہیں کریں کوئی کلام اسمیں نہیں

ذکر کے واسطے ہے عذرِ عبادت بیجا
چونکہ تعریفِ صلواۃ اور صیام اسمیں نہیں

بھوکے مرتے ہو سے جو زہد ریا کرتے ہو
زاہدو لذتِ تقلیلِ طعام اسمیں نہیں

خود پرستی میں جو کہتے ہو خدا ملتا ہی
وہ نکات اور ہیں تحصیلِ مرام اسمیں نہیں

پنجگانہ کے سوا ہے جو صلواۃ دائم
یہ وہ طاعت ہے قعود اور قیام اسمیں نہیں

شاہدِ گردشِ دم چاہیے ہر دم رہنا
یہ وہ بے دانہ ہے تسبیح امام اسمیں نہیں

گو شہادت سے گزر عرشِ بریں جا پہنچا
منزل اور آگے ہے سالک کو قیام اسمیں نہیں

ذکرِ قلبی نہیں موقوفِ تعدد تسلیم
دور یہ اور ہے دن رات کا نام اسمیں نہیں

ولہ

وہ کونسا ہے نفع کہ جس میں زیاں نہیں
وہ کونسی بہار ہے جسکو خزاں نہیں

کہدو ہے جنکو دعوئے حسنِ عمل یہاں
کیا روزِ حشر محکمۂ امتحاں نہیں

سینہ میں رشکِ [illegible] ہے جگر
دیکھو تو پاس بار [illegible] کماں نہیں

کیونکر نہ وہ مکین ہوں کہ دونوں جہاں میں
دل [illegible] کاں نہیں

سوزش ہے دل میں میرے کسیکو نہیں خبر
وہ آگ عشق کی ہے کہ جسمیں دھواں نہیں

بازارِ حسن گرم ہے تو عشق کی متاع
دنیا میں جنسِ زہد کچھ ایسی گراں نہیں

تسلیم تم وہ راہ نہ جاؤ کہ ہے خطر
جس شاہراہ سے کہ رواں کارواں نہیں

ولہ

کوئی ایسا تو ادھر کو بشر آتا ہی نہیں
جسکو درپیش اودھر کا سفر آتا ہی نہیں

جو کوئی آتا ہے دنیا میں ہوا کھانیکو
موت کے پنجہ سے بچتا نظر آتا ہی نہیں

سیکڑوں عالمِ دنیا میں ہنرور ہیں مگر
نہ مریں ایسا کسیکو ہنر آتا ہی نہیں

نیستی کاہے کو ملتی جو نہ ہوتی ہستی
نفع جب تک نہیں آتا ضرر آتا ہی نہیں

لوگ مرنے پہ جو روتے ہیں تو کہتا ہی فلک
کیا سفر کو جو گیا پھر وہ گھر آتا ہی نہیں

نہیں ممکن کہ جو ہوں مدت سی آزاد مگر
دام میں اپنے کوئی بے خبر آتا ہی نہیں

پوچھیں کیا قبر کا احوال کہ کیا کیا گزرا
پر جو جاتا ہے اودھر پھر ادھر آتا ہی نہیں

ریختہ ہو کہ رباعی ہو غزل ہو یا فرد
پر بجز عشق کے دل پہ اثر آتا ہی نہیں

آرزو ہے کہ مریں مرنے کے پہلے لیکن
مدعائے دلِ تسلیم بر آتا ہی نہیں

ولہ

دنیا میں زندہ ہوں تو فقط امتحاں کو ہوں
شکوہ سے روک رکھا میں اپنی زباں کو ہوں

ہمت ہے وہ بلند کہ جھک کر میں اندنو
جاتا ہوں لامکاں کو اور آتا مکاں کو ہوں

سننے کو بھی سماعتِ بے گوش چاہیے
لاتا زباں پہ میں سخنِ بے زباں کو ہوں

کیونکر رہوں نہ بلبلِ منقار در بغل
میں دیکھتا بہارِ گلِ بے خزاں کو ہوں

آتا نہیں زباں پہ ادب سے انا احد
سنتا اگرچہ میں یہ صدائے جہاں کو ہوں

کس رنگ میں ہوں لوگ کہاں تا میں میرا حال
غیروں کے ساتھ گرچہ میں کہتا بھلی نکو ہوں

بے چشمِ فضلِ حق نہیں تسلیم افتخار
منظور اگرچہ دیدۂ پیر و جواں کو ہوں

ولہ

مخمس

آج دلبر نظر مجھکو آتا نہیں
پیاری صورت کو اپنی بتاتا نہیں
حرف تسکین لب تک بھی لاتا نہیں
میرے غمگیں دل کو مناتا نہیں
ہے اداسی کوئی مجھکو بھاتا نہیں

کیا وہ مجھکو جفا سے ستاتا نہیں
کیا وفا کو بھلا میں نبھاتا نہیں
کیا میں غم اسکی الفت میں کھاتا نہیں
کیا میں آنکھوں سے آنسو بہاتا نہیں
پر سبب کیا ہے رحم اسکو آتا نہیں

آپ اپنی میں وحشت سے میں ہوں کہاں
کس سے پوچھوں کدھر جاؤں ڈھونڈوں کہاں
دل کی قاصد کو سمجھا کے بھیجوں کہاں
لا کے تسلیم دیں پھر کریں لکھوں کہاں
کوئی کیفیت اسکی سناتا نہیں

جب سے اپنا کیا آپ محرم مجھے
آہ و حسرت کی دولت نہیں کم مجھے
کیا عدو نے دم دلکے خرم مجھے
خبر آئے نہ آئے نہیں غم مجھے
بجز اسکے جو سکے بھی مجھکو بلاتا نہیں

سچ کہے دلبر کہا کیا ہوا ہے تجھے
یہ شکایت بھلا کب روا ہے تجھے
درد میری طرف سے دوا ہے تجھے
غم وہ نعمت ہے آخر غذا ہے تجھے
دل کو تسلیم کیوں تو سناتا نہیں

ولہ

ہوں گرچہ بلند پست ہو نہیں
اس خاک میں پاسہ لب ہے نہیں

مسجد ہو کہ صومعہ ہو کعبہ
معذور کہ مے پرست ہوں میں

کعبہ میں مجھے ہے بت پرستی
اور دیر میں حق پرست ہوں میں

بے جام و مے و سبو و مینا
سرمست مے الست ہوں میں

جب عشق ہے درد اور مسیحا
بیمار ہوں تندرست ہوں میں

زاہد تو ہے خود پرست حق بین
خود بین ہوں خدا پرست ہوں میں

تسلیم نہ کیجئے حرف گیری
گستاخی معاف مست ہوں میں

ولہ

جب غیر نہیں کوئی تو کیا غیر سے بتلائیں
کیا شر سے بتائیں تمھیں کیا خیر سے بتلائیں

بے پر کبھی چلتے ہیں بے پر کبھی اڑتے
یہ سیر سے بتلائیں تو وہ طیر سے بتلائیں

وہ رنگ یہی رنگ ہے یہ رنگ وہی رنگ
کیا ہم حق و باطل حرم و دیر سے بتلائیں

دوزخ میں وہی نیش ہے جنت میں وہی نوش
کیا شر سے دکھائیں تمھیں کیا خیر

تسلیم اگر جلوۂ محبوب ہے مطلوب
دیدار اسکی تمھیں بانئ بانخیر سے بتلائیں

ولہ

با وصف لاغری کہ نہیں برگ کاہ میں
ہر دم کھٹک رہا ہوں فلک کی نگاہ میں

مشک ختن میں رنگ کہاں اسکی زلف کا
عارض سی اسکی تاب کہاں چہرہ ماہ میں

تحقیر کسکی کیجئے توقیر کسکی یاں
جب ہے ظہور یار گدا اور شاہ میں

رکھے سا اسکا تو پائے جگر کو سنبھال کر
خار بلا ہیں تیر محبت کی راہ میں

تسلیم کیوں نہ اسکو دو عالم میں سرکرو
جو آگیا رسول خدا کی پناہ میں

ولہ

جہاں کی بزم میں ایسا کوئی خزانہ نہیں
کہ جس میں وصف رخ یار کا ترانہ نہیں

سوائے خون دل اور قطرۂ سرشک یہاں
اسیر عشق کی قسمت میں آب و دانہ نہیں

سنبھال نہ ورقِ دل کو ہوائے وحشت سے
کہ بحرِ عشق کا ظاہر کہیں کرانہ نہیں

سوائے وصل کے وحشت دور ہو دل کی
جو کہہ رہا ہوں حقیقت ہی کچھ بہانا نہیں

یہاں نہیں اسکو مبارک ہو قصدِ بیت اللہ
کہ جسکے حصہ میں جاناں کا آستانہ نہیں

یہاں ہو یا ہو وہاں بیدلوں کو اے تسلیم
سوائے کوئے صنم پھر کہیں ٹھکانہ نہیں

ولہ

جب تو نظر میں گم ہو نظر گم ہو ذات میں
ہو بے صفت [illegible] صفت ہر صفات میں

رنگ بہار جلوۂ امکاں ہے اعتبار
میکش ہو بزمِ یار کا عیشِ ثبات میں

آنکھوں سے اپنے پردۂ غفلت کو دور کر
جلوہ اُسی کے نور کا ہے کائنات میں

[illegible] فہم ہے تو وہم دوئی سے گزر رہے
مست کھو تو ماسوا یہ نظر شش جہات میں

تسلیم جب خودی سے تو باہر نہیں ہوا
پھر کیا قصور یار کے ہے التفات میں

ولہ

ساقیا عرصہ ہوا محفل میں آتی مل نہیں
کیا سبب ساغر سے مینا مائلِ قلقل نہیں

ہے چمن نیرنگ لیکن دیکھ بے رنگی کی سیر
گل سے باہر بوئے گل اور بو گل سے گل نہیں

بلبلا گلشن سے ہو جب دست کش فیضِ نسیم
گل نہیں غنچہ نہیں ریحاں نہیں سنبل نہیں

یار جب اپنا نہیں کسکا وطن کسکا مکاں
گل نہ ہو جب بوستاں میں پھر وہاں بلبل نہیں

عین وحدت ہے یہ کثرت غور کر تسلیم تو
گل نہیں بے جز کے کل میں اور بے جز کل نہیں

ولہ

اہل دل کو ناصحا اُستاد کی حاجت نہیں
دل ہے خود مُلہم نہیں ارشاد کی حاجت نہیں

زہد سے آغاز حاصل عشق سے انجام ہو
کوہ پر جب ہو مکاں بنیاد کی حاجت نہیں

ہے بہارِ بوستاں ہر چند ظاہر دلفریب
پیرہن ہے جب سرو رواں شمشاد کی حاجت نہیں

بحثِ عمرو زید ہے علمِ لسانی کے لئے
بہر لدنی علم کو استاد کی حاجت نہیں

لا الٰہ کا ہمیں تسلیم جب رتبہ ملا
ذکر و شغل و فکر اور اوراد کی حاجت نہیں

ولہ

یک رنگ پر نہیں ہے مرا ہمنشیں کہیں
غمگیں کہیں ہے اور بشاشت گزیں کہیں

کیوں بیقرار ہے دلِ دلدار اندنوں
شاید نظر پڑا ہے جوانِ حسیں کہیں

بزمِ سرور ہیں جو درخشندگی ہے آج
روشن ہوئی ہے شمع رخِ نازنیں کہیں

ہے یہ محال درد جگر کے علاج سے
ہووے طبیب مورد صد آفریں کہیں

مستانہ گفتگو تری تسلیم تا حیات
کرتی نہیں کلام کو کرسی نشیں کہیں

ولہ

جب وصل دلربا نہیں آرام جاں نہیں
مہجور کے نصیب سرو جہاں نہیں

گو زہد کو زوال ہے لیکن خدا کے پاس
سعیِ حصولِ عشق کبھی رائگاں نہیں

نورِ محیط قدس محیطِ نظر نہ ہو
جو اپنے دم قدم کا یہاں پاسباں نہیں

محوِ تلاشِ ذات ہوں نام و نشاں کے سات
ظاہر اگرچہ یار کا نام و نشاں نہیں

الفت میں جسم کا ہے اگرچہ ضرر مگر
تسلیم اپنے مال کا ہوتا زیاں نہیں

ولہ

نگاہ کارزانِ عالم دل جمال وحدت کو دیکھتے ہیں
اگرچہ صورت پرست ہستی ظہور کثرت کو دیکھتے ہیں

غضب میں آتا ہے جب وہ دلبر تو صبر کرتے ہیں اہل عرفاں
بجا لاتے ہیں شکر ہر دم جب اسکی الفت کو دیکھتے ہیں

جگر تڑپتے ہیں بیدلوں کے مفارقت میں برنگ بسمل
بشکل آئینہ ہے تحیر جب اسکی صورت کو دیکھتے ہیں

یقیں ہے پہنچینگے پائے کوباں خوشی سے منزل کو آرزو کے

جو راستہ میں معارفت کے ہزاروں آفت کو دیکھتے ہیں
برنگ آئینہ جنکے دل سے ہو دور پردہ دوئی کا یارب
مجاز رکھیں اگرچہ لیکن تری حقیقت کو دیکھتے ہیں

ولہ

لب ذائقہ ہے خونِ جگر کا شراب میں — لذت ہے لختِ دل کی نہ بھونے کباب میں
شاید کہ آپ ہاتھوں سے اپنے کیا ہی قتل — آتی ہے بوئی برگِ حنا خونِ ناب میں
تاباں جو نور عارضِ گلگوں میں ہے ترے — دیکھا نہ ماہتاب میں نے آفتاب میں
حاصل یہ لطف یار کی ہستی سے ہو عیاں — انجم چمک رہے ہیں شفق کے سحاب میں
تسلیم جب میں ہوتا ہوں سائل وصال کا — صادر عتاب ہوتا ہے میرے جواب میں

ولہ

داغ ترے فراق کے دل پہ ابد سے ہیں — غمزہ طرازیاں تری نقشِ جگر ازل سے ہیں
ہو گئے خزاں سے زرد رو سارے درخت ایکدن — گرچہ ہری بھری چمن پھولوں سے اور پھل سے ہیں
خاک نہیں بشر کو کچھ اپنے نسب کا افتخار — دونوں جہاں میں خوبیاں کچھ نہیں پر عمل سے ہیں
چاہیں نہ اور کچھ دوا مرہم وصل کے سوا — زخمی ناوکِ مژہ غمزۂ بے بدل سے ہیں
رمز تخلص ہے میاں تس سے ملا کے لیم کو — سمجھینگے کیوں نہ بہرہ ور جو کہ تری غزل سے ہیں

ولہ

منظور اگر خدا کو جدائی ہو کیا کریں — پر شرط ہے کہ شرطِ محبت ادا کریں
آہ و فغان و حسرت و افسوس و درد و غم — دلبر تمہارے ہجر میں کیا کیا کیا کریں
گر مجکو آپ اپنا سمجھتے ہیں جان فدا — پھر کیا ضرورت آپ سے جو التجا کریں
کب تک درد فرقت دلبر ہو بے وصال — سو سو طرح سے گرچہ دعا اور دوا کریں
دشنام دیویں سخت کہیں لیکن اہل دل — بدول جو کچھ کہیں وہ خوشی سے سنا کریں

ہمکو نہیں ہے شکر و شکایت سے کام کچھ
ہر چند [illegible] آپ [illegible] ایا [illegible] لا کر [illegible]
تسلیم اہل دل کو ہے لازم کہ [illegible] حیات
جو کچھ ہوس کریں [illegible] آشنا [illegible]

ولہ

یاد جب حسنِ خداداد کیا کرتا ہوں
[illegible] جیسے آزاد [illegible]
چاندسا رخ ترا جب یاد کیا کرتا ہوں
چاندنی دیکھ کے فریاد کیا کرتا ہوں
ہر چند ہوں آنکھوں سے [illegible] مگر
دلِ ناشاد کو میں شاد کیا کرتا ہوں
آسماں بھی نظر آتا ہے دھواں سا مجھکو
آہ جب لے ستم ایجاد کیا کرتا ہوں
پانی پانی ہے مگر دل کو بنا کر پتھر
صبر سے موم کو فولاد کیا کرتا ہوں
آہ کے سرو کو آزاد قدِ موزوں پہ
اسے [illegible] شمشاد کیا کرتا ہوں
جبکہ خوں ریزی سے برباد جگر ہے تسلیم
کشورِ چشم کو آباد کیا کرتا ہوں

ولہ

ہر چند بیاں کرنے کی طاقت ہے زباں میں
پر مطلب الفت نہیں آتا ہے بیاں میں
برسات کا ساماں ابھی ہو جائے مہیا
تاثیر یہ باقی ہے ابھی آہ و فغاں میں
آنکھوں کا جو کچھ حال ہے دلکا بھی وہی ہے
الفت ہو حسینوں کو حسینوں کی یہاں میں
بتلائینگے ہم اپنی حقیقت کو عزیزو
گم نام و نشاں جبکہ ہوئے نام و نشاں میں
تسلیم بجز صحنِ حریم دلِ انساں
پایا نہ مکاں اسکا کہیں کون و مکاں میں

ولہ

غربتِ عشق کبھی آہ میں اور اُف میں نہیں
سادگی میں جو تکلف ہے تکلف میں نہیں
حسن کو آپ کے دیکھا جو بچشمِ الفت
کونسا دل ہے کہ حسرت سے تاسف میں نہیں
جان بھی جائے تو ہرگز نہ لگانا دل کو
اُن حسینوں سے وفا جنکی تالف میں نہیں
ناز کے غمزہ کے شوخی کے کرشمہ کے سوا
کون کہتا ہے کہ حسن آپکا یوسف میں نہیں

اس زمانہ میں ہوا تجربہ ہمکو تسلیم
جو کہ بیگانوں میں الفت ہے وہ ہم جنس میں نہیں

ولہ

یاد کر جب دلربا کو سینہ بھر لاتا ہوں میں
دل نہیں لگتا کسی صورت سے گھبراتا ہوں میں

بے ترے دیکھے نہیں ہوتی تسلی زینہار
دلکو کس کس طور سے ہر چند بہلاتا ہوں میں

باوجود اس بے حجابی کے بھی میلی نہ آنکھ
پاکدامانی پہ تیرے غش ہوا جاتا ہوں میں

گرمیٔ فرقت سے گو خشکی رگ ریشہ میں ہے
پر جگر کے خون سے آنکھوں کو تر پاتا ہوں میں

شربت دیدار کے بدلے ہی خون دل نصیب
دلربا کے وصل کا بھوکا ہوں غم کھاتا ہوں میں

کیوں نہو رنگیں دل شیدا کا گلشن بیدلو
بارش خوں ابر سے آنکھوں کے برساتا ہوں میں

خود بخود وارفتگی تسلیم حاصل ہے مجھے
رشتۂ الفت کا وابستہ جو کہلاتا ہوں میں

ولہ

غیر ممکن ہے جو اجرا حکمت قدرت نہیں
گر وہ چاہے تو ابھی ہو جائے بر عادت نہیں

جبکہ ہر دشمن سے غفلت شیوۂ فطرت نہیں
نفس جو دشمن ہے اپنا قابل مہلت نہیں

بار ناز نازنیناں دوش دل پر ہے گراں
ناتوانی سے یہانتک بھی مجھے طاقت نہیں

حسن جب پردہ سے خلوت سے وفا سے دور ہی
عشق کو صورت نہیں ہے جب نہیں علت نہیں

عالم فرقت میں دل وحشت سے گھبرانے لگا
کیا کریں تدبیر دم لینے کی بھی فرصت نہیں

رنج و راحت پر نظر تسلیم ہستی کے نہ رکھ
کام جو مختار کے ہیں خالی از حکمت نہیں

ولہ

کبتک آراستہ ہستی کی دکانوں کو کریں
استراحت کی جگہ چلئے ٹھکانوں کو کریں

بیخبر اپنے سے پر اس سے خبردار ہیں ہم
ہم وہ دیوانے ہیں دیوانے سیانوں کو کریں

ہم سنائیں گے تمھیں از خدا کی باتیں
قابل سمع سخن پہلے تو کانوں کو کریں

[illegible] ہے چال حسینان جہاں کی الٹی
دوست بیگانوں کو بیگانے یگانوں کو کریں

کبھی ٹھنڈا جگر ان کا نہیں ہوگا تسلیم
گرچہ پیوندِ زمیں سوختہ جانوں کو کریں

ولہ

قسم ہے نور کی دیوانہ تیرے نور کا ہوں
نہ حور کا ہوں میں طالب میں قصور کا ہوں

یہ عبدیت ہی کہ قائل جو میں قصور کا ہوں
یہ اصلیت ہے کہ بانی جو میں غرور کا ہوں

مرا ہی دل مجھے بس ہے مگر مثالِ کلیم
نہ مستمندِ تجلّیِ کوہِ طور کا ہوں

میں جب سے اپنے کو غائب کیا ہوں آنکھوں سے
ہر ایک نگاہ میں ناظر ترے حضور کا ہوں

نہ سمجھو یارو یہ پردیس میں مجھے محتاج
بہت بڑا ہوں وطندار گرچہ دور کا ہوں

میں جب تلک تھا وہاں آمرِ ملائک تھا
یہاں جو آیا ہوں مامورِ کل امور کا ہوں

نظر میں جب سے ہی تسلیم یار کی صورت
نہ شب کو ماہ کا ناظر نہ دن کو حور کا ہوں

ولہ

بت پرستی میں جو اسلام سے باز آیا ہوں
اے بتو تمکو خدا جانے میں کیا سمجھا ہوں

آپ ہی آپ ہیں جو کچھ ہے قسم آپکی ہے
کیا حقیقت مری میں کون ہوں اور میں کیا ہوں

جلوۂ طور ہر اک شے میں نظر آتا ہے
ایک نظر جب سے میں دیدار ترا دیکھا ہوں

غیر اپنے کو جو سمجھوں تو رکھوں آپکو دور
آپ خورشید ہیں بالفرض تو میں سایا ہوں

ہے یہی الفتِ کامل کی نشانی تسلیم
چاہتے وہ تو ہیں غیر ونکو میں انکو چاہوں

ولہ

تمھاری تیغِ نگہ سے جگر فگار ہوں میں
تمھارے دردِ محبت سے زار زار ہوں میں

نہیں ہوں میں تو تمھارے ہی اختیار میں ہوں
عجب یہ ساز ہے مضراب تم ہو تار ہوں میں

دل و جگر کو تو پہلے ہی تم نے چھین لیا
نثار تم پہ کروں کیا کہ خود نثار ہوں میں

عزیز و تمکو جو رونا مرا رلاتا ہے
یہ کسکی درد جدائی سے بیقرار ہوں میں

ہوا ہوں اس گلِ عارض کا جب سے دیوانہ
ہزار رنگ سے کیا غیرتِ بہار ہوں میں

ادب سے بھید کی باتوں کو کہہ نہیں سکتا
[illegible] علیم ہے کس رنگ میں ہوں میں تسلیم

کہوں تو شرع کا یارب گنہگار ہوں میں
اگرچہ خلق میں مصروف کاروبار ہوں میں

ولہ

[illegible] ارفتہ ہوں شیدا جہاں ہوں
جسدن سے سبک روح کیا عشق نے مجھکو
ہیں تو کا تماشا ہے فقط لطف مجازی
[illegible] دل میں ہے تو سوزش ہے جگر میں
[illegible] گا یکروز وطن کو

معلوم نہیں کون ہوں میں آپ کہاں ہوں
آزاد ہوں پر آپ ہی اپنے پہ گراں ہوں
یہ نام اُسیکا ہے میں بے نام و نشاں ہوں
گہ گریہ کناں ہوں میں گہے آہ کشاں ہوں
جب ہم سفر قافلۂ عمر رواں ہوں

ولہ

[illegible] مردانِ خدا باتیں
[illegible] اجمال
مزا سخن کا فرشتوں کو بھی نصیب نہیں
[illegible] زبانی جاتی ہے
ہے آرزو [illegible] مجھکو روح کی لذت
[illegible] جیتا ہوں
سوا خدا کے جو کرتے ہیں گفتگو تسلیم

کہ ہیں زبانِ مقالی سے وہ جدا باتیں
زبانِ حال کرتے ہیں آشنا باتیں
کہ اولیا کی سمجھتے ہیں اولیا باتیں
وفا کی ہم سے جو کرتے ہیں آشنا باتیں
کہو زبان سے کچھ اے میرے دلربا باتیں
ہیں کسقدر میرے دلبر کی بامزا باتیں
مجھے بھی بھاتی نہیں ایسی بے مزا باتیں

ولہ

[illegible] دل سے جو کوئی ذکر خدا کرتے ہیں
[illegible] جو کرتے ہیں خدا کی باتیں
ذکر میں ہوتی ہے گرمی تو فرشتے اکثر
جان و دل اپنی جو کرتے ہیں خدا پر قرباں

نفسِ امّارہ کو پہلو سے جدا کرتے ہیں
اہلِ افلاک تمنا سے سنا کرتے ہیں
بال و پر اپنے ہلاتے ہیں ہوا کرتے ہیں
حق محبت کا محبت سے ادا کرتے ہیں

جو نہیں بھولتے اللہ کو دم بھر تسلیم
زندگانی میں وہی لوگ مزا کرتے ہیں

ولہ

درد اخودی سے اپنے بیزار ہیں تو ہم ہیں
اور بیخودی کے ہاتھوں لاچار ہیں تو ہم ہیں

ہیں کاروبار ذاتی بیکاری صفاتی
مجبور ہیں تو ہم ہیں مختار ہیں تو ہم ہیں

گہ حق کی گفتگو سے گاہے سزا کی رو سے
منصور ہیں تو ہم ہیں اور دار ہیں تو ہم ہیں

گلشن میں سالکانہ صحرا میں وحشیانہ
گر پھول ہیں تو ہم ہیں اور خار ہیں تو ہم ہیں

توشہ ہے ذکر باری منزل ہے روح جاری
گر راہ ہیں تو ہم ہیں رہوار ہیں تو ہم ہیں

ہے عاشقی صفاتی معشوقیت ہے ذاتی
بیدل جو ہیں تو ہم ہیں دلدار ہیں تو ہم ہیں

محفل میں میکشوں کی عزلت میں صوفیوں کی
گر مست ہیں تو ہم ہیں ہشیار ہیں تو ہم ہیں

نفیِ خودی سے اپنی اثباتِ ذات حق سے
انکار ہیں تو ہم ہیں اقرار ہیں تو ہم ہیں

تسلیم سالکوں میں مجذوب جا تو نہیں
خوابیدہ ہیں تو ہم ہیں ہشیار ہیں تو ہم ہیں

ولہ

یار میرا مرے نزدیک ہی اور دور رہو نہیں
وصل ہوتے یہ تماشا ہے کہ مہجور رہو نہیں

پاس میرے ہے دوا میں ہوں دوا کا طالب
اور مسیحا مرے پہلو میں ہے رنجور رہو نہیں

کوئی عابد نہ عبادت سے کہایا معبود
شکر ہے ذکر سے اللہ کا مذکور رہو نہیں

شان تیری ہے ہر اک شے میں جو کچھ ہے تو ہی
کون ہوں کیا ہوں اگر ہوں بھی معذور رہو نہیں

ہے ادب بندوں کو در کار وگرنہ تسلیم
خیر و شر میں وہی مختار ہی مجبور رہو نہیں

ولہ

وہ ممتاز ہیں زمرۂ دلربا میں
کرشمہ میں غمزہ میں ناز و ادا میں

فرشتوں سے بڑھکر ہے رتبہ بشر کا
اگر صرف ہو عمر یادِ خدا میں

کسے ہم بھی دونوں ہیں کھلتے
کہاں ایسی تاثیر بادِ صبا میں

خبر کاتبانِ عمل کو نہیں ہے
نہیں شکر و شکوہ خدا دوستوں کو
نہ حاصل ہو بیمار کو تندرستی
ہے بندہ وہی جو رہے زندگی میں
ہے تسلیم صاحبدلوں کا طریقہ

جو اسرار ہیں آشنا آشنا میں
فنا میں بقا میں جفا میں وفا میں
نہ ہو ربط جب تک دوا میں شفا میں
خوشی خورسندی سے خدا کی رضا میں
دعا ابتدا میں رضا انتہا میں

ولہ

آؤ اِدھر جانِ من دل کے سنو کچھ سخن — یار سے گر ہے لگن اچھا ہے دیوانہ پن
رنج نہیں غم نہیں حسرت و ماتم نہیں — راحتِ دل کم نہیں گر ہو خدا سے لگن
دور تباہی کرو یادِ الٰہی کرو — حشر میں شاہی کرو دیکھو بہارِ عدن
خسروِ ملکِ بقا کیوں نہ ہو مردِ خدا — یاد میں جب ہیں فنا نفس و دل و جان و تن
آپ سے ہو کر جدا دیکھو گے نورِ خدا — بند کرو تم ذرا دیدہ و گوش و دہن
ناز و ادا ہے کہیں جور و جفا ہے کہیں — مہر و وفا ہے کہیں یار کے دیکھو چلن
خوش ہے دلِ بے مراد روح بھی ہے شاد شاد — آتا ہی تسلیم یاد ہمکو سفر میں وطن

ولہ

بے پردہ نورِ حق ہے کشادہ نظر نہیں — ذرہ میں آفتاب ہے واقف بشر نہیں
غم میں خوشی میں شکر میں شکوہ میں روز و شب — وہ بیخبر ہوں اپنی بھی مجھکو خبر نہیں
مجبور ہیں کہ معرفتِ حق نہیں ہمیں — ورنہ ہماری آہ میں کیا کیا اثر نہیں
ہم بھی وہ کام کرتے جو جیسے کئے مگر — وہ دم نہیں وہ روح نہیں وہ جگر نہیں
تسلیم تال بجتی نہیں ایک ہاتھ سے — الفت اِدھر نہیں تو مجھے بھی اُدھر نہیں

ولہ

ہو گرمیِ عشق دلِ سرد آشناؤں میں — کہ زن بھی ہو تو بنے مرد آشناؤں میں

جدالِ نفس میں مغلوب ہیں ہمیشہ وہ
ہیں زاہد اس لئے نامرد آشناؤں میں
تجلیاتِ الٰہی کرے مسیحائی
رجوع ہو دلِ بیدرد آشناؤں میں
زیادہ جسکو محبت ہے حق تعالےٰ سے
وہی ہے مردِ خدا فردِ آشناؤں میں
نعیم عشق سے شاکرِ خدا رہا تسلیم
ہمیشہ ذائقۂ دُرد آشناؤں میں

ولہ

خدا کے دوست محض خالص ہیں زندگانی میں
ہمیشہ رہتے ہیں دم کی نگاہ بانی میں
تجلیاتِ الٰہی کو دیکھتے جاؤ
تصرفاتِ عیانی میں اور نہانی میں
دلوں کے بھید سے واقف کوئی نہیں جز تا
عجب ہے لطفِ مقالاتِ بے زبانی میں
ہیں گرچہ صورتِ مرکزِ مظاہرِ خاکی
ق اسیر دائرۂ دورِ آسمانی میں
مگر حدوث و قدم کا پتہ نہیں ملتا
چلو تلاش کریں ملکِ بے نشانی میں
غبارِ جی میں ہے شعر پر صدا صفائی کی
ق مثل نئی میں سناتا ہوں خوش بیانی میں
ہے ناقصونکی دلیل محبت قلبی
شکستگی اناءِ بلاستانی میں
چلے نہ زورقِ دل بحرِ عمر میں تسلیم
نہووے جنبش اگر دم کیا دبانی میں

ولہ

مطرب خوش نوا کہو وصفِ جمال سن تو لیں
نازو ادا کا ذکر ہو یار کا حال سن تو لیں
نغمہ سرا ہو مطربا جس میں ہو ذکرِ دلربا
خمسہ ہو یا ہو ریختہ یا ہو خیال سن تو لیں
سلتے ہیں کیسے دل سلے ایسی غزل تو چھیڑ دے
تا غمِ ہجر کے چلے نام وصال سن تو لیں
رنج جو آشنا کو ہے عیب میری وفا کو ہے

کل کی خبر خدا کو ہے آج کا حال سن تو لیں

ہو وے ترانہ یا سرود کوئی ہو پر ہو دل کشود
جس میں ہو درد و لطف و سوز منھ سے نکال سن تو لیں

خط نہیں آیا قاصدا جا کے خبر تو جلد لا
یار کے دل پہ ناروا کیا ہے ملال سن تو لیں

دیویں زباں تو کھولوں لب میں جو کہا۔ کہا ادب
بعد جواب ہو طلب پہلے سوال سن تو لیں

کہتے ہو عشق چھوڑ دو خیر ہے منھ سے حق کہو
زہد و ریا کا واعظو کیا ہے مآل سن تو لیں

تس سے ملا کے لفظ لیم کہتا ہے با دل دو نیم
کیا ہے مشیتِ کریم کھو لئے فال سن تو لیں

ولہ

ہو گیا غرق آبۂ حیرت مرا دل اندنوں
ہیں کنارہ کش جو دریاؤں سے ساحل اندنوں

راہ قابو میں نہیں ہوتے ہیں غارت قافلے
کس قدر ہیں پر خطر دل کے منازل اندنوں

بس گیا ہے کسکی صورت کا تصور آنکھ میں
حسن کیجانب جو دل میرا ہے مائل اندنوں

ہے اثر آخر زمانہ کا کہ زیرِ آسماں
ناقصوں میں ہیں چھپے مردانِ کامل اندنوں

خوب سوچو تو زمانہ کا ہے کیا کچھ انقلاب
حق بھی لوگوں کو نظر آتا ہے باطل اندنوں

خستہ حالی تنگدستی ہے نجیبوں کو نصیب
فارغ البالی پہ نازاں ہیں اراذل اندنوں

لاگ اِدھر تسلیم تھی شاید اُدھر بھی ہو گئی
یار قابو میں ہے قابو میں نہیں دل اندنوں

ولہ

میں سراپا درد ہوں لیکن فغاں کرتا نہیں
جو نہاں دل بیچ میں اسکو عیاں کرتا نہیں

ہو گیا ہوں جب سے پابندِ توکّل شیخ جی
دل مرا اندیشۂ سود و زیاں کرتا نہیں

سنگ سکوں کے جو برساتے ہیں ستمگر ہیں
دل بک غمزوں سے میں اپنا گراں کرتا نہیں

دل نہیں وہ شانِ خالق جسکے جلوہ کے لئے
عرشِ اعظم سائباں برداریاں کرتا نہیں

دل ہے عینِ ذاتِ حق یا ذاتِ حق ہے عینِ دل
منہ پہ ہے قفلِ شریعت میں بیاں کرتا نہیں

کونسا ذرہ ہے جو خورشید کی صورت لئے
جلوۂ شانِ نشانِ بے نشاں کرتا نہیں

دل جو بھڑکاتا ہی فکرِ عاقبت میں کیا ہوا
بند کیوں باب ہوائے این و آں کرتا نہیں

کونسا دن ہی کہ میں کرتا نہیں تیری تلاش
کونسی شب ہے کہ میں آنسو رواں کرتا نہیں

قال سے ملتی ہے دل والو کو لذت حال کی
اس لئے تسلیم بند اپنی زباں کرتا نہیں

ولہ

وہ جب بیساختہ تیغِ نظر انداز ہوتے ہیں
تو زخمی کا نہ یہ ہی آنکھوں کے سر انداز ہوتے ہیں

تمنا سے نظر بازی میں نازانہ شیا نہ
ادھر انداز ہوتے ہیں ادھر انداز ہوتے ہیں

ہدف پر دل کے جیسے ناوک انداز نظر ہیں وہ
نشاں انداز کب ایسے قدر انداز ہوتے ہیں

موالیدِ ثلاثہ کیوں نہ ہوں منقادِ اہلِ دل
فرشتے جنکے آگے بال و پر انداز ہوتے ہیں

بہارِ دل کو دیکھو بلبلو کیا دیکھتے گل ہو
کہ گلشن بھی خزاں سے بار و بر انداز ہوتے ہیں

خدا دیتا ہے جنکو حسن کا تسلیم سرمایہ
سراپا ناز و غمزہ سر بسر انداز ہوتے ہیں

ولہ

فقیری گفتگو کے بھی عجب انداز ہوتے ہیں
ادھر ہوتی ہیں باتیں اور ادھر ہمراز ہوتے ہیں

خدا شوق و بے اگر سنیے کانوں سے الفت کے
تو ہر نکتہ میں ظاہر دل کے سو سو راز ہوتے ہیں

زبانِ چشم سے ہوتی ہیں باتیں آشناؤں میں
جب آپس میں اشاراتِ نیاز و ناز ہوتے ہیں

ملک بھی گم رہیں غلماں نہیں یا جلوۂ قدرت
کہ جن سے ہوش انساں کے پری پرواز ہوتے ہیں

ہمیشہ قفل رہتا ہے اگر صورت کو دیکھے سے
سو کنجی کے باب قلب شش در باز ہوتے ہیں

وہ گویائی میں بھی خاموش ایسے ہیں کہ باطن سے
ہر اک حالت میں سو لبیک کی آواز ہوتے ہیں

ہے دم کے تار میں تسلیم بے چھیڑے صدا جاری
کہ دل اہل وفا کے خود سرود و ساز ہوتے ہیں

ولہ

وصل میں اسکے شاید ابھی منظور نہیں
ورنہ میں دور نہیں یار مرا دور نہیں

پردہ آنکھوں پہ پڑا ہے تو بھلا کیا دیکھیں
کونسی شے ہے کہ جس شے میں ترا نور نہیں

لن ترانی میں سنو [illegible] ارنی
دیدۂ موسیٰ نہیں اور قلب مرا طور نہیں

نام صاحب کا نہ بتلائیں تو پھر کیا بتلائیں
خودنمائی کا خدا والوں میں دستور نہیں

ہم جو مانگیں وہ نہ دیوے تو شکایت کیا ہے
اختیار اسکا ہے مختار ہے مجبور نہیں

صبغۃ اللہ سے نقشہ ہے بشر کا مرغوب
یہ فرشتہ نہیں غلمان نہیں حور نہیں

زاہد و آرزوئے نعمت وصال اور یہ زہد
تم تو کیا خاص فرشتوں کا بھی مقدور نہیں

حکم ہوتے پہ نہ سر اپنا جھکایا ابلیس
پھر یہ دعوے کہ طبیعت مری مغرور نہیں

حق جو کہتا ہوں تو کیا مجھکو بھی سولی دو گے
حق تو یہ ہے کہ مجھے دعوئے منصور نہیں

ذات انساں میں ہے جو سر الٰہی پیدا
یہ وہ مستور ہے اوراق میں مسطور نہیں

نہیں رکھتا میں صبوحی کی تمنا تسلیم
دل وہ میکش ہے کہ ہوتا کبھی مخمور نہیں

ولہ

[illegible] نقاب حجاب تانہ ہوں تو میں ہوں
دلدار [illegible] ہے کاشانہ ہوں تو میں ہوں

فانوس [illegible] میں میدان بے سری میں
گر شمع ہوں تو میں ہوں پروانہ ہوں تو میں ہوں

بادل میں [illegible] سیپی میں بیخودی کے
گر قطرہ ہوں تو میں ہوں دردانہ ہوں تو میں ہوں

در رنگ حق پرستی اور جوش شور و مستی
گر کعبہ ہوں تو میں ہوں میخانہ ہوں تو میں ہوں

زاہد کے صومعہ میں رندوں کے میکدہ میں
ہشیار ہوں تو میں ہوں مستانہ ہوں تو میں ہوں

ظاہر میں ہے ہویت باطن میں تسلیم محویت سے
فرزانہ ہوں تو میں ہوں دیوانہ ہوں تو میں ہوں

او لجھانے میں جفا سے سلجھانے میں وفا سے — گر زلف ہو تو میں ہوں گر شانہ ہو تو میں ہوں

صحرا میں عینیت کے بستی میں غیریت کے — آباد ہوں تو تم ہو ویرانہ ہوں تو میں ہوں

یاں حالتِ کرم میں واں صورتِ ستم میں — گر دوست ہو تو میں ہوں بیگانہ ہو تو میں ہوں

رندانِ خود سرا میں زندانِ پر جفا میں — سودائی ہو تو میں ہوں مجنونانہ ہو تو میں ہوں

تسلیم بزمِ دل میں کیا کھو نکے ماحصل میں — گر شیشہ ہو تو میں ہوں پیمانہ ہو تو میں ہوں

ولہ

دنیا کی جائے راحت و آرام کی نہیں — آسودگی یہاں کی کسی کام کی نہیں

نفع و ضرر میں ہے اثرِ ذاتِ کبریا — وہ کونسی ہے شے کہ فقط نام کی نہیں

جو اہلِ دل ہیں اپنی زباں سے وہ گفتگو — کرتے نہیں جو غیب کے الہام کی نہیں

وہ ناخداشناس کہ ہر کاروبار میں — ناکام ہے جسے خبر انجام کی نہیں

سوتے ہیں شام کو تو نہیں صبح کی خبر — اٹھتے ہیں صبح کو تو خبر شام کی نہیں

آنسو بہا کے تازہ کیے ہیں دماغ ہم — یہ تر دماغی روغنِ بادام کی نہیں

ق

جو اہلِ حال کرتے ہیں فکرِ شراب و جام — رغبت انہیں یہ مے کی نہیں جام کی نہیں

وہ جام انکا دل ہے شراب انکا خونِ دل — اس جا پہنچتی ہے نگہ کبھی عام کی نہیں

جبتک نہ ہو تلافیٔ مافات کا خیال — تسلیم فکر جینے کی کچھ کام کی نہیں

ولہ

دل مرا بے یاد بہلتا نہیں — دم مرا بے ذکر سنبھلتا نہیں

دید کی نہریں نہ ہوں جبتک رواں — شجرۂ دل پھولتا پھلتا نہیں

درد کا جبتک نہ ہو سینہ میں جوش — چشم کا سرچشمہ ابلتا نہیں

آئینہ بن جاتا ہے پتھر پگھل — دل ہے وہ پتھر کہ پگھلتا نہیں

عفوِ جرائم کی ہو کیونکر امید — آنکھ سے آنسو کبھی تو ڈھلتا نہیں

ہے قسم اللہ کی تقدیر میں — بس کوئی تدبیر کا چلتا نہیں
سوکھ گیا چشمۂ دل آجکل — آنکھوں سے آنسو کبھی نکلتا نہیں
لاکھ اگر جان چھپاتے پھریں — [illegible] اجل کا کبھی ٹلتا نہیں
موت یہ جینے سے ہے بہتر مگر — دم کبھی تو آسان نکلتا نہیں
لاکھ دعا دیجئے یا گالیاں — دل کبھی مسک کا پگلتا نہیں
قبض سے بے کل ہوں بہت آجکل — دل مرا تسلیم سنبھلتا نہیں

ولہ

کیا جی کو مزا دیتی ہیں دلدار کی باتیں — مصری سی بھی میٹھی ہیں مرے یار کی باتیں
کھانا کبھی یاد آئے نہ پانی کبھی یاد آئے — سنتا رہوں گر آٹھ پہر یار کی باتیں
زاغ اور زغن عشق سے بہرہ نہیں رکھتے — بلبل کو سناؤ گل و گلزار کی باتیں
بے دید کے ملتی ہے کہاں دم کی حلاوت — مضراب سی دیتی ہیں مزا تار کی باتیں
تا لوگ سبک ظرفی سے گستاخ نہو جائیں — تسلیم سناتا نہیں اسرار کی باتیں

ولہ

میں سنتا نہیں یہ دنیا کی باتیں — سناؤ مجھے میرے مولا کی باتیں
عجب کیا ابھی زندہ ہو کر اٹھو میں — کہ دم دے رہی ہیں مسیحا کی باتیں
رکھو طب کو بالائے طاق اے طبیبو — ہیں جان بخش میرے مسیحا کی باتیں
نہیں گر فقیر ونکو معیان عبادت — سنو خضر کی اور موسیٰ کی باتیں
سنو واعظو۔ زاہد ونکو خوشی سے — سناؤ خدا اور موسیٰ کی باتیں
خبر آشنا کی گلی کی سناؤ — سناؤ نہ عرش معلے کی باتیں
سوا آشناؤں کے تسلیم کس سے — کہوں اپنے دل کی تمنا کی باتیں

ولہ

مستزاد

کونسا پردہ ہے جس پردہ میں دلدار نہیں — لطف دیدار نہیں
کونسی شے ہے کہ آئینۂ دیدار نہیں — مظہر یار نہیں
فضل ہے رحم ہے انصاف ہے بخشش ہے یا — تو نہ کر اور گماں
نفس ظالم ہے مگر یار ستمگار نہیں — اور دل آزار نہیں
میں وہ بیمار نہیں ہوں کہ دوا چاہوں میں — یا دعا چاہوں میں
کہ دوا اسیری - سوا شربتِ دیدار نہیں — اور درکار نہیں
گرچہ حسن اسکا نمایاں ہے بہ [illegible] خورشید — خود ہی وہ طالبِ دید
ہر کوئی دید کی لذت سے خبردار نہیں — دل ہی بیدار نہیں
شکلِ مردم نظروں میں ہیں بند رہو اے دلبر — تا نہ لگ جائے نظر
میری آنکھوں میں رہیں آپ تو کچھ بار نہیں — مجھے انکار نہیں
ہو وہ منصور کہ دعوےٰ ہو انا الحق میرا — نہیں ناحق میرا
حق تو یہ ہے کہ سزا کی میں سزاوار نہیں — لایق دار نہیں
جلوۂ حسن ہر اک ذرہ میں ہے تابندہ — جس سے دل ہے زندہ
ہر سوا چشمِ خدا بین کوئی بیدار نہیں — دل خبردار نہیں
جبر میں ہم ہیں نہ مختار نہ شر میں مختار — ہے ادب ہی درکار
کون بندہ ہے جو صاحب کا گنہگار نہیں — اور خطاوار نہیں
جیتے جی جو کوئی دنیا سے گذر جاتے ہیں — یعنی مر جاتے ہیں
موت سے کچھ انہیں تسلیم سروکار نہیں — زندگی بار نہیں

ولہ

جنکو حسن و جمال دیتے ہیں / دلبری میں کمال دیتے ہیں

ق
چاہتے جسکو ہیں قضا و قدر / دولت لازوال دیتے ہیں

نکبت آتی ہے بادشاہ وقت / سلطنت سے نکال دیتے ہیں

ق
جب وہ چاہتے ہیں کس مروت / آنکھ میں آنکھ ڈال دیتے ہیں

وہ نہ چاہیں تو بے قصور و ملال / دور ہی سے نکال دیتے ہیں

راحم ایسے کہ بن مرے چاہے / مجکو نقد وصال دیتے ہیں

شوخ ایسے کہ وقت راحت کا / باتوں باتوں میں ٹال دیتے ہیں

دلکو لیتے ہیں اور خریدی میں / ہمکو رنج و ملال دیتے ہیں

کچھ دلوں سے کہو ادھر آؤ / ابھی سانچہ میں ڈھال دیتے ہیں

ذات کو ڈھونڈی تو پانی میں / مچھلیوں کی مثال دیتے ہیں

جو کہے لا الٰہ الا اللہ / غیریت سے نکال دیتے ہیں

ہیں وہ بے قدر گیند سا دلکو / ہاتھ میں لے اچھال دیتے ہیں

ق
خوش نصیبوں کو جو کلیم عطا / بدنصیبوں کو شال دیتے ہیں

یعنی انکو لگا رکھا اپنی طرف / انکو پیشی سے ٹال دیتے ہیں

جسکو تسلیم حال دیتے ہیں / اسکو حالی مقال دیتے ہیں

ولہ

جو خدا والے ہیں اُن لوگوں کے حالات اور ہیں
ہوں کسی حالت میں پر ان کے خیالات اور ہیں

معرفت کی سلطنت کے انتظامات اور ہیں
راہِ وحدت کی منازل اور مقامات اور ہیں

ہے یہاں پردہ صفت کا ذات بے پردہ وہاں

وہ یقینات اور ہیں اور یہ قیاسات اور ہیں
اللہ اللہ خاص و عام اللہ کا لیتے ہیں نام
ان کی غایت اور ہے اُن کے رسومات اور ہیں
خاکساران جہاں کو کم نگاہی سے نہ دیکھ
خاکساری میں ہیں پر ان کے مقامات اور ہیں
لا اِلٰہَ کی نظر سے ذکرِ اِلّا اللہ سے
اہل وحدت کے رموزِ نفی و اثبات اور ہیں
خسروِ ملکِ ولایت ہیں لباسِ فقر میں
بود و باش ان کی ہے جس میں۔ وہ مقامات اور ہیں
زاہد اور عارف کہا کرتے ہیں لفظ اشہدُ
یہ شہادات اور ہیں اور وہ اشارات اور ہیں
طالبِ عقبیٰ ہیں یہ اور طالبِ مولیٰ ہیں وہ
یہ مناہج اور ہیں اور وہ مباہات اور ہیں
حِلّتِ اہل لساں ہے حرمتِ صاحب دلاں
ان کے شبہات اور ہیں اور اُس کے شبہات اور ہیں
فکر ذاتی ہے یہاں فکرِ صفاتی ہے وہاں
اُن کے حالات اور ہیں ان کے خیالات اور ہیں
شستُ و شوئی گل یہاں ہے رُفت و رُوبِ دل وہاں
یہ ریاضات اور ہیں اور وہ ریاضات اور ہیں
اُن کو فکرِ زندگی اور اِن کو فکرِ بندگی
یہ مناقص اور ہیں اور وہ کمالات اور ہیں

اعتبار اسماء کا افعال سے ہے فاعل ایک ہے
گو شہادت میں ہر اک شئے سے اثبات اور ہیں
بے خودی میں ہے خودی اور ہے خودی [illegible]
صاحب تسلیم کے۔ تسلیم حالات اور ہیں

ولہ

کیا پوچھتے ہو مجھ سے میں کون کیا کہوں — خود بے صفت ہوں کیا صفت آشنا کہوں
یہ راز گفتگو ہے نہیں دخل عام کو — دیوانہ ہوں الست کہوں یا بلےٰ کہوں
میں دیکھتا ہوں آپکو بے دیکھے آپ کے — کیا اپنی جی کی تجھ سے دل مبتلا کہوں
کیا روح کو میں اپنی کہوں ذات کا ظہور — یا دل کو اپنے جلوۂ نور خدا کہوں
شرماتا ہوں کہ پردہ ہوں فانوس کی طرح — روشن ہی نور ذات میں ہوں کیا کہوں
گم دید میں ہوں دلکا پتہ وہم کے ساتھ ہے — دلکی صفت کہوں کہ خدا کی ثنا کہوں
تسلیم ہو کدھر یہ تمہارا تو قول ہے — بندہ کو بندہ اور خدا کو خدا کہوں

ولہ

کون کثرت میں ہے جسے دیکھوں — تو ہی دکھتا ہے میں جسے دیکھوں
یا وہ رکھتے ہیں پھیر دیتے ہیں — جی میں آتا ہے دلکو دیکھوں
آرزو ہے کہ تا نظر نہ لگے — تجکو پردے کے آسرے دیکھوں
خون آنکھوں سے نکلے یا پانی — پھوڑ کر دلکے آبلے دیکھوں
دل ہے بے اختیار میں مجبور — کام کسکے بُرے بھلے دیکھوں
وہ دن آئیں کہ بے خزانی سے — گلشنوں کو ہرے بھرے دیکھوں
آرزو ہے کہ نزع میں تسلیم — وہ مجھے دیکھے میں اُسے دیکھوں

ولہ

آرام نہیں دل کو مگر یادِ خدا میں
بہتر ہے کہ ہو عمر بسر یادِ خدا میں

ہے شوق کہ آنکھوں سے نکل کر نکل آئیں
آنسو کی جگہ لختِ جگر یادِ خدا میں

وہ زندۂ جاوید ہیں موت انکو نہیں ہے
جاتے ہیں جو ہستی سے گزر یادِ خدا میں

ہے جنکے دلوں میں کششِ عشقِ الٰہی
رہتے ہیں وہ خوش آٹھ پہر یادِ خدا میں

تانبے کو طلا کرتی ہے فنا کی محبت
بگڑے ہوئے جاتے ہیں سدھر یادِ خدا میں

بے جلوۂ دیدارِ تجلیٔ الٰہی
آتا نہیں کچھ مجھکو نظر یادِ خدا میں

آنکھوں میں اُدھر دید کا جلوہ ہو نمایاں
تسلیم کا دم نکلے اِدھر یادِ خدا میں

ولہ

ہم خدا کی یاد میں دل شاد ہیں
دو جہاں کی قید سے آزاد ہیں

دید بازی میں ہے رجحاں آپ کو
ڈھنگ دل لینے کے کیا کیا یاد ہیں

آپ اگر گلزار میں بلبل ہیں ہم
ہم ہیں قمری آپ اگر شمشاد ہیں

قبر میں اور حشر میں پچھتائیں گے
جو خدا کی یاد سے بے یاد ہیں

گرچہ خوش زاہد خود آبادی میں ہے
ہم خدا کی یاد میں آباد ہیں

ہستیٔ حق ہے ہوا ہم گرد باد
خاک ہیں خاشاک ہیں برباد ہیں

عام ہے شہرت تمہارے رحم کی
کیا سبب ہے مورد بیداد ہیں

مکتبِ عرفاں میں درسِ عشق ہے
گاہ ہم شاگرد گہ استاد ہیں

خوش نہیں آتے ہیں دنیا کے مزے
وہ مزے تسلیم ہم کو یاد ہیں

ولہ

شراب معنی سے مست ہوں میں اگرچہ صورت پرست ہوں میں
شکستگی میں درست ہوں میں بلند ہوں جب سے پست ہوں میں
نہ پوچھو رُوداد ابتدا کی خودی تھی یا بیخودی خدا کی

کہوں میں کیا کیفیت بلا کی کہ مست جامِ الست ہوں میں
جگر بدنداں ہوں سینہ بریاں نظر بحیراں ہوں چشم گریاں
نہ سہل فرقت نہ وصل آساں نفس بخود دل بدست ہوں میں
کبھی ہوں مذکور گاہ ذاکر کبھی ہوں منظور گاہ ناظر
کبھی ہوں غائب کبھی ہوں حاضر کبھی شکستہ درست ہوں میں
کبھی ہوں ممکن کبھی ہوں واجب کبھی ہوں مطلوب گاہ طالب
کبھی ہوں مغلوب گاہ غالب کبھی تو فتح و شکست ہوں میں
جفا بھی میں ہوں وفا بھی میں ہوں دوا بھی میں ہوں شفا بھی میں ہوں
دعا بھی میں ہوں دوا بھی میں ہوں مریض ہوں تندرست ہوں میں
ہے خود پرستی ۔ خدا پرستی شرابِ الفت کی گر ہے مستی
ہے جملہ ہستی خدا کی ہستی فنا ہوں تسلیم ہست ہوں میں

ولہ

خدا کا بھید ہے مخفی بنی آدم کی صورت میں
ظہرا ہی ذات کا خدا والوں کی صحبت میں
کوئی دوزخ میں اور کوئی عدن جائینگے لیکن
خدا بھی ہیں کبھی بندے بھی ہیں یہی مقصد ہے
جدائی کا الم مرنے کا غم تنہائی کا ماتم
اثر ذاتِ الٰہی کا برنگ آب و گلشن ہے
خدا بینی بہت دشوار ہے تسلیم دنیا میں

صفائی کیلئے ہے صاف آئینہ کدورت میں
حلاوت روح کو ملتی ہے دل والوں کی الفت میں
ڈبوئے جائینگے اہلِ خطا دریائے رحمت میں
یہی ہے شرک خود بینو خدا بینوں کی ملت میں
ملا تو یہ ملا بندے کو بندے کی محبت میں
صباحت میں ملاحت میں کثافت میں لطافت میں
کہ انسانِ نفس کے حیلوں سے ہے میں تو کی آفت میں

ولہ

ساتھ میرے ہی خدا اور میں خدا کے ساتھ ہوں
خوف کچھ مجھکو نہیں میں رہنما کے ساتھ ہوں

روح کہتی ہے فقط صورت کی دیوانی نہیں
دل یہ کہتا ہے کہ میں ناز و ادا کے ساتھ ہوں

بوے گل کہتا ہے تو مجکو چمن سے کی جدا
بوئی گل کہتی ہے میں باد صبا کے ساتھ ہوں

شوخیاں پردہ میں کرتی ہیں کیا بے پردگی
اور حیا کہتی ہے میں رنگِ حنا کے ساتھ ہوں

کیا کہوں تسلیم رمزِ اتصال و انفصال
دور یا نزدیک ہوں پر دلربا کے ساتھ ہوں

ولہ

اہل دل مفتونِ زر ہوتے نہیں
نرم دل سنگیں جگر ہوتے نہیں

بے نظر اہل نظر ہوتے نہیں
بے خبر اہل خبر ہوتے نہیں

دادگر بے دادگر ہوتے نہیں
مچھلیاں ہرگز مگر ہوتے نہیں

ہیں وہ ساکن وحدت کے تشدید
پیش میں زیر و زبر ہوتے نہیں

خود نمائی میں نہیں ملتا خدا
دشت میں پیدا گہر ہوتے نہیں

اڑتے پھرتے ہیں فلک پر رات دن
عارفوں کو گرچہ پر ہوتے نہیں

اہل عرفاں کے رموز ناسخن
اللہ اللہ بے اثر ہوتے نہیں

نفع مظلوموں کو دیتا ہے خدا
گو وہ شاکیِ ضرر ہوتے نہیں

ناؤ گاڑی پر ہو گاڑی ناؤ پر
منتظر کیا منتظر ہوتے نہیں

دید وہ شے ہے کہ غافل اہل دل
دیکھنے سے یک نظر ہوتے نہیں

روک لو تسلیم عرفاں کے نکات
ہیں مطول مختصر ہوتے نہیں

ولہ

چلو سنے خوشی دلربا کے نگر میں
بسا جسکا سودا ہے مدت سے سر میں

تلاش اسکی رہتی ہے دل کو ہمیشہ
سفر میں حضر میں بیاباں میں گھر میں

ہے کسکی شباہت میں برزخ نبی کی
وہ ہے اللہ اللہ شکل بشر میں

بشر کا سراپا ہے برزخ کا نقشہ
ہے میمِ نخستیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سر میں

ہے ہر روش وہ جادۂ پاکِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کعبت پامیں ہے دال۔ دل جس پر شیدا ہے
بچو نخوت کے کردن سے سنبھل کر چلو تم
کرو ذکر اسکا کرو فکر اس کا
اگر دیدۂ تاریک غفلت ہے تم میں

ہے جسم بکر رشد کی کمر میں
یہ مہ رخ مکین ہے اہلِ نظر میں
ہیں پتھر بہت عشق کے رہگذر میں
تو پھل پھول آجائیں غم کے شجر میں
وہ رخ تو تسلیم رکھو تو نظر میں

ولہ

ناتمام

دل پہ اسرار ذات آتے ہیں
نفس ہوتا ہے جس جگہ بے حس
حسن والے ازل کی منزل ہے

یا در وحی صفات آتے ہیں
وسوسے واہیات آتے ہیں
عشق کے لیے صفات آتے ہیں

ولہ

ناتمام

عشق وہ آتشِ سوزاں ہے کہ جو دہ ہمیں بھیا
اے طبیبو یہ مریضانِ محبت کی دوا

عقل وہ ناقصِ کامل ہے کہ سو دہمیں نہیں
ہے وہ۔ اشیا سپید اور کبود سمجھی نہیں

ولہ

راتدن رہتے ہیں جاں باں ہم تمھاری یاد میں
بے خبر تھے رازِ مخفی سے جو ہم محروم تھے
دل پہ خوش قسمتی کا عالم ہے کہ کہہ سکتا نہیں
حجرۂ پہلو ہے دل ہے اور تمھارا ذکر ہے
آسماں کو دیکھتا ہوں اپنی پاؤں کے تلے
یاد کرتے ہیں بندے اور خداوندی جب تجھیں

دل تمھاری یاد میں ہے دم تمھاری یاد میں
شکر ہے ہم ہوگئے محرم تمھاری یاد میں
ہو گیا غم درہم و برہم تمھاری یاد میں
صحنِ سینہ میں ہے دم بدم تمھاری یاد میں
جب مری ہوتی ہے گردن خم تمھاری یاد میں
گریہ ہو افسوس ہے آدم تمھاری یاد میں

[illegible] وطن کی حاصل ہو حلاوت کس قدر — ہم [illegible] یاد ہیں
[illegible] سے کیا کریں ہم آرزو سے اندمال — زخم دل کا [illegible] تمہاری یاد ہیں
[illegible] ری یاد ہیں تسلیم اور وقت اخیر — ہے تمنا یہ کہ نکلے دم تمہاری یاد میں

ولہ

دنیا سے بیزار ہوتے نہیں کیوں — غفلت سے ہشیار ہوتے نہیں کیوں
آنکھیں ہیں روشن دلبر ہے خوش رو — مشتاقِ دیدار ہوتے نہیں کیوں
بکتا ہے جلوہ دل کے عوض میں — پھر تم خریدار ہوتے نہیں کیوں
دل میں تمہارے ہے یار پنہاں — آگاہِ اسرار ہوتے نہیں کیوں
یاں حسن بھی ہے اور عشق بھی ہے — ہم چشم دلدار ہوتے نہیں کیوں
دارو ہے دیدار گر چاہتے ہو — الفت میں بیمار ہوتے نہیں کیوں
دعوے اگر ہے معشوقیت کا — جاناں جفا کار ہوتے نہیں کیوں
عاشق اگر ہو صادق اگر ہو — پھر تم وفادار ہوتے نہیں کیوں
اب تک کشادہ ہے باب توبہ — تائب گنہگار ہوتے نہیں کیوں
پھوٹی فلک پر ہے صبح صادق — تسلیم بیدار ہوتے نہیں کیوں

یہ غزل غم آلود حضرت نے اپنے چھوٹے صاحبزادہ عرف پیران صاحب کے غم میں لکھی ہے جنکا انتقال بعمر دہ سالگی سنہ ۱۳۰۲ھ میں ہوا تھا۔

ولہ

دیکھی نہ سیر [illegible] نظر تھیں — کیا جلد پیش آگیا پیران سفر تھیں
کیا غم [illegible] صر تھیں — کیا رنج غمزدوں کا ہے لخت جگر تھیں

جنت تجھے جب گھر ہوا ہے ہوئی ہمکو دل لگی
حیراں نہ یاد آئیگا دنیا کا گھر تمہیں

دامان کی مہر جسکو ہے تم اس کے جا ملے
کا ہے کو یاد آئینگے مادر پدر تمہیں

معصوم پاک صاف تھی تن پاک ہو آپ
دنیا سے حق نے پار کیا بے خطر تمہیں

کیا کیا ہمارے جی میں تھی ارمان او دلارو
افسوس جلد لے گئی موت آ مگر تمہیں

جنت میں لالہ زار کی جب تم کرو گے سیر
یاد آئیں گے ہمارے یہ داغ جگر تمہیں

ہے آرزو کہ خواب میں دیدار ہو نصیب
کرتے ہیں دل میں یاد جو شام و سحر تمہیں

تم نونہال گلشن فردوس ہو گئے
اس باغ میں خدا نہ کیا بارور تمہیں

دیکھے نہ زندگی میں بھی ہم تمکو آنکھ بھر
شاید کہیں لگے نہ ہماری نظر تمہیں

تم خواب میں تو آئے ہمارے کبھی کبھی
ہوتی اگر ہمارے دلوں کی خبر تمہیں

شربت تمہارے نام کا تیار ہے مگر
کوثر کو چھوڑ ہو گی نہ رغبت ادھر تمہیں

تم خواب میں بھی آ کے نہ مجھ سے بیاں کئے
فرمائے تھے جو قبر میں خیر البشر تمہیں

سچ ہے خدا نے منصب عالی دیا تمہیں
دیکھے ہیں لوگ خواب میں اکثر [illegible] تمہیں

تسلیم روک لو قلم غم تراش کو
کرنا ہے گریہ غم کی غزل مختصر تمہیں

ردیف واو

ولہ

دل کو دل والوں سے لگا دیکھو
دید وا دید میں ملا دیکھو

پردۂ وحشت [illegible] کے لئے
جھانکتا کوئی ہے بجھا دیکھو

کھولو آنکھوں کو ذرہ ذرہ میں
جلوۂ نور [illegible] یا دیکھو

بدلیل فثم وجہ اللہ
جس طرف [illegible]

کسکی صورت ہے صورت انساں
بھید صورت میں ہے چھپا دیکھو

پانی میں موج موج میں پانی
ایک ہے یا جدا جدا دیکھو

دید میں دید جبکہ مل جائے
نور میں نور ملگیا دیکھو

رنگ وحدت کا دل پہ اپنے جما
صبغۃ اللہ کی ضیا دیکھو

دھونڈتے ہو کدھر ہے گر پہچان
یار آنکھوں میں چھپ گیا دیکھو

میں نہیں تو نہیں۔ خدا ہے خدا
بیخودی لاؤ اور خدا دیکھو

ایک شخص اور ہزار آئینے
عکس کی صورتیں ہیں کیا دیکھو

صورتِ عکس غور سے تسلیم
خود نما یا خدا نما دیکھو

ولہ

ہر ایک جا پہ رہی تیری جستجو دل کو
مگر بتا یا بتا اپنا دل میں تو دل کو

تو جانتا ہے الٰہی کہ جب تلک دم ہے
یہ تجھسے ملنے کی کیا ہی آرزو دل کو

ہوئی تسلی نہ جی کو تری گلی کے سوا
پھرا ہیں گرچہ بہت لیکے کو بکو دل کو

چمن کو کونسی آنکھوں سے بے ترے دیکھوں
ہر اک گل سے جب آتی ہے تری بو دل کو

نہو کبھی دلِ ناپاک۔ پاک پانی سے
کہ توبہ غسل ہے اور شرم ہے وضو دل کو

ہزار زہد ہو بے ذکر ترے لطف نہیں
کہ ذکر سے ہے دو عالم میں آبرو دل کو

دلِ سلیم عطا کر کہ از رہِ تسلیم
سوائے تیرے نہ لگاؤں سو بسو دل کو

ولہ

وہ ادا ہے کہ ادا حور و پری سے بھی نہو
وہ خراش ہے کہ کبکانِ دری سے بھی نہو

وہ اثر انکی نظر میں ہے خدا کی قدرت
مسمریزم سے تو کیا سحر گری سے بھی نہو

عشق کی افترا پردازی افسوں بازی
شاہدِ حسن تری پردہ دری سے بھی نہو

عشق سے ہوتی ہے سالک کو رسائی ایسی
خضر و الیاس کی بس راہبری سے بھی نہو

خونِ دل مشک ہے دل خشک ہے نافہ بن آہو
کام کاکل کا نسیم سحری سے بھی نہ ہو

وہ بلا شاہدِ اعمالِ دل آزاری ہے
رد یہ جسکا دعائے سحری سے بھی نہو

جسطرح دھوتے ہیں دھبا نکو سرشکِ پیہم
سچ ہے تسلیم کہ دریا کی تری سے بھی نہو

ولہ

سرایہ دنیا ہے ہم مسافر نہ آنے جانے کے کھیل کھیلو
اگر تمنا ہے کھیلنے کی خدا کو پانے کے کھیل کھیلو

خدا ہے حاضر خدا ہے ناظر خدا ہے سامع خدا ہے واقف
عمل کرو دل کی راستی سے نہ تم بہانے کے کھیل کھیلو

اگر ہے دیدار کی تمنا وصال دلدار کی تمنا
تم اپنے چہرہ کو دیکھ لو - پھر نظر جمانے کے کھیل کھیلو

نہیں ہے منظور گل کی الفت ہے اسکو مطلوب دل کی الفت
اگر ہوس ہے کہ کھیل کھیلیں تو دل لگانے کے کھیل کھیلو

وہ حسن تسلیم جلوہ گر ہے تو خواب غفلت میں بیخبر ہے
تمھارے دل میں ہوس اگر ہے نگر کڑانے کے کھیل کھیلو

ولہ

ممکن نہیں کہ دل نہو اور تن تبہ نہ ہو
کیوں مملکت تبہ نہو جب بادشہ نہو

کس دسے ہووے وصل کے مرہم کی آرزو
دل جب تلک کہ زخمی تیرِ نگہ نہ ہو

تر دامنوں کو خشک نظر سے نہ دیکھئے
رحمت کو تا شکایتِ قحطِ گنہ نہ ہو

صادق اگر ہے دعوئ الفت میں آدمی
ممکن نہیں کہ دل کو کسی دل سے رہ نہو

مستغفر آدمی رہے جبتک قصور سے
ممکن نہیں کہ کوہِ گنہ مثلِ کہ نہ ہو

آمد ہے صبح کے ہے مرادِ رحیلِ شب
مو سے سپید ہوں تو ہوں پر دل سیہ نہو

دل آنکھ کا گلہ جو کرے تو کرے مگر
ترکِ ادب ہے آنکھ کو دلکا گلہ نہ ہو

فارغ کبھی نہ ہونگے پریشانیوں سے ہم
دل جب تلک کہ ذکر کا آرام گہ نہ ہو

پاتے نہیں ہم اپنے کو ملتا نہیں خدا
منزل نہیں کہ جسکا کہیں راستہ نہ ہو

خلقت خدا کی اور بھی ہے بے عدد مگر
جنت سوا بشر کے کسی پر ہبہ نہ ہو

الفت کی جب فنا سے ہے تسلیم زندگی
بے جان ہے وہ جاہ کہ جسمیں ہبہ نہ ہو

ولہ

دل خدا سے جو لگاتے ہو لگاؤ آؤ
بختِ خوابیدہ جگاتے ہو جگاؤ آؤ

وہاں نہیں جور و جفا اسکو ہے مطلوب وفا
دوستی کو جو نبہاتے ہو نبہاؤ آؤ

شرم سے توبہ سے اور آنسوؤں کے پانی سے
آگ عصیان کی بجھاتے ہو بجھاؤ آؤ

جو کوئی اسکا ہوا ہو گیا وہ بھی اُسکا
دوست اُسکے جو کہلاتے ہو کہاؤ آؤ

سونے چاندی کی جواہر کی نہیں واں پروا
نقد جاں نذر لے آتے ہو لے آؤ آؤ

ذکر اور فکر سے ہر حال میں جبتک دم ہے
زنگ وحدت کا جماتے ہو جماؤ آؤ

دید وا دید سے توحید سے دم سے تسلیم
نعمت اللہ کی گر پاتے ہو پاؤ آؤ

ولہ

کریں لے کے کیا ہم دلِ بے خبر کو
چلو جی چلو دلربا کے نگر کو

وہ اِس طرح سے مہربانی کرے گا
کہ ہم بھول جائینگے مادر پدر کو

چلے آئے سہل اور جانا ہے مشکل
وطن دور ہے طے کرو اِس سفر کو

پھنسے غیر جنسوں میں ایسے کہ جن سے
تسلی نہ دل کو نہ راحت جگر کو

چلو ہی چلو مت رکو راستہ میں
کہ تھوڑا ہے دن اور پہنچنا ہے گھر کو

یہ رستہ ہے سخت اور پہلی ہے منزل
چلو دھیرے دھیرے نہ دیکھو کدھر کو

بھٹک جاؤگے تسلیم رستہ کبھی تم
کرو گے رفیقِ سفر گر نظر کو

کیوں نہ انساں آشنا کے سات ہو
رنج ہو راحت ہو دن ہو رات ہو
ہو اگر عارف تو مت بھو لو اُسے
لا اِلٰہ میں ہو نفیِ ما سوا
دونرے تسلیم ہیں اس کھیل میں

ولہ

ذکر کا دامن ہو دل کا ہات ہو
دل میں یاد آنکھوں میں نفیِ ذات ہو
کوئی اندیشہ ہو کوئی بات ہو
اور اِلّا اللہ میں اثبات ہو
آشنا سے جیت ہو یا مات ہو

ولہ

آنکھ کو بند کر دل کا تماشا دیکھو
کوئی کہتا ہے ہو الحق تو انا الحق کوئی
لُعبتی کا کوئی ناظر ہے تو لُعبت کا کوئی
یہ وہ ہی دشت کہ مستی سے بچشمِ مجنوں
خیر اور شر میں ہے تسلیم اُسیکا جلوہ

نور میں گم رہو اور ظل کا تماشا دیکھو
سر سے دلدار کی محفل کا تماشا دیکھو
ناظرِ ناقص و کامل کا تماشا دیکھو
دیکھو لیلےٰ کو نہ محمل کا تماشا دیکھو
بر ادب سے حق و باطل کا تماشا دیکھو

ولہ

ہم دید میں جو پیتے ہیں جامِ شراب کو
میں ایک کیا ہوں سیکڑوں طالب لقا کے ہیں
ہر شعلہ ژالہ ریز ہو آتش ہو برف خیز
وارفتگی نہ ہو تو عجب ہے۔ کہ عشق میں
باندھو زباں کو دل سے کرو گفتگو برائے
ممکن نہیں نجاستِ اصلی سے پاک ہو
تشبیہ خوب تھی رخِ تاباں سے آپکے
کیا کر سکے گا دفترِ دل سے مقابلہ
تسلیم ہم وثیقۂ رحمت سمجھتے ہیں

سینہ میں دیکھتے ہیں ہزار آفتاب کو
جاناں نظر لگے کی نہ الٹو نقاب کو
دوزخ اگر جدائی کے دیکھے عذاب کو
ہے کون روکتا دلِ پر اضطراب کو
سنتے ہو گر خدا کے سوال و جواب کو
دیویں اگر گلاب میں غوطہ کلاب کو
ہوتا اگر کلف نہ رخِ ماہتاب کو
ہم ایک فرد گنتے ہیں یوم الحساب کو
تو بہ کو آہ سرد کو چشمِ پر آب کو

ولہ

گر دل سے خدا بینی کی خواہش ہو کسی کو
خود بینی سے مانوس کریں پہلے توجی کو

تنہائی کے عالم میں تصور سے تمہارے
بند آنکھوں کو کر لیتے ہیں بہلاتے ہیں جی کو

ہم مہر و کرم دل سے سمجھتے ہیں تمہاری
بے مہری کو غصہ کو غضب کو خفگی کو

ہر حال میں نیکوں کو ملیں نیک نتیجے
رونق نہیں تسلیم دو عالم میں بدی کو

ولہ

کر دور تو آنکھوں سے یہ سب بے ادبی کو
ہر شے میں نہاں رکھو ادبِ نور نبی کو

گر تیرا گزر ہووے صبا جانب یثرب
کر حال مرا عرض رسول عربی کو

جز شربتِ دیدارِ رخِ پاک رسالت
کوثر نہ بجھائے گا مری تشنہ لبی کو

آفت ہی ابھی ہو گی یہ بیکس کی خلاصی
رحم آئے اگر ذاتِ شہِ مُطّلبی کو

تسلیم کی حالت پہ اگر رحم نہ ہو گا
پھر کون بجھائے گا مری تشنہ لبی کو

ولہ

ہیں داغ دل پہ رشک سے سو لالہ زار کو
دیکھا ہے جب سے میرے دلِ داغدار کو

حسرت کی اک نظر جو پڑی زلفِ یار پر
کر دی جلا کے سوختہ مشکِ تتار کو

حسرت سے چھد گیا ہے جگر عندلیب کا
جب ہاتھ آیا دامنِ گل نوکِ خار کو

کیوں باندھتے ہو یار کے تیرِ نگاہ کا نشانا
بہتر ہے رکھئے لختِ جگر پر کٹار کو

نقصان نہ ہو کسی کی برائی سے دوستو
منظور اگر بھلائی ہو پروردگار کو

غیر ذاتِ حق نہیں ہے حقیقت میں دوسرا
میں تو کا ہے ظہور فقط اعتبار کو

تسلیم جبکہ یار ہے مختارِ خیر و شر
پھر کیا جتائیں اپنے بھلا اختیار کو

ولہ

دور کر تو گر چاہتا ہے جنتِ فردوس کو
بخل کو کینہ کو خود بینی کو اور سالوس کو

تمام کو بھی عاشقِ صادق نہیں کرتا کبھی
طالب لطفِ نگاہِ یار یک خو کو نہیں
حسرتِ شاہی کی لذت قیصر جا پوچھئے
جانتا تنہائی میں ہے اپنا مونس اور رفیق
دردِ دل کی کب مسیحا کے سوا سوجھے کبھی
آشنا تسلیم کب جانے ہیں غیر آشنا

حوصلہ کو ننگ کو غیرت کو اور ناموس کو
اصفہاں کو روم کو ہندوستاں کو طوس کو
شاہ کیخسرو کو اسکندر کو کیکاوس کو
آہ کو زاری کو بیداری کو اور افسوس کو
بو علی سینا کو افلاطون جالینوس کو
سُبحہ کو زنار کو تکبیر کو ناقوس کو

ولہ

دلدار سے ہر چند ستم اور جفا ہو
پھر بند تعلق سے ہم آزاد رہیں گے
بے ذکر کبھی دل کو نہ ہو مشغلہ حاصل
بتلا دینگے ہم عشق کا اور زہد کا رتبہ
نقصاں ہنوز نہ ہار عداوت سے کسی کے

ہر عاشقِ صادق سے ادا شرطِ وفا ہو
دامِ دلِ آشفتہ اگر زلفِ رسا ہو
صیقل کے سوا آئینہ کسطرح صفا ہو
زاہد سے ملاقات اگر روزِ جزا ہو
تسلیم ترے حال پہ گر فضلِ خدا ہو

ولہ

یاد جب کرتا ہوں میں ترے گلِ رخسار کو
دل کی بیتابی کو دیکھوں یا کلیجہ کی تڑپ
فی الحقیقت یہ سیہ بختی کا میرے ہے اثر
بے گدازِ دل نہو حاصل محبت کا مزہ
خاکساری عشق میں تسلیم تو منظور ہے

مثلِ شبنم رونا آجاتا ہے چشمِ زار کو
ایک جا رکھتے نہیں نیا میں دو بیمار کو
جرم سے تابع کے آتی شرم ہے مختار کو
فائدہ دیتا ہے جب بگلا تے ہیں بیکار کو
جسطرح میلِ غرورِ حسن ہے دلدار کو

ولہ

درد سے عشق کے یا رب کوئی بیمار نہو
ہیں بجا کم ظرف وہ خرد میں غم دینی سے

مرغِ دل دامِ محبت میں گرفتار نہو
وہ تنی رہتی ہے ڈالی کہ جسے بار نہو

ہو حلاوت نہ اُسے نعمت و لذت سے کبھی
دم کا اور دید کا جو کوئی خریدار نہ ہو

جسم کا لطف بجز دم کے نہ ہو کچھ حاصل
دیکھ حق بین ۔ کہ صدا بین کے بے تار نہ ہو

مقتضا حسن کا اکثر ہے تماشہ تسلیم
بوئی گل باغ سے کیونکر ہیں دیوار نہ ہو

ولہ

طاعت سے ہو وصال شہ والا نشاں سے ہو
جبتک بری نہ مرکز کون و مکاں سے ہو

صحبت سے سنگ دل کے ہو بے رحم آدمی
شمشیر تیز سختی سنگ فساں سے ہو

جبتک غرور دی ہے خودی کا گماں نہیں شرک ہے
جو بے نشاں ہو اُسکا نشاں بے نشاں سے ہو

اس عالم فنا میں وہ عارف ہے تجھ کا کیوں
جب نفع سے سر و در کدورت یاں سے ہو

تسلیم روح کو نہیں وحدت خدا ہم
روشن بغیر موم کے رشتہ کہاں سے ہو

ولہ

آبرو حاصل ہے میرے دیدہ پرآب کو
جب سے دیکھا ہوں تمہارے رنگ عالمتاب کو

ابر پانی کی جگہ خون شفق برسائے گا
صبح گر دیکھے یہ میرے دیدہ بیخواب کو

جانتے ہیں صبح بیداری کو روز رستخیز
جو کہ چادر کو کفن اور موت سمجھیں خواب کو

معرفت کو اسکی ہے یہ سب ظہور اعتبار
بے سبب سمجھے نہ عارف عالم اسباب کو

ہو نہ کیوں اس سے خدا راضی رسول اللہ خوش
دوست رکھا جو نبی کی آل اور اصحاب کو

رنگ گلگوں دیکھکر پہلو سے دل میرا اڑا
ہو قیام آتش پہ اسے تسلیم کب سیماب کو

ولہ

خشک حسرت سے ہوا بخیہ مرہم جاں میں لہو
نہ جو رہتا ہے ہمیشہ میرے مژگاں میں لہو

بار انگشت نما تھا کہ شفق میں ہے ہلال
ٹپکا جب دیدہ گریاں سے گریباں میں لہو

دل مجروح کا فتراک بنانا نہ کبھی
تا نہ بکھر جائے کہیں نعش پریشاں میں لہو

افتراز رنگ حنا کا ہی چھپانے کے لئے
عاشقوں کا ہی فقط بخیہ جاناں میں لہو

سبز و شاداب ہر اک شاخ ہر اک برگ ہوا
آبلوں سے جو بہا ہے بیاباں میں لہو

حبِ دنیا نہیں تسلیم جسے پاک ہو وہ
منجمد ہو وہ نہ ہرگز دلِ انساں میں لہو

ولہ

عاشقوں کو بس ہے کوئے گلبدن کی آرزو
بلبلو تم کو مبارک ہو چمن کی آرزو

لاگ ہوتی ہے محبت کی عجب طرفہ بلا
جاں کی رہتی نہیں دیوانہ تن کی آرزو

اک خموشی لاکھ گویائی سے ہوتی ہے مزید
کرتے ہیں اہلِ کلام کم سخن کی آرزو

بلبلوں کو عارضِ گلگوں نے شیدا کر دیا
چاک کی گل بو سے غنچہ دہن کی آرزو

دوستو جب سے الفت کا سودا سر میں ہے
رہتی ہے تسلیم کو دیوانے پن کی آرزو

ولہ

یاد کر چاند سے رخساروں کو
رات بھر گنتا رہا تاروں کو

جلوہ دکھلا کے نقاب آرا نے
دھوکا دیتی ہے خریداروں کو

کیوں نہ ہو شربتِ دیدار مفید
چشمِ بیمار کے بیماروں کو

چشمِ تر گرمیِ محشر میں ضرور
آبِ رحمت ہے گنہگاروں کو

آب و دانہ ہے فقط آنسو کا
دامِ الفت کے گرفتاروں کو

بے تعلق رہو قطعِ منزل
بار ہوتا کچھ نہ سبکساروں کو

غنیمت ہو جسے حاصل تسلیم
دیکھے کیا عین میں اغیاروں کو

ولہ

پہروں آنکھیں نہیں دیتے تھے بٹھا کر ہمکو
دیکھتے بھی نہیں اب آنکھ اٹھا کر ہمکو

جب تلک لاگ نہ تھی زندگی اچھی گذری
رسوا اسے دل کیا افسوس تو جا کر ہمکو

ضبط جبتک تھا نہ تھا رازِ محبت ظاہر
دیدہ نے بدنام کیا اشک بہا کر ہمکو

محوِ حیرت کیا دیوانہ بنا کر چھوڑا
جلوۂ حسنِ خدا داد دکھا کر ہمکو

نہیں تسلیم اگر ارض وسما پر قبضہ
کیوں پڑے رہتے ہیں وہ اوروں کو گرا کر ہمکو

ولہ

شاد باش اے دلربا ناز و ادا ایسا تو ہو
قاتلِ خلقِ خدا انامِ خدا ایسا تو ہو

بیسکر چھیڑ کا نمک اور ہنس کے قاتل نے کہا
زخم کھانے کا محبت میں مزا ایسا تو ہو

دیکھتا دیدار تھا اور ذبح ہوتا تھا ادھر
شکر کی جا ہے حصول مدعا ایسا تو ہو

ہنس کے کہتا تھا دل و جاں چھینکر وہ ناز سے
آشنا سے یاں سلوک اے آشنا ایسا تو ہو

یک غزل میں بھی نہیں مطلب کے اپنے بھولتا
مرحبا تسلیم یاں ذہن رسا ایسا تو ہو

ولہ

دیکھکر ہم گردش ایام کو
یاد کرتے ہیں خدا کے نام کو

سول لیں عاشق نہ کھوئے دام کو
زاہد و گر نہ بد و نیلام کو

لاکھ سمجھائے سمجھتا ہی نہیں
کیا کریں لیکر دلِ ناکام کو

چاہیئے پہلے ہی شرطِ بیخودی
کعبۂ دیدار کے احرام کو

کام والے لوگ اللہ کے لئے
چھوڑ دیتے ہیں ریا کے نام کو

ہم وہ میکش ہیں شرابِ عشق سے
رکھتے ہیں لبریز دل کے جام کو

کیا ہوا اگر کھا گیا بہرام گور
گور آخر کھا گئی بہرام کو

ہے خدا ہی کا یہ سب نام و نشاں
ہم اگر بندے بھی ہیں تو نام کو

لام کا کل خاص اور اسلام عام
فرق تو ہوتا ہے خاص اور عام کو

کفر سے اسلام کا ہے اعتبار
کفر میں رونق نہیں اسلام کو

کفر ہے اسلام دینِ اسلام میں
لوں میں کیا اسلام یا اسلام کو

نیستی پیچھے تھی اب آگے بھی ہے
دیکھلو آغاز اور انجام کو

قید آزادی مجھے بھی چاہیئے
دام میں تو بند ہے دام کو

کس لئے رکھتے ہو کاکل میں گلُ
زلفِ ہی کافی ہے استشمام کو

روغنِ بادامِ چشم تر ابھی
دفع کر دے خشکیٔ آنام کو

ہم ہیں مجبور اور خدا مختار ہے
کام بندوں کے ہیں ظاہر نام کو

خیر و شر کا ہے وہی مختارِ کل
نامِ بندہ ہے فقط الزام کو

کھتے ہیں تسلیم از روے مراد
اہلِ سنت بندہ بے دام کو

ولہ

قمرو کشِ تو ہوا دل میں مقام دل مبارک ہو
تجھے اے ماہِ اوجِ حسن یہ منزل مبارک ہو

مقامِ دلکشا ہی خوشنما ہے سیر کی جا ہے
ہمارے دلکا ملنا آپکو اے دل مبارک ہو

سوادِ غم یکا تھا دل میں رونا بھی ہوا اچھا
وہ منضبح دلکو اور آنکھونکو یہ مسہل مبارک ہو

خلافِ شیدہ رندانِ حدت زہد والونکو
کمالِ نفی و اثباتِ حق و باطل مبارک ہو

بہت اچھا ہوا تم پار اترے بحر اسود سے
یہ ساحل نامبارک تھا وہ ساحل مبارک ہو

تجلّی گاہ دیدار [illegible] عشق آئینہ
دلِ عارف ہے ۔ عارف کو صفائی دل مبارک ہو

[illegible] یہ ہم شغل عشق بازی
حقیقی ہو مجازی ہو یہ الحاصل مبارک ہو

ولہ

ہے اس تن میں تن اور توحید والو
اسی دید میں دید ہے دید والو

جو سب کھتے ہو ہم ۔ تم ہو یا اور کوئی
کرو یہ تو تحقیق تقلید والو

شہادت کے گلشن میں گل مختلف ہیں
کرو سیرِ اطلاق تقلید والو

فقط یک نظر میں تمھیں بخش دے گا
نہوں اس سے نومید امید والو

عمل ہے جزا ثمر جسے علم اے دل
کرو فکر تجویز تمہید والو

جلالی تجلی سے خورشید ہے جمالی
کرو سیر مہتاب خورشید والو

نہ دیکھو کسی شے کو بے ہستیٔ حق
یہ وا دید تسلیم سے دید والو

ولہ

زندگانی کا مزا دم بھر ہے ابن الوقت کو
موت فوت وقت کی بہتر ہے ابن الوقت کو

دید اور وا دید میں حیرت کا عالم کیوں نہو
ایک نقطہ عشق کا دفتر ہے ابن الوقت کو

فرجۂ دولت سرائے دل نہایت تنگ ہے
وہ دریچہ بادشاہی در ہے ابن الوقت کو

ذکر میں شربت جو منہ بھر بھر کے آتا ہے خلا
جرعۂ شیرینی کوثر ہے ابن الوقت کو

رائگاں کھوتے نہیں حسرت زدہ ہوتے نہیں
ہر نفس سرمایۂ جوہر ہے ابن الوقت کو

ناظر نور تجلی ہیں کسی حالت میں ہوں
ذرہ ذرہ نیر اکبر ہے ابن الوقت کو

دیکھلو تسلیم نور حق بصیرت ہے اگر
دید میں ہر ایک شے منظر ہے ابن الوقت کو

ولہ

آشنا ذوق ہے محو دید کی لذت دیکھو
حق شناسوں میں جلوہ دم کی حلاوت دیکھو

دل جو ہم رنگ دوئی ہے ابھی یکرنگی سے
رنگ دیتی ہے خدا والوں کی صحبت دیکھو

کسی صورت کا نمونہ ہے نمایاں ہوگا
دل کے آئینہ میں تم اپنی شباہت دیکھو

تم عبث ڈھونڈتے پھرتے ہو خدا کو ہر جا
کون ہو پہلے تم اپنی تو حقیقت دیکھو

عرش تک جاتے ہیں اور آتے ہیں مانند نظر
اللہ اللہ یہ خدا والوں کی ہمت دیکھو

آئینہ خانہ میں کثرت کے بصیرت والو
صاف آتی ہے نظر صورت وحدت دیکھو

میں سمجھتا ہوں غضب کو بھی تمہارے رحمت
یہ وفا ہی یہ صفائی یہ محبت دیکھو

زندگی میں کرو اللہ سے الفت پیدا
الفت اس عالم دنیا کی ہے کلفت دیکھو

آؤ دل والوں میں گر آنکھ ہے تمکو تسلیم
حضرت دل ہیں کہ اللہ کی قدرت دیکھو

ولہ

تجلی میں کیا کیا تجلا ہے دیکھو
اسی نور کا یہ اُجالا ہے دیکھو

کہیں حسن کا اس کے چرچا ہی دیکھو
کہیں عشق کا اس کے شورغا ہی دیکھو

ہے پردے میں صورت صورت اُسکی
جو کانوں تو سنتے ہو کہتا وہی ہے،
یہ بے رونقی میں ہے رونق اُسکی،
شہادت ہو یا غیب لیے دیدہ الو
بنا اپنی صورت کا دیوانہ مجکو
شبیہ بشر میں شباہت ہے کسکی
... ہے تسلیم دل پر بشر کے

یہ سو رنگوں کیا کیا کرشمہ ہے دیکھو
جو تم کہہ رہے ہو وہ سنتا ہے دیکھو
ہر یک رنگ میں وہ چمکتا ہے دیکھو
وہ پنہاں ہے دیکھو وہ پیدا ہے دیکھو
دیا سر میں الفت کا سودا ہی دیکھو
یہ پتلے میں کیا کیا تماشا ہی دیکھو
وہی نقش چہرہ بہ اثنا ہی دیکھو

ولہ

نظر سے پھیر لیتے ہیں دلوں کو
تجلی الٰہی کا تماشا ہو
اُنہیں جب پیار آتا ہے زیادہ
مبارک وصل کی شب ہے کرو شکر
جو غم ہوگا تو دنیا ہی کا ہوگا
یہاں کا دور آنکھوں میں پھریگا
جو دل تھا لے چکے پھر بیدلی سے
بیاں کرتے ہیں عارف کے اشارے
دو دل تسلیم الفت سے ہی کر لیا

خدا نے دی ہے قدرت کاملوں کو
نصیب چشم ہے صاحبدلوں کو
جلاتے اور بھی ہیں دل جلوں کو
نہ لاؤ منھ پہ شکوؤں گلوں کو
عدن میں ذاکروں کو شاغلوں کو
کریں گے یاد جب ان محفلوں کو
ستاتے کیوں ہو جاناں بیدلوں کو
کہ یک نکتہ ہے کافی عاقلوں کو
سنبھالو تو ہو پوچھو دل ملوں کو

ولہ

تہنیت دیتا ہوں اللہ کے دیوانوں کو
کیا تجلی ہے کہ دل جس پہ فدا ہوتا ہے
رند حق کہتے ہیں ناحق نظر آتا ہے تمھیں

مژدہ پہنچاتا ہوں میخانہ کے مستانوں کو
شمع روشن ہے جلا دیتا ہوں پروانوں کو
زاہد وحق سے سنو بند کرو کانوں کو

دلکو پا لیتے ہیں ل د لوباں صحبت و اے
دید کا لطف ملا دم کے نگہبانوں کو

دور ہو دائرہ کون مکاں میں پیدا
ساقیا پھیر تو دے آنکھوں کے پیمانوں کو

مجھسے تسلیم وہ کچھ بات کریں ہانگر یہ
یک نظر لاکھ تسلی ہے پریشانوں کو

ولہ

نگہباں خدا ہے چلو سفر کو چلو
سفر وطن کا تب تو گر خوشی سے گھر کو چلو

سرا میں سو رہے آرام سے تو شب گزری
ہے وقت صبح کا جلدی کسو کمر کو چلو

ق

بہت ہے سخت جو دلکی ہے دوسری منزل
مقام پہلا ہے تم کشور نظر کو چلو

مقام روح میں تک جاؤ صورت برزخ
نہ تم اِدھر کو چلو اور نہ تم اُدھر کو چلو

کہ یہ مقام جلالی ہے لا اُبالی ہے
ہلاک ہو گے سفر میں نہ دو پہر کو چلو

عجب ہی رہتے ہو دنیا میں اجنبی بنکر
خدائی کسکی ہے دیکھو خدا کے گھر کو چلو

اگرچہ سخت ہے تسلیم راہ مولا ہی
خدا کا نام لو اور تھام لو جگر کو چلو

ولہ

آدمی ہستی سے اپنی جب تلک غافل نہو
لطف ہستی وجودِ ذاتِ حق حاصل نہو

زندگی کے خوش نتیجے حشر میں پیش آئیں گے
جیفۂ دنیا کے جانب دل اگر مائل نہو

بعد مرنے کے خدا کی گر حضوری چاہئے
زندگی میں یاد سے اللہ کے غافل نہو

دام و دد سے بھی اُسے بدتر سمجھنا چاہئے
جس بشر کو سر ہو سینہ ہو دماغ اور دل نہو

دید وجہ اللہ کی لذت ملے ممکن نہیں
جبتلک انساں عشق میں اللہ کے کامل نہو

نفسِ امّارہ کے قابو سے نہو گر دل الگ
راستہ اللہ کا تسلیم کچھ مشکل نہ ہو

ولہ

بے خبر ہوں نہیں خبر مجکو
نفع حاصل ہے یا ضرر مجکو

اپنے در کے سوا مرے مولا
گردشیں دے نہ در بدر مجکو

دیدۂ تر ہے اے مرے نظر کے نور — کوئی آتا نہیں نظر مجھکو
یاد آیا جو ماہ رو میرا — نیند آئی نہ رات بھر مجھکو
اڑ کے آتا میں تیرے کوچے میں — ہوتے گر یار بال و پر مجھکو
ثمرہ ذکر جس سے حاصل ہے — مل گیا دم کا وہ شجر مجھکو
تو نہیں تو نہیں وہ ہے وہی — کہا راوی معتبر مجھکو
گو ہے تسلیم خاک کا پتلا — مل گیا خاک میں گہر مجھکو

ولہ

الٰہی رکھ تو رحمت میں رسول اللہ کی امت کو — نگر تو دور سے سایہ دامانِ رحمت کو
بنی رکھ یا الٰہی امتِ احمد ﷺ کی عترت کو — ترقی دے ہمیشہ دین اور ایمان کی دولت کو
ترے محبوب کی امت سے رکھ تو دور یارب تا — بلا کو رنج کو آفت کو ماتم کو مصیبت کو
بلا کو دور رکھ رحمت سے یارب قول ہے تیرا — غضب اور قہر پر سبقت ہے تیری رحمت کو
ترا ارشاد ہے لا تقنطوا من رحمۃ اللہ — ہیں تکتے اہل معصیت سدا روئے رحمت کو
الٰہی حشر کے میداں میں تکتے رہیں ہم — تری رحمت کو اور حضرت محمد ﷺ کی شفاعت کو
پذیرا ہو دعا تسلیم عاصی کی [illegible] — نہ کر رسوا قیامت میں گنہگارانِ امت کو

ولہ

دل ہے شیدا رہِ حقیقت کی ہوس گر تجھکو — رکھ تو محفوظ کہ دیتا ہوں وہ گوہر تجھکو
ذکر خالق کا ہو مخلوق سے نیکی ہر حال — دو جہاں میں کرے اللہ مبشر تجھکو
یہ وہ جوہر ہیں کہ دُر جگ میں ہیں گرد لگی — سنگ ریزے نظر آئیں زر و گوہر تجھکو
تو مرا بھید ہے میں بھید ہوں تیرا پالے — کہا خالق نے بنا ذات کا مظہر تجھکو
راحت و رنج میں اللہ خوشی میں غم میں — یاد رکھ یاد ہے اللہ کی بہتر تجھکو
کہو تسلیم سے تو عرش کا طائر بن جا — ذکر کے فکر کے حق نے دئے دو پر تجھکو

ولہ

بنا آئینہ سب کو دیکھا جس میں رب کو
کبھی دیکھو عارض کبھی دیکھو کاکل
محبت سے بڑھکر تلطف سے بہتر
یہ نکتہ ہے باریک ہر خیر و شر میں
محبت میں تسلیم جانے نہ دو ہم

بنا آئینہ رب کو دیکھا جس میں سب کو
نہ غفلت میں کھو رائگاں روز و شب کو
سمجھتے ہیں ہم آشنا کے غضب کو
مسبب کو دیکھو نہ دیکھو سبب کو
وفا کو صفا کو حیا کو ادب کو

ولہ

جو کچھ ہے تو ہم ہے تیرے نہیں ہستی کسی شے کو
ہے چو نیت میں مثل کن کلام آشنا بجوان
محبت راہ حسن اور حسن راہ کشور دل ہے
میں وہ کشورستان ملک درویشی ہوں دنیا میں
رہیں یکتا نو شین و نزات تسلیم آشنا بن کر

نہ ساقی کو نہ مینا کو نہ میخانہ کو نے مے کو
بنایا مظہر صوت احدنائی کو اور نے کو
تماشا کرتا ہوں ہر قافیہ تو بیچے دریدہ اسی پے کو
نہ لوں گر مفت بھی ملتا ملک خرم اور دے کو
کیا ہوں نہ تھا پابوسی سے مرشد کے میں پے کو

ولہ

اگر خدا کی طلب میں تم ہو تو اپنی آنکھوں کے گھر میں گم ہو
نظر میں گم ہو نظر میں گم ہو نظر میں گم ہو نظر میں گم ہو
اگر میں دل گم جو ہو تو بس ہے خدا کے ملنے کی گر ہوس ہے
نہ سرد میں گم نہ گرم میں گم نہ خشک میں گم نہ تر میں گم ہو
تو سیر عالم کی کرو لیکن رہو تو دل کی گلی میں ساکن
نہ شہر میں گم نہ دھر میں گم نہ بحر میں گم نہ بر میں گم ہو
اے مری پیاری نگاہ سن رکھ۔ خیالِ تخم اپنے دل میں جن رکھ
نہ شاخ میں گم نہ برگ میں گم نہ بار میں گم نہ بر میں گم ہو

ہوا جو بارگاہِ عشق کا قسمت سے وابستہ
نہو وارستہ دامِ فکر سے دل باخدا بستہ
ہے نازیبا جواں مردوں کو آرائش و زینت
کلید دیدبازی گردشیں کرتی ہیں پھرو
دو عالم کی کشایش بسطِ یک ساعت میں دیکھی
ہے یہ یک طائر قدسی نہ سمجھو اسکو نم وحشی
زباں ناآشنا کیونکر نہ ہو شکر و شکایت سے

رہا اس پردہ کا شانۂ حرص میں وابستہ
ہے مرغِ جانِ عارف رشتۂ وحدت سے پابستہ
اسیرِ سرشت ہوجاتا ہے خود دستِ حنابستہ
مگر کھولی نہیں قفلِ درِ چشم حیابستہ
رہا دل قبض کی حالت میں گریہ سالہا بستہ
قفس میں تن کے مرغِ روح رہتا ہی ہوا پابستہ
کہ ہیں سررشتۂ تسلیم سے اہلِ رضا بستہ

ولہ

تماشا روح کا اے دیدہ تن میں آ اور دیکھ
اگر ہو روح کو وادید میں بیک روحی
فرشتے نزع میں کھینچے ہیں روحِ عارف سے
غرورِ نفس کو زاہد جو زہد میں ہے ترے
خدا ہے آپ مددگار بھولے بھالوں کا
نیاز مند ہوں نازانہ گفتگو میری
مزا ہے راحتِ باطن کا عشق میں تسلیم

بہار آئی ہے بلبل چمن میں آ اور دیکھ
تجلیاتِ مثالی کفن میں آ اور دیکھ
محبت اہلِ وطن کی وطن میں آ اور دیکھ
لباسِ رندی نخوت شکن میں آ اور دیکھ
مزہ ہے جینے کا دیوانے بن میں آ اور دیکھ
زبانِ یار تو میرے دہن میں آ اور دیکھ
تو آب دیدۂ ناوک فگن میں آ اور دیکھ

ولہ

جبتک نہ ہو یقین اجابت خدا کے ساتھ
دنیا بھی انکی نیک ہے اور عاقبت بھی نیک
کیا خوش نصیب ہیں کہ یہ کلفت سرا سے ہم
اس خوف سے کہ راہِ نظر سے نہ چوک جائیں
یک جان کیا ہزار بھی ہوں تو فدا کریں

کیونکر دعا بشر کی ملے مدعا کے ساتھ
کرتے ہیں زندگی جو خدا کی رضا کے ساتھ
جائیں خدا کے پاس ولی اصفیا کے ساتھ
ہم انکے ساتھ رہتے ہیں اور دل خدا کے ساتھ
تسلیم گر ہو بندوں کو الفت خدا کے ساتھ

قصیدہ نعتیہ

یارب ہے مرے دل میں تمنائے مدینہ — جاگیر جگر میں ہے مرے جائے مدینہ

کیا غیرتِ فردوس ہے صحرائے مدینہ — ہے عرش سے خوش فرش معلائے مدینہ

ہو باغ ارم کی نہ کبھی پریوں کو پروا — یک چشم اگر دیکھیں تماشائے مدینہ

حوروں کو بھی فردوس میں حسرت ہو جو دیکھیں — یہ وسعتِ میدانِ مصفائے مدینہ

دیدار خدا دیکھوں اسی روز جو دیکھوں — دیدار شہ انجمن آرائے مدینہ

ہے اس کی دوا روئے بیماریٔ عصیاں — فیضِ نفسِ پاک مسیحائے مدینہ

بازار دو عالم میں ہر اک جنس بشر کو — ہر سود سے بڑھ سود ہے سودائے مدینہ

نعم البدلِ خواہشِ دیدار خدا ہو — دیکھوں جو رخِ شاہد رعنائے مدینہ

غالب ہے کہ غش کھا کے گروں شوق کے مارے — دو تین قدم آگے جو رہ جائے مدینہ

ہوگا کوئی دن عمر کا یارب مرے ایسا — مر جاؤں تو مدفن مرا ہو جائے مدینہ

ہر چند گنہگار ہوں پر خوف نہیں کچھ — مولا مرا محشر میں ہے مولائے مدینہ

تسلیم دعا ہے تو یہی ہے کہ جیتے جی — یکبار خدا آنکھوں سے دکھلائے مدینہ

مربع در ذکر حق

اللہ و اللہ اللہ و اللہ — پہلی ہے منزل سیر الی اللہ

من بعد اسکے ہے سیر فی اللہ — الحمد للہ والشکر للہ

پہلے دلوں کو تم صاف کر لو — پھر خیر و شر میں انصاف کر لو

نیک اپنے دل کے اوصاف کر لو — یا ایہا الکرام فضلٌ من اللہ

درگاہِ حق ہے عالی معالی — واں جلوہ گر ہے نورِ جلالی

دیکھو گے جب تم وہ لا ابالی
گر تم خودی سے بیخود رہو گے
بس آشنا تم صاحب کے ہو گے
دل سے بھلا کام لیتے رہو تم
اللہ کا نام لیتے رہو تم
کیا ابتدا میں کیا انتہا میں
سب میں خدا ہے سب ہیں خدا میں
ہے نفس دشمن دھوکا نہ کھاؤ
ذکر خدا میں خوشیاں مناؤ
رنجور دل سے ہشیار رہو تم
جا کر لحد میں راحت سے سو تم
نا آشنائی سے غیرت میں
ڈوبا ہوا ہے گو معصیت میں

[illegible] من خشیۃ اللہ
[illegible] اسکا [illegible]
کلا ریب فیہ واللہ ذو اللہ
رحمت کا انعام لیتے رہو تم
جاءکم علیکم فضل من اللہ
جو کچھ ہے حق ہے اور سب ہے لا میرا
لا ما سوی اللہ الا ھو اللہ
دنیا ہے یا ہو سمجھے نہ چاہو
راحت نہیں ہے فی ما سوی اللہ
بیمار داری دل کی کرو تم
کونوا مبشر من ذریت اللہ
تسلیم گم ہو تو غیبت میں
مایوس مت ہو من رحمت اللہ

مثلث در ذکر حق

ھو اللہ اللہ اللہ اللہ
علی کل حال فقل حسبی اللہ

خدا ایک ہے لاشریک اور واحد
کہو جسم ہے کلمہ شہادت کا شاہد
رکھے شرک سے ہم کو محفوظ اللہ

ہر یک شے سے پیدا ہے جلوہ خدا کا
جو خالق ہے پھر ابتدا انتہا کا

ہے باقی خدا اور فانی سوا اللہ

ہے باطن وہی اور ظاہر وہی ہے ہے اول وہی اور آخر وہی ہے
حقیقت میں فانی ہے سب ماسوا اللہ

اسی کا ہے جلوہ اسی کا ہے عالم کہاں کے کدھر کے بھلا کون تم ہم
ہے سیر من اللہ الی اللہ و فی اللہ

اگر امر سے اس کے ہوتا ہے واقف اٹھا ہاتھ شکر و شکایت سے عارف
اگر خیر ہے شر ہے الحکم للہ

قل الروح من امر ربی جو بولا تو پردہ میں پردہ حقیقت کا کھولا
صدا ہے ہر یک شے سے انی انا اللہ

عیاں میں وہی ہے نہاں میں وہی ہے نہیں دوسرا دو جہاں میں وہی ہے
ہر یک ذرہ ذرہ میں ہے نور اللہ

کہیں دیکھتا اور دکھتا کہیں ہے کہیں بیچتا اور بکتا کہیں ہے
لکل النسب ما یشاء یفعل اللہ

خدا میں ہیں سب اور سب میں خدا ہے یہ اس سے جدا وہ نہ اس سے جدا ہے
ھو اللہ مع الکل کل مع اللہ

کہیں آپ مشہود و شاہد کہیں ہے کہیں آپ محمود و حامد کہیں ہے
یہاں بھی ہے اللہ وہاں بھی ہے اللہ

کہیں آپ مجنوں ہے لیلیٰ کہیں ہے کہیں آپ وامق ہے عذرا کہیں ہے
ہے بس عاشق اللہ معشوق اللہ

محبت کا ساماں کہیں باندھتا ہے کہیں وصل دیتا کہیں اندھتا ہے
عجب بھید ہے اسکا واللہ فواللہ

ہر یک شے میں جلوہ عیاں آں کا ہے — منزہ طرفہ دلبر کے دیدار کا ہے
وَمِنْ کُلِّ شَیٍ فَارْجِعْ اِلَی اللّٰہ

موحد وہی جو حقیقت کو پائے — جو عارف کہلائے اگر شرک لائے
علٰے حَالِہٖ قَالَہٗ لَعْنَۃُ اللّٰہ

کسیکی عداوت سے رنجیدہ ہونا — کسیکی محبت سے خندیدہ ہونا
نہیں کام عارف کا استغفراللہ

ہر یک وقت ہر جائے ہر شے سے عارف — ظہور تجلی حق سے ہو واقف
ھِیَ الْقَلْبُ اِنَّمَا یَسَعُ کُلَّ مَعَ اللّٰہ

وہ معبود میرا وہ مقصود میرا — وہ مسجود میرا وہ محمود میرا
میں ناچیز کیا چیز ہوں اللہ اللہ

اگر کوئی دشمن ہو یا دوست میرا — مگر شغل دل ہے ہمہ اوست میرا
بھلائی برائی ہے سب جانب اللہ

بہر حال ہے میرا مطلب اُسی سے — مرا کام ہے روز و شب سب اسی سے
ہر اک حال میں میرا والی ہے اللہ

کبھی قبض ہے اور کبھی بسط طاری — نہیں ایک حالت یہ حالت ہماری
ہے ارشاد حضرت کا بس لِی مَعَ اللّٰہ

اگرچہ مکاں لامکاں میں وہی ہے — نشاں میں وہی بے نشاں میں وہی ہے
مگر بے مرشد نہ حاصل حضور اللہ

اگر غم ہو آفت ہو صابر ہو سالک — بہر حال صاحب کا ذاکر ہو سالک
بِکُلِّ الْمَصَائِبِ فَقُلْ اِنَّا لِلّٰہ

گنہگار میں ہوں تو غفار تو ہے — بہر عیب سے میں ہوں ستار تو ہے

مجھے یاس کیونکر ہو من ترحمت (؟)
ہوا ختم جب ذکر خلاق اکبر
کہا دل نے تسلیم کو بارک اللہ

ردیف یا

قصیدۂ نعتیہ

ہے کلام اللہ فصاحت آپکی — لامکاں تک ہے بلاغت آپکی
ہے دو عالم میں رسالت آپ کی — دین و دنیا میں ہے شوکت آپکی
ہے اگر شوکت تو شوکت آپ کی — ہے اگر عزت تو عزت آپکی
آنکھ جھپکاتی ہے اچھی چیز پر — کیوں نہ دیکھوں پاک صورت آپکی
اک زمانہ مجھسے پھر جائے تو کیا — پر نہ پھر جائے طبیعت آپکی
ہیں سلاطیں آپ کے در کے گدا — فقر اور فاقہ ہے دولت آپکی
اللہ اللہ کرکے دم کھاتا ہوں میں — دیکھتا ہوں جب شباہت آپکی
گر خدائی آپ کو چاہے تو کیا — ہے خدا کو بھی تو چاہت آپکی
آپ جب ہیں رحمۃ للعلمین — ہم کو کافی ہے شفاعت آپکی
جسکو بخشیں آپ بخشے گا خدا — رحمت خالق ہے رحمت آپکی
جائیں گر دوزخ میں اہل معصیت — واسطے کسکے ہے رحمت آپکی
پنج وقتہ عرش پر اور فرش پر — دیکھئے بجتی ہے نوبت آپکی
اپنی امت میں نہ کر لیجے شریک — انبیا کو ہے شکایت آپکی

ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا قرص قمر — ہیبت اللہ کی ہے ہیبت آپکی

یا رسول اللہ مدد کا وقت ہے — ہے پریشانی میں امت آپ کی

کیوں نہ حامی ہوں کہ پاس اللہ کے — ہے بزرگی بے نہایت آپ کی

ق

دلعنوں کو دی جہنم سے نجات — یا رسول اللہ نکہت آپ کی

یعنے ملتے تھے پسینہ آپ کا — جس میں تھی خوشبوئے رحمت آپکی

کیوں نہو تسلیم کل کی مغفرت — بخشوانے کی ہے عادت آپکی

ولہ

یاد میں جب تم فنا ہوگے بقا بن جاؤگے — ذکر وہ شے ہے کہ مذکور خدا بن جاؤگے

ذکر میں تم محو ہو اور ذات میں ہو جاؤ گم — جیسا پانی دودھ میں ٹپکو تو کیا بن جاؤگے

موج دریا جب الٰہی پانی میں پانی ہو گئی — آشنا میں جب ملوگے آشنا بن جاؤگے

جو نمک میں چیز ملتی ہے وہ ہوتی ہے نمک — جا ملو روشن چراغوں سے تو ضیا بن جاؤگے

دم کی بوٹی جب کہرل میں لگے مسی جائیگی — دید آتش ہے کہ تانبے سے طلا بن جاؤگے

نیستی ہستی خالص ہے ہوس ہے گر تمھیں — خاک ہو جاؤ تو خود ہی کیمیا بن جاؤگے

اے جناب عشق بیماری مری خود آپ ہو — رفتہ رفتہ آپ ہی میری دوا بن جاؤگے

برق دیدار الٰہی سے بچوگے تم اگر — آنکھ میں خاک تک کے توتیا بن جاؤگے

بادشاہوں سے کہو تسلیم یہ دولت ہے وہ — گر ملے تم کو نصیبوں سے گدا بن جاؤگے

ولہ

کیا قہر ہے ناز ستم انداز میں ان کے — اللہ کی قدرت ہے چھپی ناز میں ان کے

ہے اور کرشمہ ستم ناز میں ان کے — حیرت ہے مسیحا کو بھی اعجاز میں ان کے

ہنستے میں ادھر ہیں تو ادھر روتی ہیں آنکھیں — کیا جانئے کیا بات ہے انداز میں ان کے

آنکھیں ملک الموت ہوئیں رنج میں مسیحا — آتا نظر انجام ہے آغاز میں ان کے

یک بات میں تسلیم ہو زندہ دل مردہ
اعجازِ مسیحائی ہے آواز میں اُن کے

ولہ

دنیا میں کبھی دولتِ عقبیٰ نہیں ملتی
اور عالمِ عقبیٰ میں یہ دنیا نہیں ملتی

دیتا ہے تو بے مانگے زمانہ کی مرادیں
کیا میری مراد اسے مرے مولا نہیں ملتی

محشر میں جزا ہو کہ سزا عدل خدا سے
اعمال سے ملتی ہے تو بیجا نہیں ملتی

گو لاکھ کریں فکر کسی چیز کی لیکن
تقدیر سے کم اور زیادہ نہیں ملتی

ممکن نہیں تسلیم کہ وہ درد نکل جائے
جس درد سے تشخیص مسیحا نہیں ملتی

ولہ

مشتاق وہی لوگ ہیں دیدار خدا کے
سرمست جو ہیں ساغر بزمِ عرفا کے

دنیا کی حلاوت کو بہت یاد کریں گے
جنت میں وہی لوگ جو ذاکر تھے خدا کے

طب اپنی طبیبوں سے کہو طاق میں رکھیں
بیمار محبت نہیں محتاج دوا کے

افلاک بھی گر ٹوٹ پڑیں سر پہ ہمارے
شکوے نہ کرینگے کبھی ہم اُنکی جفا کے

مرضی پہ خدا کے جو یہاں بیٹھے ہیں تسلیم
پابند وہی لوگ ہیں تسلیم و رضا کے

ولہ

حق کا ارشاد ہے تو اپنے کو پہلے پالے
بعد ہمکو کیونہی پاتے ہیں پانے والے

پاک غفلت سے تو کر دل کہ نہیں کچھ کھٹکا
جب تلک دور نہوں آنکھوں سے بھولے جانے والے

وہ نکلتا نہیں پھر دل مرا کیونکر نکلے
چاند کو ایک ہے ہالہ یہاں سو ہالے

رنج تجھسے ہے تو ہے کام اسی سے تجکو
یار کو اپنے کسیطرح سے تو سمجھالے

بارشِ ابر ہے یا ریزشِ دریا تسلیم
ایک نالے سے جہاں بہتے ہیں صدہا نالے

ولہ

ماسوا اللہ سب اضافی ہے
میرے صاحب کا نام کافی ہے

اشک ریزی ندامت اور توبہ معصیت کی یہی تلافی ہے
ہم کریں جرم وہ کرے رحمت کس قدر جرم کی معافی ہے
عفو کرنا خطا عطا کے ساتھ مقتضا سے مزاج صافی ہے
شانہ کھلتا ہے زلف سے تسلیم شعر گوئی بھی موشگافی ہے

ولہ

راحت نہیں پایا کوئی دنیائے دنی سے شاہوں سے فقیروں سے غیوروں سے غنی سے
دولت ہو ریاست ہو مگر لاش کے ہمراہ دنیا سے زیادہ نہیں جاتا کفنی سے
کیسا ہی گنہگار ہو بخشے گا وہ صاحب پر دور رہو شرک سے اور دل شکنی سے
دو مانگنے والے کو اگر ہو تو - وگرنہ دل خوش تو کرو نرمی سے شیریں سخنی سے
دل کھلنے میں بیدار ہی جوں غنچے چمن میں کھل جاتے ہیں کچھ کلی ہیں نسیم چمنی سے
ہشیار رہو نفس کے قابو سے وہ سفاک غارت ہے کیا قافلوں کو راہ زنی سے
اللہ جو چاہے سو کرے چپ رہو تسلیم توبہ کرو اندیشۂ مائی و منی سے

ولہ

مژگاں کی نوک اور ہے یہ تیر اور ہے ابرو کی جھوک اور ہے شمشیر اور ہے
ہو پست یا بلند صدا کچھ نہیں جدا بم گرچہ اور زار کو ہے زیر اور ہے
کیوں جان مارتے ہو ریاضت میں زاہدو مرنے کے آگے مرنے کی تدبیر اور ہے
نسخہ نہ لکھ طبیب یہ تپ کی دوا ہے دید قرص تجلی اور تباشیر اور ہے
یہ مر کے چھوٹیں وہ رہیں محشر میں بھی اسیر جولانہ اور زلف کی زنجیر اور ہے
تسلیم گرچہ اہل سخن کم نہیں مگر صاحب دلوں کے شعر میں تاثیر اور ہے

ولہ

جو وہ نور احمد فخر عرب ہے احمد چالیس میں ستر میں رب ہے

[illegible] / [illegible] کب ہے

اگر ہے شوق یک جا کر دیکھے / احد احمد میں کرشمۂ عجب ہے

ادب ناحق شناسوں کا ہے بیجا / کہ احمد حق ہے رب حق یہ ادب ہے

عرب احمد سے مع کو دور کر دیکھ / احد احمد ہے یا رب عرب ہے

محبت ہے رسول اللہ کی فرض / خدا سے آشنائی مستحب ہے

لبوں سے دور نام اللہ کا ہے / مگر نام محمدؐ لب بلب ہے

خدا کا رحم ہے حضرت کی رحمت / غضب حضرت کا اللہ کا غضب ہے

[illegible] احدیت میں مخل تسلیم / ہے وحدت بس۔ اگر تجھکو طلب ہے

ولہ

[illegible] / [illegible] لذت طیر کی

[illegible] اللہ کا جلوہ ہی ایک / واں نہیں پردہ احرم اور دیر کی

ماسوا اللہ اور اللہ عکس و شخص / ایک ہی حالت ہے عین اور غیر کی

جوں قلم مجبور ہے کاتب کے ہاتھ / کیفیت کیا کہیئے شر اور خیر کی

گر نہیں نقطہ۔ عدد دو تو میں ایک / گو ہے برزخ اور سر اور سیر کی

غیر کے لشکر کو دم میں شکست دے / ہے منے الا اللہ کی جب فیر کی

صلح کل سے ہوگیا تسلیم رام / نفس میں گرچہ ہے عادت بیر کی

ولہ

گر مجھے شوکت دنیا کی تمنا ہوتی / دیکھتے لوگ کہ کیا کیا مری دنیا ہوتی

جوش الفت سے جو سینہ نہ بھر آتا میرا / چشم کیوں حسرت طغیانی دریا ہوتی

طور ہوتا نہ اگر تشنۂ برق دیدار / چشم کی گردم کی نہ منزل گہ سرا ہوتی

طرفۃ العین میں ہم اور ہی کچھ ہو جاتے / ماسوا اللہ سے اگر فکر [illegible] ہوتی

تا بعد وگئی مری بیگانوں میں گنتی
مجکو تسلیم اگر خواہش عقبےٰ ہوتی

ولہ

جب سنتے ہیں وہ فریاد مری پر نہیں سنتے
سنتے بھی ہیں تو کان لگا کر نہیں سنتے
جب کہتا ہوں دلبر مری کہو مگر نہیں سنتے
کہتے ہیں کہ دلبر ہیں تو دل بھر نہیں سنتے
وزدیدہ دلی سے کبھی کہنے کو ہمارے
رو کر نہیں سنتے کبھی ہنسکر نہیں سنتے
حکام جو اس وقت ہیں وہ بندۂ زر ہیں
محتاجوں کی فریاد بھی بے زر نہیں سنتے
وہ سب کی ثنا کرتے ہیں تسلیم ہماری
سنتے نہیں جو کہیے تو سمجھا کر نہیں سنتے

ولہ

دل تڑپتا ہے دلربا کے لئے
جیسا گرمی زدہ ہوا کے لئے
بد دعا سے گلے سے باز آؤ
ہے زباں شکر اور دعا کیلئے
رات دن کر دعا کہ دستِ دعا
ہے سپر نیزۂ قضا کے لئے
ہوں خطا دار یا رسول اللہ
رحم فرمائیے خدا کے لئے
کام آئے گا آخرت میں وہی
کام خالص جو ہے خدا کے لئے
مال کیا مفت ہے اگر دیدے
آشنا جان آشنا کے لئے
بے ریا ہو گناہ کر تسلیم
پر عبادت نہ کر ریا کے لئے

ولہ

خدا کو فکر ہے خود اپنے کارخانے کی
ہم اپنی فکر کریں یا کریں زمانے کی
خدا کا شکر وہ دریا سے پار اترے ہم
خبر اڑی تھی ابھی جسکے ڈوب جانے کی
یہ چکنی چپڑی باتوں سے باز آؤ تم
کرو تو فکر کرو دوستی نبھانے کی
ہمارے قابو میں افسوس گر اجل ہوتی
تو فکر کرتے تمہارے بلا سے پہلے جانے کی
مگر سنا ہوں کہ الموت بغتۃً یاتی
اگر ہے یہ تو فکر تو کسب نیکی کریں کچھ کمانے کی

ف

دیکھنے میں دیکھنے میں فرق ہے
دید کے عالم کا عالم اور ہے

فی المعانی ہے سلوکِ راہِ دل
دید گرچہ اور ہے وہم اور ہے

ہے صدا میں فی المعانی اتفاق
ظاہر از زیر اور گو بم اور ہے

ہیں مشبہ گرچہ ابرو اور ہلال
لیک یہ خم اور وہ خم اور ہے

ہے سمجھ کا پھیر زہد و عشق میں
کیونکہ محرم وہم اور محرم اور ہے

ذات کی تاثیر ساری جانئے
گو کہ تریاک اور ہے سم اور ہے

زندگی میں بندگی کے ماسوا
فکر اے تسلیم آہم اور ہے

ولہ

سرائے تن نہیں رہنے سے خالی
نہیں جب خشت اور چونے سے خالی

مثالِ آئینہ شفاف ہوگا
اگر ہو جائے دل کینے سے خالی

وہ خود بیں ہیں کہ جنکی پاک صورت
نہیں رہتی ہے آئینے سے خالی

یہ کب پیوند ہوگا بخیہ دوزو
مرا چاکِ جگر سینے سے خالی

جگر کو چھیڑ کر جاتا ہی کب ہے
ترا تیرِ نظر سینے سے خالی

ہو کب تسلیم اسکو خوفِ شنبہ
نہو جو درس آدینے سے خالی

ولہ

خود بخود واقف شہادت کے ہوا اسرار سے
جو ہوا بیگانہ اپنے سے یگانہ یار سے

نافعِ توحید باری ہے خیال دو جہاں
غیر ممکن ہے حصول عینیت اغیار سے

ناقص کامل ہی۔ کامل صحبتِ کامل سے ہو
ذکر جاری تھا انا الحق کا زبانِ دار سے

جو نظر میں گم ہوا محوِ حقیقت ہو گیا
دید اپنی بھی نہیں کم یار کے دیدار سے

بے مشقت وارثِ گنجینۂ رحمت ہوا
جو بھرا دامن کو آنسو کے دُرِ شہوار سے

دلکو راحت انکی آنکھوں سے نہیں ملتی کبھی
ناز برداری نہو بیمار کی بیمار سے

ہے مجھے تسلیم جانان کی رضا جوئی سے کام
شکر اور شکوہ نہیں انکار اور اقرار سے

ولہ

اوروں پہ گرچہ انکو بہت التفات ہے
مجھ پر خفا جو رہتے ہیں یہ اور بات ہے

مثل حباب خارج پیوند ذات ہے
جو کوئی اشنائے محیط صفات ہے

خواہ انکی تلخ بات ہے یا میٹھی بات ہے
جانان کی بات بات میں لطف نبات ہے

افسوس باتوں باتوں میں ہوتا ہی خاتمہ
عمر دوروزہ دیکھئے کیا بے ثبات ہے

جیسے خدا کو بھول کے بیٹھے ہو غافلو
اپنے کو بھول جاؤ تو کیا اچھی بات ہے

ہے آرزو کہ نزع ہو اور اسکی دید ہو
مرنا مشاہدہ میں نشان حیات ہے

مخلوق تجکو خیر برا یا بھلا کہے
تسلیم خاتمہ ترا خالق کے ہات ہے

ولہ

نیستی میں اپنی ہستی کا تماشا دیکھئے
بیخودی میں خود پرستی کا تماشا دیکھئے

دم کے آنے اور جانے پر کہاں ہے ثبت دل
پھر بلندی اور پستی کا تماشا دیکھئے

دید کے مقتل میں جب حاضر دلوں کی فوج ہو
تیغ [illegible] تی کا تماشا دیکھئے

درد دل حاصل ہو گر تجکو کسیکی [illegible]
پھر تو اپنی [illegible] کا تماشا دیکھئے

بزم ہستی میں سینوں [illegible]
دید کے [illegible] کا تماشا دیکھئے

[illegible]
وحشت [illegible] کا تماشا دیکھئے

ولہ

دل کو [illegible]
[illegible] شرار کی

دکھتا غبار کاسہ دماغ آسمان [illegible]
[illegible] سودا کی

کل پر [illegible] آج جو گرا ہے [illegible]
بنیاد ہے [illegible] کی

ہر ہر نفس سے آہ کے شعلے نکلتے [illegible]
سوزش کہوں [illegible] کی

کھل جائے کیوں نہ حال مری گلعذار کا
آمد اگر ادھر ہو نسیم بہار کی

دوران سر ہے درد جگر یا ہیں اور سراس
صحت ہی ہے دلکو نہیں تن جان کی

دنیا سے جگہ یار کے دید کے سوا
تسلیم کچھ نہیں ہوس کا دنیا کی

ولہ

بتلائیں فرشتوں کو ہوا بال ہمارے
ہاتھ آئے اگر دامن تمثال ہمارے

اڑتے تھے کبھی عرش پہ اب اٹھ نہیں سکتے
کیا ہوگئے یارب وہ پر و بال ہمارے

یہاں چھپ کے گنہ کرتے ہیں اسوقت ہو کیا فکر
جب ہاتھ میں ہوں نامۂ اعمال ہمارے

بخشش کی لیاقت تری رحمت کو ہے یارب
گو قابل بخشش نہیں افعال ہمارے

یکرو زمیں دلبر سے رضاجوئی کا نکتہ
پوچھا تو کہا کہنے کو مت ٹال ہمارے

بے عشق کے ملنے کی جو رکھتے ہیں تمنا
پا سکتے ہیں کب بھید کو دلال ہمارے

تسلیم وہ ہوتے ہیں دعالم سرافراز
جو سر کو کیا کرتے ہیں پامال ہمارے

ولہ

گردش کو آسماں کے نہ دیر و درنگ ہے
کیا کیا کریں کہ کام بہت وقت تنگ ہے

دنیا سے دور بھاگ کہ یہ قحبۂ شریر
ہے زال دیر سال مگر شوخ و شنگ ہے

کھاؤ نہ کھاؤ دیر نہ رکھو اعتماد نفس
خشکی میں یہ پلنگ تری میں نہنگ ہے

ہوگی اسکو صلح ہر یک نیک و بد کے ساتھ
جسکو کہ اپنے نفس سے و بزات جنگ ہے

عزلت بھلی ہے آپ بھلے آشنا بھلا
تسلیم اس زمانہ کا نقشہ دو رنگ ہے

ولہ

لے خبر جلد مسیحا میری
دیکھ حالت ہوئی ہے کیا میری

جب تلک رحم نہ آئے ان کو
بر نہیں آتی تمنا میری

نیکیاں ان کی ملینگی مجھ کو
جو بدی کرتے ہیں ہرجا میری

کون پوچھے گا دو عالم میں مجھے
جب ہو صاحب کو ابھی رکا دشت بیدا
نہیں تسلیم مجھے اپنی خبر

جب نہیں یار کو پروا میری
آبرو کھوئے رہی کیا میری
کون ہوں کیا ہوں کہوں کیا میری

ولہ

مجھے کسی سے نہیں التجا خدا سے ہے
قسم ہے قید دو عالم سے ہو گیا آزاد
دلوں سے ملتے ہیں آنکھوں سے باتیں کرتے ہیں
بھلائی اور برائی سے ہمکو کام نہیں
میں کسکا شکر کروں اور کروں گلا کسکا

یہ آجکل سے نہیں ربط ابتدا سے ہے
جو پابرشتۂ زلف رسا وفا سے ہے
ظہور عشق خدا جانے کس بلا سے ہے
ہمیں تو کام فقط اپنے آشنا سے ہے
مرا معاملہ تسلیم اور رضا سے ہے

ولہ

عشق میں بنیاد نخوت کی اکھاڑا چاہیئے
گرچہ انجام محبت راحت و آرام ہے
اشک کے قاصد نے مردم کو یہ دی آکر خبر
قطرہ گوہر ہو گیا دریافت گوہر تک ہے
فصل گل کی آتی ہے تسلیم پے در پے خبر

یار کے کوچہ میں اپنا پاؤں گاڑا چاہیئے
لیکن اے دل زندگی اپنی بگاڑا چاہیئے
بارگاہِ عشق کو پلکوں سے جھاڑا چاہیئے
رمز وحدت کا اسی نکتہ سے تاڑا چاہیئے
پھر نئے سر سے گریباں اپنا پھاڑا چاہیئے

ولہ

خود شناسی کا خدا جانے کہ رتبہ کیا ہے
ہاتھ اٹھا دیں تو فلک پاؤں کے نیچے آجائے
ہم وہ آزاد ہیں دنیا کو بھی کر دیں آزاد
غنچہ باندھے ہیں قبا کے خدا خیر کرے
لن ترانی نہ زباں پر نہ ترانی لب پر

طفل مکتب ہے تو زاہد ابھی سمجھا کیا ہے
کہو زاہد سے کہ درویشوں کو سمجھا کیا ہے
لاکھ دنیا ہو تو آزادوں کو پروا کیا ہے
اس شگوفہ کا گل اب دیکھیے کھلتا کیا ہے
دم بخود کیوں ہیں کہو آپکا منشا کیا ہے

خارِ دل دامنِ جاناں میں تو اٹکا ہی رہا
پھر کھٹکا ہٹ جو پہلو میں یہ کھٹکا کیا ہے
رحم تسلیم یہ کرتے ہو جو عادت کے خلاف
کوئی ظلم اور نیا آپ نے سوچا کیا ہے

ولہ

جیتے مرجائیں تو پھر [illegible] کا دھوکا کیا ہے
ہیں اندیشوں کو اندیشۂ فردا کیا ہے
اپنی ہستی سے تو ہم آپ بدل بیٹھے ہیں
اے فلک ہم یہ تو آنکھوں کو بدلتا کیا ہے
جب تم آزاد ہوئے تمکو خدا ہے کافی
خرقہ پوشو تمھیں دنیا کا بکھیڑا کیا ہے
دھوکے دھوکے میں ہوا کھاؤ کے غافل ہو
دم کی بنیاد ہوا پر ہے بھروسا کیا ہے
آج کرنا ہے سو کر لو نہ رکھو کل کی امید
زندگی تھوڑی ہے جینے کا بھروسا کیا ہے
حرم و دیر کی تعمیر سے زاہد اب تک
کچھ بھی کھلتا نہیں بس یار کا نقشا کیا ہے
عبد اور رب کی معیت ہے مجازی تسلیم
دائرہ ہو تو دوئی اور تمثلا کیا ہے

ولہ

ہم میں تو ہے خلل یہی وہ ہے تو ہے عمل یہی
نفس ہے بدل یہی ذات ہے مستقل یہی
باغ یہی ہے گل یہی تاک یہی ہے مُل یہی
جزو یہی ہے کل یہی دشت یہی جبل یہی
مہرِ سکوت لب پہ ہو دل کی نظر ادیب ہو
چشمِ صفائی رب پہ دیجا ہے ادب یہی
تس سے ملا دو لیم کو دیکھو دل تسلیم کو
چہرہ پہ کھینچو [illegible] غافلو [illegible] عمل یہی

ولہ

جلوہ ہر اک شے کا دنیا میں برائے دید ہے
عالم دنیا نہیں [illegible] سراسر دید ہے
پہلے صورت یار کی ہو بعد اپنی آنکھ سب
ابتدائی دید وہ یہ انتہائے دید ہے
بعد مرنے کے سوا حسرت کے کچھ حاصل نہیں
جبتک انساں ہیں دم ہے بس بقائے دید ہے
دید کے خنجر سے میں مارا گیا تو کیا ہوا
دید میرے آشنا کی خوں بہائے دید ہے
دید سے دید اور دل سے دل ملا یکدم کبھی
پھر حلاوت پر حلاوت ماورائے دید ہے

آدمی ہے وید باقی یوسف مولانا کا قول
جسطرف دیکھو نظر آتی ہے صورت یار کی

سے کچھ [illegible] تو سمجھو یہ ماجرا لت و [illegible]
[illegible]

ولہ

وہ روش نازانہ اتر بام سے آتے آتے
ہو گئی [illegible] نام سے آتے آتے

ابتدائی سفر اچھا تھا برا انجام میں ہم
آئے [illegible] سے آتے آتے

اے نسیم چمن آنا ہوا ادھر جب تیرا
[illegible] نام سے کام سے آتے آتے

وقت آنے کے جو کہلائے ظلوم و جہول
نامزد ہو گئے کس نام سے آتے آتے

ابھی تسلیم ہوا کھائے نہ تھی دنیا کی
ہوئے بدنام ہیں کس نام سے آتے آتے

ولہ

راستہ بند ہے تو جسا و کہلا جاتا ہے
ٹھیر جا اے دل دیوانہ تو کیا جاتا ہے

گرچہ ہر ایک عبادت میں تلاوت ہے مگر
ذکر میں ہے جو مزہ دل ہی مزا جانتا ہے

کام آتی نہیں تقدیر کے آگے تدبیر
گرچہ ہر شخص بھلا اور برا جانتا ہے

رمز سے قرب فرائض کے وہی ہے آگاہ
جو کوئی شیدۂ تسلیم و رضا جانتا ہے

گل و بلبل میں جو پیغام ہیں مخفی مخفی
جانتا کون ہے جو پیک صبا جانتا ہے

وہ جس دل میں نہیں عشق کی بو باس نہیں
دل ہی درد محبت کا مزا جانتا ہے

ذکر دل بند کیا منھ میں زباں کو میری
قدر اس ذکر کی تسلیم خدا جانتا ہے

ولہ

مہر سے دل کی الٰہی خبر دے مجھے
دیکھوں جلوہ ترا وہ نظر دے مجھے

نہیں جنت کے محلوں سے مجھکو غرض
اپنے کوچہ میں چھوٹا سا گھر دے مجھے

نفس غالب ہے یارب نہتا ہوں میں
دم کی شمشیر دل کی سپر دے مجھے

تیرے کوچہ میں لے نخلبند ازل
طیر کرتا رہوں ایسے پر دے مجھے

میں ہوں تسلیم تیری رضا میں ہوں
خود سے بیخود الٰہی تو کر دے مجھے

ولہ

جسطرح رکھے مجکو مرے یار کی مرضی
میں کچھ نہیں کہتا مرے دلدار کی مرضی

پرہیز میں تشخیص میں دارو میں دوا میں
حکمت کے موافق نہیں بیمار کی مرضی

ظاہر نہ کرو عیب کسیکا کہ برا ہے
پوشیدہ رکھو ہے یہی ستار کی مرضی

رحمت یہی کہتی ہے کہ میں تیرے لئے ہوں
توبہ پہ جب آتی ہے گنہگار کی مرضی

تسلیم زباں بند کرو کچھ نہ کہو تم
چاہے سو کرے ۔ مالک و مختار کی مرضی

ولہ

اللہ کے دیوانوں کو دنیا نہیں بھاتی
دنیا نہیں بھاتی ہے عقبےٰ نہیں بھاتی

جنت کی حکایت ہو کہ دنیا کی شکایت
بے ذکر ترے ۔ اے مرے مولا نہیں بھاتی

ہو درد ترا دل میں بسے اور زیادہ
صحت مجھے اے مرے مسیحا نہیں بھاتی

دنیا میں ترے در کے فقیروں کو الٰہی
دولت کی حکومت کی تمنا نہیں بھاتی

آنکھوں میں تصور میں سوا برخِ جاناں
تسلیم کوئی صورتِ زیبا نہیں بھاتی

ولہ

نہ بستی مجکو بھاتی ہے نہ خوش ویرانہ آتا ہے
مجھے جب یاد حسنِ صورتِ جانانہ آتا ہے

نہ شرماؤ تم آجاؤ مرے دلمیں کھلے دل سے
یہ گھر محفوظ ہے کوئی نہ یاں بیگانہ آتا ہے

تجلیِ رخِ دلبر پہ یوں گرتا ہے دل میرا
کہ جیسے شمع پر اڑتا ہوا پروانہ آتا ہے

سرفرازِ ستایش یوں ہو دل اہل نسبت کا
کہ سر خوش بزم میں اور رزم میں دانہ آتا ہے

ہماری بزم ہے تسلیم ہے آنکھوں کی اور دل کی
نہیں آتی صراحی اور نہیں پیمانہ آتا ہے

ولہ

مشیت جو کرتا ہے کر جائیگی
مگر مجھ پہ الزام دھر جائیگی

جو اب بھی نہ غفلت سے باز آؤگے — یونہی عمر سب بے خبر جائیگی
گلہ روسیاہی کا کرتے ہو کیا — گناہوں کی شامت کدھر جائیگی
نہیں سہل کچھ دید بازی کا کھیل — نظر تیز ہے کام کر جائے گی
قیامت میں پیش خدا عاصیو — اگر جائیگی چشم تر جائیگی
فرشتے تو کیا آشناؤں کے پاس — اجل آئیگی تو بھی مر جائیگی
یہ ہے دید کی جاے دیکھا کرو — کہ دیکھے نہ دیکھے گذر جائیگی
گئی عمر کا ذکر کرتے ہو کیا — جو باقی ہے وہ بھی گذر جائیگی
ظہور اسکا تسلیم دیکھا کرو — جہاں تک تمھاری نظر جائیگی

ولہ

کسقدر شفاف ہی آنکھوں کا جوہر دیکھئے — اور اسی جوہر میں تاباں حسن دلبر دیکھئے
ایک ظاہر سو مظاہر پر نظر درکار ہے — جلوہ گر یک حسن خانہ ہے گھر گھر دیکھئے
جاں فشانی گر طلب میں ہے تو یک نکتہ سنو — جسکو باہر ڈھونڈتے ہو اسکو اندر دیکھئے
رحمت حق ہے ندامت حالت مافات پر — عاصیو ہر قطرۂ آنسو ہے گوہر دیکھئے
پاک بازوں کی کسافت میں لطافت اور ہے — تن مکدر ہو تو کیا دل ہے منور دیکھئے
دیکھئے تسلیم ہے سب ذات باری کا اثر — صورت آباد فنا میں خیر یا شر دیکھئے

ولہ

جب ترا دھیان مجکو آتا ہے — دل میں تو ہی مرے سماتا ہے
دل لگے ہاتوں میں عشق کی مہندی — وہ رنگیلا مرا جماتا ہے
طائر دل کو اے مرے صیاد — دام کاکل میں کیوں پھنساتا ہے
کبھی غائب ہے اور کبھی حاضر — یوں رلاتا ہے یوں ہنساتا ہے
دیکھتے جاؤ دیکھتے جاؤ — یار کیا کیا مزے بتاتا ہے

وہی رہتا ہے بیخودی میں سدا
کبھی وہ عاشقی کے پردہ میں
کبھی معشوقیت کے غمزہ سے
وہی رہتا ہے میں نہیں رہتا
سچ و راستی میں عمر کٹتی ہے
روز گزرا تو رات آتی ہے
یاد اللہ کی کر د تسلیم

جو کہ نقش خودی مٹاتا ہے
آپ رو کر مجھے ہنساتا ہے
آپ ہنسکر مجھے رلاتا ہے
دید میں دید جب ملاتا ہے
دل مثال اسکی یک بتاتا ہے
رات گزری تو روز آتا ہے
جب تلک دم یہ آتا جاتا ہے

ولہ

نہ زر میں نہ زن میں نہ اولاد میں ہے
خدا میں ہیں سب اور سب میں خدا ہے
حلاوت جو ذکر خفی میں ہے دل کو
نہیں حور میں زاہد و یاد رکھو
جو سختی ہے اہل تغافل کے دلمیں
لباس اور زیور ہے سب کچھ تکلف
ہے جو راستی دل میں صاحبدلوں کے
کلام الٰہی سے کچھ کم نہیں ہے
جو تسلیم خادم ہے اہل سخن کا

حلاوت جو اللہ کی یاد میں ہے
یہ نکتہ دو عالم کی ایجاد میں ہے
وظائف میں ہے اور نہ اوراد میں ہے
کرشمہ جو میرے پریزاد میں ہے
نہ پتھر میں ہے اور نہ فولاد میں ہے
مزا ہے تو حسن خداداد میں ہے
نہ سرو سہی میں نہ شمشاد میں ہے
جو تاثیر مرشد کے ارشاد میں ہے
وہ بلبل اسی گلشن آباد میں ہے

ولہ

اہل غفلت کے لئے سخت بلا ہے آگے
سرخ رو خار بیاباں نظر آتے ہیں مجھے
موت اچھی ہے کہ بے موت بشر ہوتا ہے

جان کندن سے بھی تکلیف سوا ہے آگے
کیا کوئی قافلے سے آبلہ پا ہے آگے
زندگی خوش نہیں آتی کہ قضا ہے آگے

وصل کی گر ہے ہوس شوق تب سے ولطن بیجا
موت سے خوف نہ کر دیکھ مزا ہے آگے

مظہر دل ہے چمن مظہر نغمہ بلبل
بوئے گل بھیجی ہے اور باد صبا ہے آگے

جذبۂ عشق۔ کہ ہے حسن کی رونق جس سے
میرے سینے میں اثر ہے بھی بسا ہے آگے

خاکساری میں بشر تو ہے بلندی بیشک
دانہ فانی ہو تو کیا نشو و نما ہے آگے

ہم جب آئے تھے بقا پیچھے تھی آگے تھی فنا
اب فنا پیچھے ہے تسلیم بقا ہے آگے

ولہ

دیتے نہیں لیتے ہو غضب ہے تو ہی ہے
دل اپنا مری جان عجب ہے تو ہی ہے

دل لیتے ہیں آنکھوں سے تبسم سے لٹک سے
انداز ہے اغماض ہے جب ہے تو ہی ہے

اللہ سے خیر اور شر اپنے سے سمجھنا
تہذیب یہی اور ادب ہے تو ہی ہے

رخسار کو اور زلف کو دکھلا کے وہ بولا
دن ہے تو یہی دیکھئے شب ہے تو ہی ہے

بیمار محبت سے کہو دل سے یہ لو تم
ہاں میرے مسیحا کا مطب ہے تو ہی ہے

وہ فاعل مختار ہے مجبور ہے عالم
ہر شے میں عیاں جلوۂ رب ہے تو ہی ہے

اللہ سے اللہ کے طالب ہیں خدا دوست
خواہش ہے یہی اور طلب ہے تو ہی ہے

وہ نور خدا۔ اور ہیں سب نور سے اُن کے
سلطان عجم اور عرب ہے تو ہی ہے

ہر حال میں ذکر اسکا ہے فکر اسی کی
تسلیم سنو انکت رب ہے تو ہی ہے

ولہ

جو آئینۂ دل کو ذات کا مظہر بنائیں گے
قالب کو اسکے جلوہ کا پیکر بنائیں گے

سینہ کو ہم تجلی سے خاور بنائیں گے
اور دل کو رشک نیّر اکبر بنائیں گے

ہم سے نہ ہو درست کبھی کار و بار دل
خود ہی بنائیں گے تو وہ بہتر بنائیں گے

یوں ہی سے دم کے دید کی آتش ہے دم میں ہم
بے کیمیا کے مس کو ابھی زر بنائیں گے

بستر کو زیر مشق بنائی ہے لاغری
عاشق رگوں کو رشتہ مسطر بنائیں گے

پاؤں میں ڈال سکتے ہیں گے زنجیر زندہ کر
[illegible] جب [illegible] سر اٹھائیں گے

دربان بنے گے حرم [illegible]
[illegible]

عزیز تھا [illegible] دل جب کریں گے وہ
[illegible] سب بنائیں گے

تسلیم رہنے دو جگر داغدار کو
ہم مشق [illegible] نگار [illegible] بنائیں گے

ولہ

خدا آباد رکھے دنیا کسی کا کیا ٹھکانا ہے
[illegible] دنیا میں آنا ہے [illegible] جانا ہے

خدا کے پاس جانا ہے اس غربت کے عالم سے
تو جینا بھی بہانہ ہے [illegible] مرنا بھی بہانہ ہے

کہاں تک بچ رہیں گے دستِ اجل سے ہم
کہ نیچے دام ہے اوپر ہمارا آشیانہ ہے

سمجھتے ہیں جسے ہم زندگی وہ شب کا دھوکا
کہ جینا اپنا تازیانہ اور مرنا تازیانہ ہے

قضا ہے خواستگار اور رفیقِ ارواح مشاطہ
عروس مرگ کا بیمار ہونا بانکانا ہے

نہانا غسلِ میت عطر ہے کافور کا ملنا
کفن ہے آخری جوڑا نہ پھر اس گھر کو آنا ہے

ہے رونا آخری رخصت کہ پھر ملنا نہیں ہوتا
سواری ہے جنازہ اور کلمہ شادیانہ ہے

ملوگے اپنے صاحب سے اگر ہو خاتمہ اچھا
وگرنہ شرم کی جا ہے خدا کو منہ دکھانا ہے

کہاں مسند کہاں تکیہ کہاں توشک کہ مرقد میں
بچھونا خاک کا ہے قبر کے ڈھیلوں کا سرہانا ہے

چھٹے تک سب تکلف ہے یہاں چل بسیں گے جب
ہے نیچے فرش خاک اوپر خاک کا شامیانہ ہے

نکیرین کے قبر سے آنا تکلم میں قبر کے جانا
سرا ہے عالم دنیا یہاں آنا ہے یہ جانا ہے

خدا کی یاد [illegible] تسلیم پھر اپنی گزارو تم
اگر فردوس سے کچھ لو تو بیچ اپنا [illegible]

ولہ

لے عشق پھر پھرانے لگا کو بکو مجھے
میں کس کو ڈھونڈوں ہے تری جستجو مجھے

تصویر خانہ آئینہ خانہ ہی بن گیا
میں دیکھتا ہوں خود کو تو دکھتا ہے تو مجھے

ہے چشمۂ حیات وہ دل جس میں درد ہے
ہے درد دل سے آتی ہے پتھر کی بو مجھے

مختار اوسکی ذات ہے مجبور کائنات
میں اور تو کی بحث نہیں گفتگو مجھے

حبیب دل میں ہیں بیٹھے کا ہوا آغاز روز
تسلیم دم سے آتی ہے آواز ہو مجھے

ولہ

دن رات جسکے ملنے کی ہے آرزو مجھے
آتا نہیں نظر وہ مرا ماہ رو مجھے

ق

دل نے کہا کہ حسن پرستی کے شوق میں
بدنام کی تو اسنے نظر فتنہ جو مجھے

ستر ہزار پردوں سے پہلو میں آتی ہے
مغز نگاہ سے گل عارض کی بو مجھے

بلٹی نظر کہی کہ سن اے غافل الوجود
بے تیرے کب ہے رغبت وضو مجھے

مجبور ہوں اور تو مختار خیر و شر
کرتی وہی ہوں کھتا ہے دل جو مجھے

تسلیم جلد خونِ جگر کی شراب لا
آتی ہے دل سے طائر بریاں کی بو مجھے

ولہ

خوش اخلاقی سے انساں کو شرف ہے
کہ بد عادت بشر کا ناخلف ہے

دل آزاری سے باز آ اے ستمگر
کہ آہ نیم شب تیر ہدف ہے

زمیں کا عکس ہے جیسے قمر میں
جبینِ یار ماہِ بے کلف ہے

ہے جوشِ گریہ رشکِ ابرِ نیساں
گہر آنسو ہے اور دیدہ صدف ہے

ولہ

اگر یہ لشکرِ حرص و ہوا ہیر امنِ دل ہے
ہلاک حصنِ حصینِ ذکرِ مولا امنِ دل ہے

طبیعت کو ہی فرحت جی کو صحت روح کو راحت
ہوا فردوس کی ہے یا ہوائے دامنِ دل ہے

کبھی آمد ہے حوروں کی کبھی نورِ الٰہی کی
درِ جنت کشادہ یا کشادہ روزنِ دل ہے

عجب کیا ہے کہ ہوگی رفتہ رفتہ طور کیفیت
ادھر برقِ تجلی اور ادھر یہ خرمنِ دل ہے

حفاظت چاہیے دید اور دم کی پاسبانی سے
کہ بے قابو ہوا و حرص دنیا رہزنِ دل ہے

سکونت اہلِ دل کی کیوں نہو فرشِ تجلی پر
کہ قصرِ جلوۂ نورِ الٰہی مسکنِ دل ہے

غزل خوانی وحدت میں ہو کیونکر نغمہ آرائی
زباں تسلیم کی جب عندلیب گلشنِ دل ہے

ولہ

جان ملجائے تو جاناں ملجائے
بو نہیں درد جو ریحاں مل جائے

خوش نصیبی ہے جو غم میں تیرے
چشمِ گریاں دلِ بریاں مل جائے

اللہ اللہ ہے خوشی کا وہ دن
میزباں ہے جو یہ مہماں مل جائے

دردِ دل کا نہ کروں گا شکوہ
گر مجھے درد کا درماں مل جائے

عینِ راحت ہے نظر کو تسلیم
یار کا گر لبِ خنداں مل جائے

ولہ

عاشقوں کو رات دن فریاد و زاری چاہیے
صورتِ سیماب دل کو بیقراری چاہیے

محویت خوابِ گراں ہی بہر حلاوت کے لئے
حالتِ مستی میں بھی کچھ ہوشیاری چاہیے

نقش جن نزدیک دل کے ہے تو کچھ حکمت ہے
شاہ کے در پر بندھا کتا شکاری چاہیے

آئینہ بر غنچے ہے لیکن وہ بازی کے لئے
دل ہمارا چاہیے صورت تمہاری چاہیے

گر نہو حفظِ مراتب ہی تو کہ ظرفی بڑی
عشق میں بھی آدمی کو بردباری چاہیے

یہ دلِ دیوانہ رشتہ سے نہو گا پائے بند
سخت مستی ہے اسے زنجیر بھاری چاہیے

فکر کے تو ہاتھ میں کلکِ تصور طالبو
لوحِ دل پر گر تجھے صورت نگاری چاہیے

گر نہو تا نفسِ امارہ نہو تا طے سلوک
دور منزل ہے مسافر کو سواری چاہیے

مضمحل کرتی ہے ہستی نفس کی تسلیم کو
تا نہو بیخود کہ ظرف پردہ داری چاہیے

ولہ
ناتمام

کثرت ہے فقط وحدتِ ہستی کی اضافت
گلزار میں گلبرگ ہی گلبرگ میں بو ہے

سب عین ہے تسلیم نہیں غیر کوئی شے
حق تو یہ ہے ہی فرق نہ اس میں سرِ مو ہے

ولہ

بڑے ہیں عارف دانے دِوانے
دکھنی زبان میں مطلع لکھا ہوں
... لو غم ... پیدا ہوا ہے
شد کہو تم ... میں رہو تم ...
تسلیم کر کو ... گر نا

مولا کی باتیں مولا ہی جانے
ہندوستانی مانے نہ مانے
آنکھیں بلیں ہیں آنسو بہانے
آیا نہیں ہے دم آنے جانے
جیتی میں بیکار رہوں گے بہانے

ولہ

دنیا سفر ہے ... ہے
باطن کو پاؤ ظاہر نکالو
جب چل بسو گے سوتے رہو گے
ہے کان جبتک سنتے رہو تم
ہر بات پر جی ہوتا ہے صدقے

غفلت میں جینا دیوانہ پن ہے
ہے روح باقی فانی بدن ہے
دیدار دیکھو جبتک نین ہے
کہتے رہو تم جبتک دہن ہے
تسلیم جانا ان شیریں سخن ہے

مربع

رہو ... یاسی سے
خدا پہ قربان ہو دل سے جی سے
جو لوگ دنیا میں مبتلا ہیں
غضب ہیں ابلیس ہیں بلا ہیں
عزیزو راضی رہو خدا سے
خدا کی باتیں سو خدا سے

نہ دل لگاؤ یہاں کسی سے
ذرا تو پھل کھاؤ زندگی سے
وہ بحر غفلت کے آشنا ہیں
بچو تم ایسوں کی دوستی سے
مراد چاہو تو لو خدا سے
نہ کام رکھو کبھی خودی سے

تما رہا ہے جو سب نمائش
کہ ہو [illegible] سب نمائش
ازل سے رسوا ہی آکے بیچو
گذر کر محبت کی گھاٹ دیکھو
نہ دیکھو تم روئے ماسوا کو
ولا کو چاہو تو تو پاؤ گے
یہ رہ میں گم اور ضم رہو تم
[illegible] تم رہو تم
خدا [illegible] کی چاہ رکھو
ہے آگے منزل نگاہ رکھو
یہ ملک حق کی مسافری ہے
کلام تسلیم رہبری ہے

ہے اسکی قدرت کی سب نمایش
نظر کرو چشم بیخودی سے
پیالہ دم کا چڑھا کے دیکھو
رہو ہمیشہ ہنسی خوشی سے
نظر کرو نور کبریا کو
[illegible] حق کا گلہ کرو سے
[illegible] ہی میں گم رہو تم
تبہ نہ ہو جاؤ سرکشی سے
سفر کرو رو براہ رکھو
نہ آؤ رجعت میں واپسی سے
چلو اگر کچھ دلاوری ہے
کہ راہ پاؤ گے تم اسی سے

ولہ

یہ غفلت دھوکا دیتی ہے کیوں آنکھ تمھاری سوتی ہے
کیوں نفس تمھارا ہنستا ہے کیوں روح تمھاری روتی ہے
کیا حاصل آنکھیں رونے سے جب تک نہ صفائی ہو دل میں
ہاں جس نے زمیں کو جوتی ہے وہ بونے کے قابل ہوتی ہے
بازار بسایا غفلت کا شیطانِ لعین نے دنیا میں
دنیا کی ہوس پر خاک پڑے کیا جوہر دم کو کھوتی ہے
دل پھول رہا ہے لیکن تیرہ ہے غفلت کی کدورت جمنے سے
دل سے صفا کب ہوتا ہے ہاں آنکھوں کی شبنم دھوتی ہے

تسلیم دو عالم ہے دکھتا ہے جانِ دو عالم بیا آمد
وہ لاالہ کا دریا ہے یہ الا اللہ کا موتی ہے

ولہ

بے خود ہوا تو دل کی حلاوت ملی مجھے
کیا کیا عدم کی راہ میں راحت ملی مجھے

سنتا ہوں اور سناتا ہوں نغمے دل کے زمزمے
قانون یکدلی کی عجب گت ملی مجھے

واقف دلوں کے حال سے ہوں اور خموش ہوں
دل کیا ملا مجھے کہ کرامت ملی مجھے

تکلیف تھی تعلق دنیا سے سر بسر
آزاد ہو گیا تو فراغت ملی مجھے

جب میری نیستی میری آنکھوں میں بس گئی
ہستی ذاتِ حق کی شہادت ملی مجھے

الفت کے اور حفظ مراتب کے واسطے
روز الست دل کی ودیعت ملی مجھے

تسلیم جائے شکر ہے دنیا میں عمر بھر
اکثر خدا شناسوں کی صحبت ملی مجھے

ولہ

دنیا برائے دید ہے نظارہ کیجئے
حرص و ہوا [illegible] نہ آوارہ کیجئے

نفس و ہوا و حرص طلبگار ہیں سبھی
کس کس کے [illegible] دل بیچارہ کیجئے

گر جوش آب چشمۂ دل کی ہے آرزو
دم کا [illegible] فوارہ کیجئے

دنیا سے آج اپنی توکل و سر ذکی ہے
کیا اعتنا [illegible] مکارہ کیجئے

منظور اگر ہے طفل تصور کی پرورش
تسلیم اپنی آنکھوں کو گہوارہ کیجئے

ولہ

ذرہ ذرہ اسی کا جلوہ ہے
دیکھ جلوہ گر دکھتا کیا ہے

جا بجا ڈھونڈنا ہی بیجا ہے
[illegible] پا مکی جا ہے

نحن اقرب ہے جو فرمایا
رنج و فرقت کا شکوہ پھر کیا ہے

آنکھ جب تک ہے دیکھتے جاؤ
چار دن کا یہ سب تماشا ہے

میں کہوں میں۔ تو کہے میں۔ ہے تحیر کا مقام
کام انساں کا دوئی میں ایسی جا کیونکر بنے

میں بھی تو اور وہ بھی تو یہ سالکوں کا ہے طریق
ورنہ سوے زاہد و یکتا دو تا کیونکر بنے

جلوہ صورت کا نظر آتا نہیں بے ذکر ہو
گر نہ ہو صیقل تو آئینہ صفا کیونکر بنے

دل لگا کر ہو گیا مجبور تا قید حیات
دیکھئے انکی جفا میری وفا کیونکر بنے

موت ہستی کے لئے ہے نیستی سے در گذر
عالم فانی میں اسباب بقا کیونکر بنے

گر کریں مجبور جنت کے لئے تسلیم کو
میری اور دلدار کی [illegible] کیونکر بنے

ولہ

ابروے یار تیغ قاتل ہے
دل مرا جس سے رشک بسمل ہے

کیوں نہ ہو دل کا حال مجنوں سا
حسن لیلےٰ ہے دیدہ محمل ہے

دیکھ سر پر اجل کھڑی ہے وہ
کس بھروسہ پہ شیخ غافل ہے

آتش ارتباط دنیا سے
آخر کار داغ حاصل ہے

چل مسافر قدم اٹھا جلدی
دو گھڑی دن ہے دور منزل ہے

تار زلف سیاہ اے تسلیم
رشتہ پائے طائر دل ہے

ولہ

ہر چند کہ سب جمع رفوگر ہوں جہاں کے
زخم دل آشفتہ نہ کھائے کبھی ٹانکے

بھولے نہ پہلے۔ بلکہ جہاں سے ہوے آزاد
ہم سایہ طلب جب سے ہیں اس سرو رواں کے

ہے طرفہ تحیر کہ دو جانب کی کشش میں
افسوس ہے ہم نہ یہاں کے نہ وہاں کے

تسلیم یہی تو کا تماشا ہے۔ وگرنہ
سب جلوہ گری اسکی ہے ہم کون کہاں کے

ولہ

حسن راکب ہے جگر شبدیز ہے
خار پہلو عشق کا مہمیز ہے

کیوں نہ چھد جائے کف پائے جگر
نوک خار موسے نشتر گاں تیز ہے

دامنِ دیدہ ہوا رشکِ شفق
جب سے غربالِ جگر خوں بیز ہے

نسخۂ وعدہ اثر بخشے نہ کیوں
ماسوا اللہ سے اگر پرہیز ہے

مسکن تسلیم صحرا کیوں نہ ہو
عشق کا جب فتنہ آفت خیز ہے

ولہ

جہاں میں دل لگانا بیدلو ہر چند آساں ہے
پر الفت کا نبھانا موت آنا دونو یکساں ہے

شفق دستِ حنا آلودہ جیب کھا کہا ہے ہے
حنا کا رنگ ہے یا سرخیِ خونِ شہیداں ہے

دریدہ سوختہ کاہیدہ بستہ ریختہ خستہ
جگر ہے قلب ہے قالب ہے دم ہے مغز ہے جاں ہے

انہیں تسلیم اللہ کہکر کیوں نہ ہیں شہد سے مقتولو
کہ جب قاتل مرا اخلاص دل سے فاتحہ خواں ہے

چمن میں دیکھ سنبل نے کہا جاناں کی کاکل کو
گھٹا کالی ہے یا مارِ سیاہ یا زلفِ پیچاں ہے

ہے عاشق زہد سے معذور گرچہ زاہد لیکن
جو عشقِ پاک ہے واللہ بیشک فخرِ ایماں ہے

اگرچہ سب بنی نوعِ بشر انساں کہاتے ہیں
جو عارف ذات کا کثرت میں ہے نام اسکا انساں ہے

تمیزِ ذات نہیں ہے صفت تسلیم کیونکر ہو
نظر میں جلوۂ جاناں جو ہر شے سے نمایاں ہے

ولہ

جلوہ گر آنکھوں میں ہر شے سے وہ حسن آرا ہے
دیکھ لے صورت کو جب آئینہ بے زنگار ہے

عشق سے عاشق کو زاہد کو طاعت سے ہے شوق
ہر کوئی مطلب کا اپنے اس جگہ ہشیار ہے

عاشقوں کا حال بر ہت عیب کر لے مردہ دل
آنکھ گر سوتی ہے کیا نقصان دل بیدار ہے

دل کی بیماری کی کب تشخیص ہو سمجھے طبیب
دردِ حیرت سے سمجھا جب یہاں بیمار ہے

کیوں نہ پہنچیں منزلِ مقصود کو تسلیم ہم
جب مجازی سے حقیقت کا مرا درکار ہے

ولہ

اندیشہ مجھے آفتِ افلاک سے کب ہے
حافظ مرا جب عرصۂ دارین میں رب ہے

پردہ کو دوئی کے تو اٹھا دیدۂ دل سے
دلدار کے دیدار کی گر تجھکو طلب ہے

ہے راحتِ دنیا سبب حسرت و افسوس — انجام غم و ارفنا عین طرب ہے
ہے خیر بھی اور شر بھی حقیقت میں اسی سے — عاصی جو کہاتا ہوں فقط حسن ادب ہے
تسلیم تجھے آفتِ کونین سے کیا غم — حامی ترا جب شاہ عجم اور عرب ہے

ولہ

گر آج مرا باعثِ عیش و طرب آئے — کیونکر نہ تسلّی پہ دل مضطرب آئے
اے مرگ تجھے زندگی خضر دکھا دوں — مجھ پاس اگر میرا مسیحا لقب آئے
محتاج نہ ہو عزت و توقیر کا زنہار — دنیا میں جسے ہاتھ نصاب ادب آئے
دکھلا دوں گریباں سحر رشک سے صد چاک — گر آج کے دن یار کے ملنے کی شب آئے
دھوکے میں قیامت کے اٹھیں قبر سے اموات — جنبش میں گر اس رشکِ مسیحا کا لب آئے
زاہد متوقع ہے قیامت میں خدا کا — عارف کو ہر یک شے سے نظر نور رب آئے
ہستی کا سر انجام کچھ ایسا نہیں تسلیم — جب ہم ہوں روانہ وہ ہمارے عقب آئے

ولہ

آنکھیں ہیں مری سرخ تری گلبدنی سے — جینا مرا سونا ہے تری سیم تنی سے
تسکیں جگر ہو جو ملے جرعۂ بوسہ — اس تشنہ لب ہجر کو چاہِ ذقنی سے
ہیں ناوکِ مژگاں کا نشانہ ہوں شب و روز — کیوں لختِ جگر کٹتے ہیں ہیرہ کی کنی سے
لب سرخ زیادہ ہیں قسم خونِ جگر کی — یاقوت سے مرجاں سے عقیق یمنی سے
ہے تیرے تبسم سے جگر غیرت لالہ — اور دل ہے مرا غنچہ تری کم سخنی سے
آدم ہوا با فوقِ ملائک تو تواضع — شیطاں ہوا مردود خدا کبر و منی سے
ہر چند ہے تسلیم نظر خیر پہ لیکن — باز آئے شر انگیز کہاں راہ زنی سے

ولہ

معرفت میں گر تجھے حاصل شعورِ یار ہے
جانِ تن میں دیکھ تو کیا کیا فتورِ یار ہے

یافت ناممکن ہے گو ہر جا یہ حاضر ہے مگر
انقلابِ خاکِ خاکی میں ظہورِ یار ہے

کیوں نہ ہو روشن شبستانِ دلِ عارف یہاں
حسن کے مشکوٰۃ میں تابانِ جو نورِ یار ہے

عارفو جب دور ہو دل سے حجابِ غیریت
ہر جگہ ہر شے میں ہر ساعت حضورِ یار ہے

زاہدوں کے طعن سے تسلیم مت اندیشہ کر
یہ بِنا اصلی جو ہے عینِ غرورِ یار ہے

ولہ

جسکے سینہ میں محبت کا بھرا سوز رہے
رات دن آفتِ فرقت سے غم اندوز رہے

غم نہیں خنجرِ ابرو سے اگر ہو زخمی
نوک جب ناوکِ مژگاں کی جگر دوز رہے

کیوں نہو غیرتِ خورشید دلِ شوق آگیں
ذرّہ ذرہ سے اگر معرفت اندوز رہے

فکر کر وصل کی ہستی پہ نہ بھول اے عارف
جب تلک یار کا چہرہ نظر افروز رہے

ہے تمنا یہی تسلیم کے دل کی - جاناں
روبرو آپکی تصویر شب و روز رہے

ولہ

جب سامنے آنکھوں کے دلآرام نہووے
جنت میں بھی دل کو کبھی آرام نہووے

آنکھوں کے قفس سے نہ اڑا طائرِ دل کو
تا زلفِ سیہ فام کہیں دام نہووے

بے آرزوے لذتِ دیدار عزیزو
آشفتوں سے دنیا کا کوئی کام نہووے

تو کون ہے پہچان حقیقت کو بیاں کر
حق کہنے سے ناحق کوئی بدنام نہووے

تسلیم کدھر ہوش ہے روک اپنی زباں کو
یہ بھید ہے پوشیدہ کہیں عام نہووے

ولہ

ہر اک معاملہ قسمت کے ساتھ ملحق ہے
جو ہونہار ہے بیشک ہے اور الحق ہے

نہ سمجھیں غیرِ قسمت تو ادیب سمجھیں
کہ رنگِ صورتِ تدبیر بس یہاں فق ہے

جو امر اسکو ہے منظور ہو رہیگا وہ پیش
پھر اس میں دخلِ بشر عینِ شر ہے ناحق ہے

نسبِ حق اور حسب پہ نہ بھول اے ناداں
ہے عزت اسکو جو دنیا میں مرد لائق ہے
نہر جو حصہ میں۔ تدبیر کیا کرے تسلیم
پدر پسر پہ بھی حال گرچہ شفق سے ہے

ولہ

تھک گیا گرچہ ہوں میں عشق کی شبدیزی سے
پر ہوں ناچار ترے حسن کی مہمیزی سے
رشکِ بسمل ہوں تڑپتا ہوں فدا ہوں لیکن
باز آتا نہیں قاتل مرا خوں ریزی سے
ظلمتِ جرم کو گر دور کیا چاہتا ہے
دھو نہ ہاتھ اپنا یہ دھوکے میں سحرخیزی سے
دیدۂ تر کو تصور ہو لبِ لعل کا جب
آگ پانی میں بھڑکتی ہے عجب تیزی سے
نقش دیوار ہے گو ہر سے تسلیم مگر
ہاتھ اٹھاتا نہیں ظالم ستم انگیزی سے

ولہ

اللہ اللہ جلوۂ وحدت ہی صورت پیر کی
اللہ اللہ رونقِ کثرت ہی صورت پیر کی
برزخ جامع ہے جب مجموعۂ ذات و صفت
حق رسول اللہ کی صورت ہے صورت پیر کی
پیر کا عاشق ہے عاشق کبریائے پاک کا
ہے شبہ اللہ کی الفت ہی الفت پیر کی
پیر کے پردہ میں ہے تسلیم نورِ ذاتِ حق
دیکھ وجہ اللہ کی رویت ہے رویت پیر کی

ولہ

نظر جب ہے قتیلِ خنجرِ ابروے دلبر ہے
برنگِ بسمل بیتاب بے تابی جگر پہ ہے
اٹھا قفلِ خموشی اے کلیدِ رحمت لب سے
کہ مثلِ حلقۂ در سر بسر سر تیرے در پہ ہے
نہو یکرنگ جبتک۔ دانش و بینش ہے گمراہی
حریمِ دلربا جب دل ہے چشمِ تر بھی منظر ہے
اگر ہے شوقِ منزل کا یہ نکتہ یاد رکھ سالک
محبت شاہ راہِ کشورِ خلاقِ اکبر ہے
چمن سے اے صبا آتی ہے بوئے دلربا مجکو
ترے دامن میں شاید نکہتِ زلفِ معنبر ہے
نہ پرواے زاہد و جنت کی ہے نے خوف دوزخ کا
محبت میں ہمیں آسایش کا تپش برابر ہے
نہیں تسلیم اندیشہ کسی سے راہِ الفت میں
اگر ڈر ہے تو دلکو آشنا کے پیچ کا ڈر ہے

ولہ

بے ترے مجکو دو عالم کی تمنا کب ہے
مرے اس حال سے واقف تو مرا ہی رب ہے

ایک ذرہ بھی اگر مجھسے ہو غفلت تمکو
مری شیدائی عالم کا تماشا جب ہے

صبح ہوتی ہی نہیں یارب میں کروں کیا تدبیر
یہ شب ہجر ہے۔ یا روزِ جزا کی شب ہے

کیا کروں بے ترے دیکھے نہیں دلکو آرام
گرچہ اسباب تسلی کا مہیا سب ہے

اندنوں یار کے رک جانے سے ناحق تسلیم
بیقراری دلِ نالاں کو بہت بیڈھب ہے

ولہ

یار کے رکنے سے دم رکتا ہے سینے میں مجھے
کچھ حلاوت نظر آتی نہیں جینے میں مجھے

بلبلا شبنم و گل کی نہیں پروا مجکو
بوے گل آتی ہے جاناں کے پسینے میں مجھے

یار محفل میں نہیں لطف ہو پھر کیا ساقی
کچھ نہیں عذر مئے لعل کے پینے میں مجھے

متلاشی رہا ویرانۂ ہستی میں مگر
جوہر ذات ملا دل کے دفینے میں مجھے

ہے تمنا یہی تسلیم کی تجھسے یارب
مرے محبوب سے پہنچا تو مدینہ میں مجھے

ولہ

دردِ دل کی کوئی دوا کہیے
یا مسیحا کا کچھ پتا کہیے

رشکِ سیماب غیرتِ بسمل
دلِ محزون کو ہے بجا کہیے

راہ میں دل کے عشقِ صادق کی
حق کی منزل کا پیشوا کہیے

جب گیا پاس یوں ہوا ارشاد ق
کیا ارادہ ہے آپ کا کہیے

میں نے کی عرض بس سوائے صاف
حال دل کا پھر اور کیا کہیے

بولے کب مفت ہاتھ آتا ہے
اور کئی دن خدا خدا کہیے

یوں تو رونا ہے عمر بھر تسلیم
خیر کچھ ذکر آشنا کہیے

ولہ

پیدا جو نہوتے تو یہ آفت بھی نہ ہوتی
دنیا میں کسی سے ہمیں الفت بھی نہوتی

گر حسن نہوتا تو شرارت بھی نہ ہوتی
ہوتا نہ اگر عشق تو وحشت بھی نہوتی

بے جسم کے دیکھا نہ کوئی جان کی صورت
ہوتی نہ کثافت تو لطافت بھی نہوتی

فردوس میں گر ترکِ جرم ہوتا
آدم کو زمانہ میں خلافت بھی نہوتی

بے آفتِ فرقت نہو سامانِ ملاقات
تکلیف نہوتی تو فراغت بھی نہ ہوتی

تسلیم دوئی سے ہے تماشائے جہاں
گر شکر نہ ہوتا تو شکایت بھی نہوتی

وله

خدا کسی کو کسی ساتھ مبتلا نہ کرے
اگر کرے تو کرے پھر کبھی جدا نہ کرے

شگفتہ نگہت کا کل جو دل کو کرتی ہے
چمن کے ساتھ بھی شاید کبھی صبا نہ کرے

ستم ہو یا ہو کرم چھوڑ مت درِ دلبر
کرے گا کون اگر رحم آشنا نہ کرے

دعا سے اہل دعا کو نہو گریز کبھی
مگر جو اہل رضا ہے کبھی دعا نہ کرے

نہوگا اپنے سے تسلیم وہ کبھی واقف
جہاں میں پاس جو انفاس کا کیا نہ کرے

ولہ

مائل مری ہر چند حسینوں پہ نظر ہے
پردہ ہم رقیباں [illegible] نظر ہے

کیا کس سے کہوں سوزشِ باطن کی حقیقت
ظاہر نہیں گو سنگ کے سینہ میں شرر ہے

ہے جلوۂ حسن رخ دلدار حقیقی
دیکھے نہ کبھی غیر کو عارف جو بشر ہے

تسلیم کروں دل کو نہ کیوں سر و چراغاں
جب یار کی صورت کا مری آنکھوں میں گھر ہے

وله

جب نہیں حسن کا آنکھوں میں تماشا باقی
زندگی میں مری پھر اور رہا کیا باقی

ہو نہ زنجیر سے بھی میرے جنوں کی تدبیر
سر میں جب تک ہے تری زلف کا سودا باقی

بیخود ہو نہ توکل میں وہ انسان کامل
جب تلک طبع میں ہے خواہش فردا باقی

میکش بزم میں جب ساقیِ گلفام نہیں
کیا کرے لیکے - ہے گو ساغر و مینا باقی

نذرِ دل ہو گیا سر ہو گیا پر ہے ابتک
قرضخواہانِ محبت کا تقاضا باقی

گرچہ آزادِ تعلق سے ہوا ہیں بالکل
پر ہے دیدار کی تسلیم تمنا باقی

ولہ

گو مجھے الفتِ رسمی ہے جہانمیں سب سے
پر جو تجھ پر ہوں فدا اور ہی کچھ مطلب سے

سرخ رنگی ہے چمن کی طپش افزائے جنوں
آشنا دیدۂ خونبار ہے جب سے لب سے

فقط آنسو سے مقدر ہوا دانہ پانی
مرغ دل دامِ محبت میں پھنسا ہے جب سے

پا بہ زنجیر کیا چاہتی ہے شاید مجھکو
یاد آتی ہے بہت کاکلِ پیچاں شب سے

گر حسد نفس سے جبتک ہے جدائی سالک
کیا کرے خنگ جو راکب ہو جدا مرکب سے

مدعا ہر دو جہاں کا ہوا حاصل تسلیم
چھوڑ دنیا کو جو دل اپنا لگا یارب سے

ولہ

دل کسیکی چوٹ کھایا ہے نگاہِ تیز سے
سامنا باندھی ہیں آنکھیں حسنِ آفت خیز سے

بوئے الفت جن مزاجوں میں نہیں مشک انکو ہو
ہے معطر مغز میرا زلفِ عنبر بیز سے

جب شفا ہے اختیارِ شافیِ مطلق طبیب
دق بناتا کیوں ہے تو بیمار کو پرہیز سے

ترکِ عادت کے سوا عاجز نہووے نفسِ بد
تیز رو اکثر ہوا شہب کو چہ مہمیز سے

ہوتی ہے تسلیم اکثر اہلِ الفت پر عیاں
قدر جوشِ عشق تیرے شعرِ تر گلریز سے

ولہ

حسن آتے ہی حسینوں کو غرور آتا ہے
صاف ہر چند ہوں پر دلمیں فتور آتا ہے

بے دوئی کے نہیں یکتائی کی کچھ قدر کبھی
حسن ہوتا ہے جہاں عشق ضرور آتا ہے

گرچہ نعمت ہے محبت دلِ دانا کو مگر
بے شعوروں کو بھی یک گونہ شعور آتا ہے

دیکھ سکتا نہیں گستاخ ہوں تقصیر معاف
شرم سے آتا ہے جب اہلِ قصور آتا ہے

صاحب ظرف کو فقیری میں بھی لذت ہے عجب
وصل سے گرچہ طبیعت پہ سرور آتا ہے

آپ ہوتے پہ بھلا میری حقیقت کیا ہے
غیب ہو جاتا ہوں جب ذکر حضور آتا ہے

ہے عجب کشتۂ دیدار کی غیرت تسلیم
آنکھ میں آتا ہی جب سرمۂ طور آتا ہے

ولہ

گرچہ فرقت میں تہِ خاک نظر ہے میری
دیکھنے کو ترے چالاک نظر ہے میری

تاب رخسار سے دل جب ہوا پانی پانی
رات دن اشک سے نمناک نظر ہے میری

آنکھ سے آنکھ ملاتے ہی کہا قاتل نے
خون سے بچ رہو سفاک نظر ہے میری

تہمتِ حسن پرستی پہ مرے اور گماں
جسطرح صاف ہے دل پاک نظر ہے میری

جب سے دل بخیۂ مژگاں میں پھنسا ہے تسلیم
جوں گریباں سحر چاک نظر ہے میری

ولہ

جب سے حاصل ہے حلاوت چشم کو دیدار کی
دیکھے آنکھوں نے ہیں پتلی سی شباہت یار کی

ہے خمِ قوسِ قزح جو جلوہ فرما ہے نظر
تھی ہوس شاید فلک کو ابروئے خمدار کی

نیم بسمل رہ گیا تھا کشتۂ الفت مگر
رکھ لیا ابرو کے بسمل نے آبرو تلوار کی

بے گدازِ دل نہ ہو سامانِ وصلِ آشنا
ہو قبولِ فضلِ حق اکثر دعا بیمار کی

کیا نہ ہوگی مغفرت تسلیم سے عاصی کی بھی
حشر میں جب ہو شفاعت محمدِ مختار کی

ولہ

جسکی الفت کو عزیزو آزمانا چاہیئے
پہلے دل آہستہ آہستہ لگانا چاہیئے

بھوک میں فرقت کی نعمت غم کی کھانا چاہیئے
تشنگی خونِ جگر پیکر بجھانا چاہیئے

آرزو مندانِ گلرو کو ہو ذکرِ گل مدام
عاشقِ کاکل کو سنبل کا فسانا چاہیئے

ضبط کے ہاتھوں سے لازم ہے جگر کو تھامنا
یار کی آنکھوں سے جب آنکھیں ملانا چاہیئے

اپنی کوشش سے تمنا دل کی بر آتی نہیں
اسکی رحمت کا فقط ادنا بہانا چاہیئے

کعبہ و مسجد ہے گرچہ زاہدوں کا سجدہ گاہ
اہل طاعت کو ہے جنت میں تمنا حور کی

عاشقوں کو دلربا کا آستانا چاہیے
پر مجھے تسلیم ناز دلبرانا چاہیے

ولہ

صنعت پہ جو بدیدۂ عبرت نظر کرے
ہر چند تیز حسن کی آتش جہاں نہیں ہے
سالک وہی جو حفظ مراتب نگہ رکھے
ہوگا نہ جرم سے وہ قیامت میں روسیاہ
تسلیم این و آں سے کب اسکو ہو آگہی

صنعت کو چھوڑ جانب صانع گذر کرے
کب سرد دلکو گرمئ آتش اثر کرے
توشہ رہ ہے ضرور جو کوئی سفر کرے
جسکو کہ سرخ رو یہاں خون جگر کرے
دیدار دلربا کا جسے بے خبر کرے

ولہ

تشنگی مجکو بہت شربت دیدار کی ہے
آب آنسو سے عزیزیں بجھاؤں کب تک
ہاتھ کا طوق شفاعت کی زنجیر بھی ہو
پیستے دانت ہو کیوں آپ دوا کے بدلے
مقتضا ناز و ادا کا ہے نہ کھا غم تسلیم

آرزو شہد لب لعل شکربار کی ہے
آگ سینہ میں لگی جب آہ شرربار کی ہے
یہ سزا جرم محبت کے گنہگار کی ہے
ایک بوسہ میں شفا ہجر کے بیمار کی ہے
بیوفائی جو ہے میرے یار وفادار کی ہے

ولہ

آبرو انسانکو حاصل ہو نہ کیونکر خاک سے
خشک روئی گرچہ سیکھا ہی ستمگر خاک سے
زاہدا خالی اثر سے خاکساروں کو نہ جان
جوہر صافی درون ہو کے غبار اتہام
بے کساقت کے نہ ہو حسن لطافت کا ظہور
حلم کے آگے نہیں تسلیم طاقت غلم کی

جب حضور ذات باری ہو میسر خاک سے
پیر وفا کا بھی مجھے ہاتھ آیا جوہر خاک سے
ریزۂ سیم و زر اکثر پائے زرگر خاک سے
صاف تر ہوتا ہے ہر آئینہ اکثر خاک سے
صنعتیں کیا کیا ہوئیں اللہ اکبر خاک سے
سر و جو جاتی ہے نہیں گر ہو گیا [illegible] خاک سے

کبتک بھٹکتے پھر رہنگی ہے آرزو تجھے
پایا نہیں سراغ مگر اپنی ذات میں
جو آفتاب جلوہ کناں دیکھتا ہوں میں
ہے شکر صد ہزار کہ پایا ہیں اپنے پاس
ہر شے میں ہر جگہ میں ہریک عیاں ہیں ہم

ولہ

تاچند ہو غذا یہ جگر کا لہو تجھے
ہر چند ہر جگہ یہ کیا جستجو تجھے
ماہی سے لیکے ماہ تک اے ماہ رو تجھے
ناحق میں ڈھونڈتا تھا عبث سو بسو تجھے
تسلیم دیکھتا ہے عیاں روبرو تجھے

ولہ

دل دور ہو رہا ہے شعور و حواس سے
زاہد کو حسن سے ہے جو انکار بیدلو
تسلیم عارفوں سے ملی راہِ معرفت

باہر ہے یار و عار ضمیر اقیاس سے
نعمت کا شکر کب ہوا ناسپاس سے
طالب خدا شناس ہیں خود شناس سے

ولہ

باوجودیکہ سیہ نامہ ہے اعمالوں سے
مار و عقرب ہیں بہت کینہ میں کانیں اکثر
کیا کرے دل میں اثر وعظ نہیں جسمیں عمل
گلِ رخسار کی گر یاد میں چلا اٹھوں
ساحلِ ضبط سے گر گزرے مرا سیلِ سرشک
نفسِ عاجز نہ ہو سختی کے سوا اے تسلیم

باز آتا نہیں پر نفس بد آمالوں سے
دوستی حرص کو ہوتی ہے کہن سالوں سے
مردہ بخشا نہیں جاتا کبھی غسالوں سے
سینہ بھر آئیگا بلبل کا مرے نالوں سے
جوش ہو ابر کو دریا کو مرے نالوں سے
راہ طے ہو نہ بجز یار کے حمالوں سے

ولہ

سنبل کو اتحاد عجب ہے بہار سے
ہوتا ہے ابر کو بھی گماں آبشار کا
سینہ میں اضطراب کا دریا ہے موج زن
گر آج ہے بہار چمن میں تو کل خزاں

چوٹی بھری ہے یار کی پھولوں کے ہار سے
باندھا ہوں تار اشک جو دامن کے تار سے
ہے دور جب سے یار ہمارے کنار سے
بوسے دقانہ پائیں گلِ روزگار سے

کھو دیا دل کو محبت میں مع ارنج حصول
ڈھونڈا اپنے کو ہی بندہ چاہیے تسلیم
سچ ہے ملتا ہے تو قسمت کا لکھا ملتا ہے
صاف ہے بات کہ بندہ کو خدا ملتا ہے

ولہ

اس وجاہت سے نہ انسان کی صورت ہوتی
عشق تک ہوتے نہ محتاج تھا خالق
حکم ہوتا نہ کبھی اکرمکم اتقاکم
خود نمائی کا حسینوں کو نہ ہوتا جو خیال
دل مردہ مرا تسلیم بھی ہوتا زندہ

عارفو ذات کو گر شکل وجاہت ہوتی
زاہدوں کو جو حسینوں سے محبت ہوتی
منحصر گرچہ نسب ہی پہ شرافت ہوتی
نہ تو یہ لاگ ہی ہوتی نہ یہ آفت ہوتی
ان کے قامت سے اگر آج قیامت ہوتی

ولہ

دل کے ملنے سے یار ملتا ہے
تن سے آخر غبار ملتا ہے

دو جہاں سے کنارہ کرتا ہوں
یار کا جب کنار ملتا ہے

زندگی لطف سے گزرتی ہے
یار جب غمگسار ملتا ہے

عشق دم تک نہاں غنیمت ہے
پھر کہاں بار بار ملتا ہے

پاس انفاس سے بہ ذکر خفی
دید دم کا شمار ملتا ہے

حسن دیتا ہے جسکو یہاں خالق
مفت دل کا شکار ملتا ہے

یار کی جیت کا مزا تسلیم
آپ اپنے کو ہار ملتا ہے

ولہ

ہم چشم جب نہ چشم ہوئی چشم یار سے
برخاستہ ہے دل مرا سب کاروبار سے

شائق قتیل یار ہوا جل کے خاک آج
دامن نسیم کا جو بھرا ہے غبار سے

اے دل حجاب دور کر اور بے حجاب ہو
ہستی کا ہے ظہور فقط اعتبار سے

لیلیٰ کا نام نجد میں لیوے اگر کوئی
باہر ہو کیا عجب تن مجنوں مزار سے

مختار کو نہ سوئیوں تو تسلیم کیا کروں
باہر ہوا ہے دل مرا جب اختیار سے

ولہ

ہر شے میں اگرچہ کہ تری جلوہ گری ہے
پر کیا کریں غفلت سے ہمیں بے بصری ہے

بے اپنے تلاش اسکے بڑا نقص ہے طالب
اپنے کو سمجھنا ہی کامل نظری ہے

سمجھا ہوں سمجھتا ہوں مگر کچھ نہیں سکتا
دیکھو تو خبرداری میں کیا بے خبری ہے

وہ طیر ہے باطن میں ۔ وہ عالم کا اگر وقت
ظاہر میں اگرچہ مجھے بے بال و پری ہے

حاضر ہے ہر حال میں صاحب کو نہ بھولے
انسان کی دنیا میں یہی معتبری ہے

گر عمر عبادت میں گزر جائے تو کیا ہو
بے عشق کے افسوس یہ سب بے ہنری ہے

کثرت میں اگرچہ کہ میں مصروف ہوں تسلیم
پر دل مرا وحدت کے سوا سب سے بری ہے

ولہ

خونِ جگر اگرچہ برنگِ شراب ہے
پر لختِ دل بھی آتشِ غم سے کباب ہے

خوش قسمتی سے وصل کی ہاتھ آئی آرزو
جبتک بہارِ گلشنِ عمرِ شباب ہے

اس سیم بر کے عارضِ گلگوں کو دیکھکر
زر سے بھی زرد رنگ رخِ آفتاب ہے

دنیا سرائے فانی ہے اور ہم ہیں میہماں
ہستی خیال و وہم ہے اور زیست خواب ہے

تسلیم عمر اپنی بہت خوف سے گزار
محشر کے روز سب کا حساب و کتاب ہے

ولہ

تم سفر کرتے ہو کب جان کو تاب آتا ہے
دل بیتاب بھی ہمراہ رکاب آتا ہے

جو تمنا ہے مرے دل میں ادب سے جاناں
آپ کے سامنے کہنے کو حجاب آتا ہے

ہے شبِ وصل ترے ہجر کے بیماروں کو
فرشِ مخمل پہ نہ کمخواب پہ خواب آتا ہے

نہ ہو تسلیم تو رنجیدہ کہ بادصفِ قصور
کب تونگر کو فقیروں پہ عتاب آتا ہے

ولہ

موت کہتے ہیں جسے عین وصالِ حق ہے
شوقِ کعبہ کا ہو تسلیم کو کیونکر یارو

ژالہ جوں آب میں بس ہو اجاتا ہے
خمِ ابرو سر محراب ہوا جاتا ہے

ولہ

رضائے مولا ز جملہ اولیٰ خدا کے بندوں کے واسطے ہے
کہ شکرِ راحت شکایتِ غم یہ خود پسندوں کے واسطے ہے

ادا و ناز و کرشمہ غمزہ اے حسن والو تمہیں ہے زیبا
یہ خاکساری وفا شعاری نیاز مندوں کے واسطے ہے

نگاہ بازانِ حسنِ وحدت نظر میں رکھتے نہیں ہیں کثرت
کہ حسن و خوبی کی آفرینش نظر کنندوں کے واسطے ہے

خدا پرستی میں زاہدوں کو نہ [illegible] مزہ ہے یہ [illegible]
جو مے پرستی میں لطفِ مستی ازل سے رندوں کے واسطے ہے

ہیں مستحقانِ رحمتِ حق گنہگارانِ خستہ رونق
شفا کا فکر اور دوا کی تجویز دردمندوں کے واسطے ہے

ہے نیستی میں بشر کو ہستی ہے دردمندی میں تندرستی
کہ جینا مُردوں کو اور مرنا ثبوت زندوں کے واسطے ہے

جو سیر دنیا کے باغ میں ہے نصیب کیونکر ہو ہر بشر کو
جنابِ تسلیم لطفِ عبرت نگاہ بندوں کے واسطے ہے

ولہ

سمجھ کر گفتگو کیجئے مزاجِ یار نازک ہے
بلائیں جھیل لو بلبلو شیشیہ بیان پلی کو تم
فرشتو نزع کے مضراب کو نرمی سے چلنے دو

ادب سے دم کو لے رشتے دلِ لبریز نازک ہے
کہ ٹوٹے گا ہوا سے [illegible] نازک ہے
ربابِ شوق دل [illegible] نازک ہے

کون سنکوسی میں اے مردم عبرت نظرو
دامن معصیت آلودہ کو دھونے والے

صفت برق چمکتے ہیں برستے ہیں کہاں
ہنسنے والے ہیں سبھی کون ہیں رونے والے

سب جوانی گئی غفلت میں اب آئی پیری
صبح نزدیک ہے اٹھو رات کے سونے والے

زندگی تک کبھی سونا کبھی جگنا ہے مگر
حشر تک سوتے رہیں خاک میں سونے والے

ناخدا ہیں نہ نہیں کشتی رحمت بھی نصیب
ابر و بحر قیامت میں ڈبونے والے

دل لگی دھوکا ہے بازی میں نہ کھو فرصت کو
دوست دنیا کے ہیں تسلیم کھلونے والے

ولہ

کیا کیا مزے بتاتا ہے دل آجکل مجھے
اللہ نے دیا ہے دل بے بدل مجھے

دل بے زباں ہے دم ہے تصور روز و شب
بے ذکر یار کچھ نہیں پڑتا ہے کل مجھے

بے دیکھے یار کے کبھی راضی نہونگا میں
جلنے کو لاکھ بار کہے گر اجل مجھے

آزاد ہو کے ذکر میں دیوانہ بن گیا
زہد ریا میں جب نظر آیا خلل مجھے

حاضر ہوں دل کے دینے میں کیا عذر ہے مگر
پہلے تو دیجئے آپ دل اپنا بدل مجھے

قابو سے حاسدوں کے بچاتا ہیں اپنی جان
ہوتا یقیں موت اگر بے اجل مجھے

جب دلربا نے ہنس کے کیا بات مجھ سے کل
آیا نظر کھلا ہوا دل کا کنول مجھے

دل کو پسند آتی نہیں ورنہ چاہیئے
جسمیں نہووے ذکر خدا وہ غزل مجھے

میں پھیرتا ہوں دل کے تصور سے دم کی کل
تسلیم جب سے مل گئی کلمہ کی کل مجھے

ولہ

اگر معنی ہے یا صورت حقیقت ہستی حق ہے
یہ کثرت ہستی حق ہے وہ وحدت ہستی حق ہے

حیات و قدرت و علم و ارادت ہستی حق ہے
سماعت ہستی حق ہے بصارت ہستی حق ہے

کلام حق نشان جاں زباں ہے دہن میں ہے
یہ نسبت ہستی حق ہے معیت ہستی حق ہے

ہے ظاہر میں تو پابندی یہ باطن میں خداوندی
یہ خلوت ہستی حق ہے یہ جلوت ہستی حق ہے

وہاں نخوت ہے نازش ہے یہاں عجز و نیاز ہے
وہ معنیٔ ہستیٔ حق ہے یہ صورت ہستیٔ حق ہے

مجازی کیا حقیقی کیا سمجھ کا پھیر ہے سارا
انیت ہستیٔ حق ہے ہُویت ہستیٔ حق ہے

ہے جو سرِ خفی تسلیم مخفی ذاتِ انساں میں
امانت ہستیٔ حق ہے ودیعت ہستیٔ حق ہے

ولہ

روشِ عشق و محبت جو چلی آتی ہے
آگ دامن میں ازل ہی سے لگی آتی ہے

منھ پہ آتا ہے تو اللہ کا ذکر آتا ہے
دل میں آتی ہے تو فکر صمدی آتی ہے

دلِ بیخود کو خدا آپ ہی یاد آتا ہے
بیخودی جاتی ہے جب گمیں خودی آتی ہے

نیکیاں مفت جو ملتی ہیں دعا کرتا ہوں
جنکے دل میں مرے جانب سے بدی آتی ہے

غیر جنسو نکو نہ دیکھا کبھی ہمدرد کہیں
ابر کے روسفر بجلی کو ہنسی آتی ہے

ذکر اور فکر میں افعال خدا سے ہر حال
باخبر ہیں وہ جنھیں بیخبری آتی ہے

دل ہمارا ہے ازل ہی سے سخن کا مخزن
جب غزل آتی ہے تسلیم نئی آتی ہے

ولہ

کسقدر شفاف ہے آنکھونکا جوہر دیکھئے
اور اسی جوہر میں تابان حسنِ دلبر دیکھئے

ایک ظاہر سنو مظاہر پر نظر درکار ہے
جلوہ گر یک صاحب خانہ ہے گھر گھر دیکھئے

جان فشانی گر طلب میں ہے تو یک نکتہ سنو
جسکو باہر ڈھونڈتے ہو اسکو اندر دیکھئے

پاک باز و اس کثافت میں لطافت اور ہے
تن مکدر ہو تو کیا دل ہے منور دیکھئے

دیکھئے تسلیم ہے سب ذات باری کا اثر
صورتِ آبادِ فنا میں خیر یا شر دیکھئے

ولہ

منھ پر نام اُسکا جب آیا مرا جی جانتا ہے
کیا مزا ذکر میں پایا مرا جی جانتا ہے

پاسِ انفاس کی امداد سے اللہ اللہ
آپکو میں نے جو پایا مرا جی جانتا ہے

رات کو یاد میں اللہ کی روتے روتے
آنسوؤں سے جو نہایا مرا جی جانتا ہے

سوز فرقت سے جگر نعل در آتش ہو کر　　داغ پر داغ جو کھایا مرا جی جانتا ہے
میں ہوں جس کا رتی بوس معروف تو ستار کیا　　تری رحمت کو خدایا مرا جی جانتا ہے
جوش الفت میں جو سکتہ ہوا سر سے پا تک　　مجھکو کیا کیا نظر آیا مرا جی جانتا ہے
دیکھکر پردۂ صورت میں جمالِ جانانہ　　دل نے جو لطف اٹھایا مرا جی جانتا ہے
دل کے اندر کہ سمایا نہیں جاتا ذرہ　　یار کیونکر ہے سمایا مرا جی جانتا ہے
دید اور دم کا مزہ دلکی حلاوت تسلیم　　یاد میں اسکی جو پایا مرا جی جانتا ہے

ولہ

حالت شیفتہ تلاشی کی کہوں میں کس سے　　لاکھ پہلو مرا یکدل ہے تو لوٹوں میں کس سے
عاشقی میں جو ہر اک شے ہے نظیر دلبر　　سب میں معشوق نظر باز رہوں میں کس سے
ایک صورت کے ہیں سب سیکڑوں صورت والے　　کسکو دیکھوں کسے بیٹھا ہوں لگا میں کس سے
دل یہ کہتا ہے کہ دل چاہنے والے ہیں سبھی　　ہے جہاں جلوہ [illegible] میں کس سے
ہنسنے والو نہیں میں روتا ہوا آیا تسلیم　　رونے والوں میں جاتا ہوں ہنسوں میں کس سے

ولہ

خبر رکھی نہ پاؤنکی نہ سر کی　　یونہی سب زندگی ہم نے بسر کی
عجب کچھ زرگری ہے سیمبر کی　　کہ بے قیمت ہوئی دولت زندگی
ہے جھگڑے نوکدار ابرو و مژگاں　　انہیں عادت ہے کیا تیر و تبر کی
وطن ہے دشت اور بے خانماں ہوں　　محبت انکی جیسے دل میں گھر کی
میں اپنے میں نہ اوروں سے باخبر　　خبر انکی مجھے یوں بے خبر کی
ہوس شاہی کی اوروں کو مبارک　　مجھے بس ہے گدائی انکے در کی
نہیں تسلیم ہستی کا بھروسہ　　سمجھ لو دھوپ ہے دوپہر کی

ولہ

کہ بیخودی اور خودی میں ۔ سالکا ۔ نوال بھی ہے زوال بھی ہے

سلوک جب تک نہو وے کامل نہیں تسلی ذرا بھی حاصل
کہ سالکوں کو ہر ایک دم میں فراق بھی ہے وصال بھی ہے

تجلیوں میں بوجہ یکتائی ہی ہوں مرتا کبھی ہوں جیتا
کہ جیسے مہتاب کو ہمیشہ زوال بھی ہے کمال بھی ہے

کلیم و سامع جو آپ تھا وہ کہا الست اور کہا بلیٰ وہ
بہ نقش کثرت برنگ وحدت جواب بھی ہے سوال بھی ہے

کروں میں کیا وصل میں تعلی تپش کبھی ہے کبھی تسلی
ہے دل میں خوف و رجا کہ اس جا جلال بھی ہے جمال بھی ہے

خدا شناسی و خودشناسی جہاں میں زاہد سے آشنائی
کہ عینیت او غیریت سے ملن بھی ہے محال ہی ہے

کبھی ہے ناقص کبھی ہے کامل کبھی کنارے کبھی مقابل
عجب ہے تسلیم حالت دل کہ بدر بھی ہے ہلال بھی ہے

ولہ

زلفوں کی مغز سے کبھی خوشبو نہ جائیگی
مر جائیں بھی تو خواہش گیسو نہ جائیگی

زلف سیاہ بس گئی چشم سیاہ میں
باہر مری نظر سے سر مو نہ جائیگی

جائیگی دل سے نزع میں کل خواہشیں مگر
لے آرزوئے وصل کبھی تو نہ جائیگی

کافور سی اڑے گی ہوا کھا کے بوئے عطر
پر آپ کے پسینہ کی خوشبو نہ جائیگی

جنت میں بھی تمہاری شباہت کی روشنی
میری نظر سے لے مرے مہرو نہ جائیگی

سلک گہر سے تول کو تسلیم کی غزل
تخمین دل سے ہمیشہ ترازو نہ جائیگی

ولہ

دل میں آنا ... [illegible] کا سامان کیجئے
دل سے جمعیت دنیا کو پریشان کیجئے

جب سلیمان کی حکومت نہ رہی دنیا میں
پھر تو کیا شوکت دنیا تری ارمان کیجئے

ق

زاہد شوق ہے کہ رندوں کی ہم بزمی کا
کافر نفس کو پہلے تو مسلماں کیجئے

یاں نظر بازی بھی جائز ہیں [illegible] سب
آئیے شوق سے نظارہ جاناں کیجئے

منزل دل میں کبھی خلل سگ نفس نہ ہو
کار توحید [illegible] ذکر کو درباں کیجئے

[illegible] شربت شیریں سے ہو سیری [illegible]
[illegible] زبان کو شکرستاں کیجئے

ولہ

دل ظہور تجلیاتی ہے
خاک آلودہ تن صفاتی ہے

ق

جو تجلی نظر آتی ہے
ایک ذاتی ہے یک صفاتی ہے

[illegible] آنکھوں کو مقتضائے بصر
بے بصیرت نظر کب آتی ہے

یاد حق کی شراب پینے سے
بیخودی بے بلائے آتی ہے

ذکر کیا کیا بہار لاتا ہے
فکر کیا کیا مزے بتاتی ہے

سیر فی اللہ کر بقا ہو جا
ماسوا اللہ کو بے ثباتی ہے

ذات کو فکر سے نہیں نسبت
اہل نسبت کو ذکر ذاتی ہے

تلخ ہوتے ہیں دو جہان کے مزے
روح جب دم مزے میں آتی ہے

دل میں تنکا سما نہیں سکتا
ذات دیکھو تو کیوں سماتی ہے

صبح سے شام تک ہو ذاکر
دیکھو حاجت بھی بر آتی ہے

پا لیا امتحان سے تسلیم
اسم اعظم یہی ہم ذاتی ہے

ولہ

ہیں دو پردے مگر ہر پردہ موضوع اک روش کا ہے
ادھر کوشش کا پردہ اور ادھر پردہ کشش کا ہے

یہ دو پردے بھی اٹھ سکتے نہیں ہیں اپنی جرأت سے
تو مجبوری سے پیر سے دل پہ یک عالم تپش کا ہے

ہے کرتا دل کی تحسین میں تامل نفس امارہ
نہ موقع نفس امارہ پہ دل کو سرزنش کا ہے

نہ پھر جا اپنے جادہ سے نہ بے پروا طلب میں ہو
کہ جادہ لاابالی دلبر شیریں منش کا ہے

خدا کو جان اپنی پیشتر مرنے کے دے ڈالو
اگر تسلیم تم کو شوق کچھ داد و دہش کا ہے

ولہ

رجعت جو نہایت کو ہدایت کیطرف ہے
کثرت کا سفر کشور وحدت کیطرف ہے

عارف میں معارف کا عروج ازرہ تنزیل
ہر چند نزول اسکا شہادت کیطرف ہے

جبتک ہے یہ زہد اور یہ طاعت یہ عبادت
زاہد تو ابھی اپنی جہالت کیطرف ہے

ہے لطف کہ مصروف لطافت ہے مرا دل
رخ نفس کا ہر چند کثافت کیطرف ہے

جسدن سے کھلا عقدۂ توحید ہے تسلیم
دل شکر کے جانب نہ شکایت کیطرف ہے

ولہ

سب ملتے ہیں دنیا میں محبت نہیں ملتی
ہر ایک طبیعت سے طبیعت نہیں ملتی

یا ہوں تو میں ابر ابھی اپنے کو بناؤں
پر کام میں دل کے مجھے فرصت نہیں ملتی

ہیں گرچہ دو عالم میں بہت بل شباہت
لیکن مرے جاناں کی شباہت نہیں ملتی

تنور قفس سے نہ بپا ہو کہیں طوفاں
صیاد سے رونے کی اجازت نہیں ملتی

آئینۂ بے جوہر اگر لاکھ صفا ہو
صورت تجھے اپنی کبھی صورت نہیں ملتی

جبتک کہ بشر نفس کی صحبت کو نچھوڑے
تسلیم خدا والونکی صحبت نہیں ملتی

ولہ

دشمنی - دشمنی دکھاتی ہے
دوستی - دوستی نبھاتی ہے

یاد آتا ہے گلبدن میرا
جب چمن میں بہار آتی ہے

آئیں وہ یا نہ آئیں پر کل سے
اڑتی اڑتی خبر تو آتی ہے

دیدہ بر راہ شوق ہوں مگر
دیکھیں تقدیر کیا دکھاتی ہے

مردم چشم شوق سے کہدو
سوتے فتنوں کو کیوں جگاتی ہے

شوخ چشمی تری نگاہوں کی
آنکھ سے آنکھ جب ملاتی ہے

دیکھتے دیکھتے برنگ ہوا
وحشت آتی ہے عقل جاتی ہے

عاقبت کے خراب کرنے کو
لت [illegible] کی [illegible]

یاد میں اس کے دل نہیں لگتا
کیا پریشاں دلی ستاتی ہے

گالیاں کہانا اور دعا دینا
یہ بھی صاحب انکی چھاتی ہے

یاد آتی ہے زلف کی خوشبو
جب نسیم بہار آتی ہے

اندنوں آسماں کی نیرنگی
کیا تماشے نئے بتاتی ہے

کل جو کھاتا تھا شیرمال و کباب
آج محتاج یک چپاتی ہے

اور لب نان کا جو تھا بھوکا
دولت اسکو نمر سے چکھاتی ہے

چلو تسلیم چھوڑو دو باتیں
بیخودی آپکو بلاتی ہے

ولہ

دل جو بے پروا ہے دنیا سے وہی آزاد ہے
جب ہوا آزاد پھر وہ ہے خدائی اور ہے

جسمیں سمائی میں بلا تو کیا لا داغ رہا
زاہد و محسن تھا وہی کسفہ پر باد ہے

جسکو کہتے ہیں فنا اور جسکو کہتے ہیں بقا
وہ خودی آباد ہے اور یہ خدا آباد ہے

صورت آبادِ دو عالم حرفِ بے معنی نہیں　　پر وہی سمجھا ہے جسکو اسکا مطلب یاد ہے
جس چمن میں نغمہ آرائی تھی کل تسلیم آج　　شور ہے غل ہے بکا ہے نالہ و فریاد ہے

ولہ

موت سے پہلے ہی دنیا سے گزرنا چاہیئے　　مست جینا چاہیئے ہشیار مرنا چاہیئے
راہ سے انفاس کی واقف ہے عرش و فرش تک　　سالکوں کو راتدن چڑھنا اترنا چاہیئے
منزل آگے سخت ہے ربط اور عادت کیلئے　　پہلی منزل میں مقام البتہ کرنا چاہیئے
تیغ سیدھی صاف ہے خنجر کا پہلو ہے برا　　نفس او سفاک ہے نزدیک [illegible] چاہیئے
سیر و طیر روح ذکر و فکر سے ہے راتدن　　ہم وہ طائر ہیں کہ ہمکو بال و پر [illegible] چاہیئے
عاصیو بازارِ رحمت کے اگر ہو مشتری　　موتیوں سے اشک کے دامن کو بھرنا چاہیئے
چاہتے ہو تم اگر تسلیم رونق روح کی　　وسوسوں سے دلکو پہلے پاک کرنا چاہیئے

ولہ

جب قاصدِ صبا نے خبر دی بہار کی　　کیا خوشدلی ہے دیکھو قفس میں ہزار کی
دنیا سے سیر ہو کے کریں فکرِ عاقبت　　پر کیا امید زندگیِ مستعار کی ہے
جس دن سے دل کے ہاتھ میں مضراب دید ہے　　سنتا ہوں نغمہ گر حق میں صدا دم کے تار کی
دیتا ہے نیک و بد کے نتیجہ سے آگہی　　کیا بات ہے عزیزو دلِ ہوشیار کی
تسلیم تو طریقۂ خلوت در انجمن　　منظور گر ہے تمکو خوشی اپنے یار کی

ولہ

دل بیدار اس حسن بے صورت کا مائل ہے　　کہ صورت صورتِ آئینہ حیرت سے مقابل ہے
پہنچنا منزلِ مقصود کو پھر کچھ نہیں مشکل　　خدا کے راستہ میں گر سفر کا شوق کامل ہے
الجھ کر اس طرح سے ہو پریشاں [illegible] اے کاکل　　[illegible] تیرا شیرازۂ جمعیت دل ہے
کثافت کو لطافت سے بدل دو دید میں جلدو　　اگر تسلیم ناقص ہے گریباں روح کامل ہے

خدا کی راہ دل سے سونچ اے تسلیم ہمت کر ۔ دو عالم جسمیں پیدا ہے وہ پیدا عالمِ دل ہے

ولہ

ہیں اورا س فرقِ علوشان کی ہوس حیرت ہے ۔ مور کو ملکِ سلیماں کی ہوس حیرت ہے
بے بصیرت کے بصارت پہ تنجیر کہتک ۔ کیا ان آنکھوں کو رخِ یار کی ہوس حیرت ہے
ٹھوکریں کھا کے ہوا ہوش سے نہ سنبھلنے پائے ۔ اے کتاں پھر مہِ تاباں کی ہوس حیرت ہے
شعلۂ عشق سے جبتک نہو گرمی پیدا ۔ طالبِ سینۂ سوزاں کی ہوس حیرت ہے
بے محبت کے طلب بوالہوسی ہے تسلیم ۔ لاگ جبتک نہو جاناں کی ہوس حیرت ہے

ولہ

ہوا سفر کی ہے ناموافق وطن کو چلنے کی فکر کیجئے
اُداس منزل سے دل ہے بیدل یہ گھر بدلنے کی فکر کیجئے
زمین گِل آلود ہے یہاں کی ہماسے لغزش ہے ہمتاں کی
خوشی خوشی سے چلے تو آسے اگر سنبھلنے کی فکر کیجئے
بلا ہے دنیائے دوں کی الفت نہیں یہ الفت ہے بلکہ کلفت
نہیں یہ ہستی مقامِ فرحت جو دل بہلنے کی فکر کیجئے
اگر ہو عاصی کرو تلافی طلب خدا سے کرو معافی
گناہگار و ہے توبہ کافی نہ ہاتھ ملنے کی فکر کیجئے
نہال دل ہے جو سبز و خوشتر ہوا ہے گرچہ بہار آور
نہ پھولو تسلیم پھولنے پر ابھی تو پھلنے کی فکر کیجئے

ولہ

وصل کی تھی جو ہمیں ضد یا میری ۔ بن گئی غیب سے ہوا میری

وہ بِلا مجھ سے میں بلا اُس سے ۔۔۔ وہ کہاں تھی میں کہاں میری

میں کمال ادب سے پیش آیا ۔۔۔ خیریت پوچھا دلربا میری

دل لگی کی جو باتیں ہوتی تھیں ۔۔۔ تھیں سنا اُسکی وہ سُنا میری

مطلع دوم

کہا میں نے کہ التجا میری ۔۔۔ تم سنو گے ۔ کہا بلا میری

کہا میں وائے خوبی قسمت ۔۔۔ تم تو سنتے تھے بارہا میری

کہا سن لونگا ۔ میں کہا پھر کب ۔۔۔ کہا سن لے اگر خدا میری

میں کہا گر خدا اسنے نہ سنے ۔۔۔ کہا اتنا زبان ہے کیا میری

کہا میں ہاں ۔ کہا نہیں لیکن ۔۔۔ یار وہ بات ہے جدا میری

کہا میں نے کہ کچھ تو فرماؤ ۔۔۔ کہا سن وہ بات آشنا میری

نہیں وہ بات کہنے سننے کی ۔۔۔ رہ گئی ہے زباں نہ امیری

کہا میں کیوں ۔ کہا ادھر تو آ ۔۔۔ دیکھتا سب ہے وہ وفا میری

پاس بٹھلایا اور یہ مجھسے کہا ۔۔۔ بہتر ہے تیری سمجھ ہے یا میری

ابتو تو آپ ہی سمجھ لے گا ۔۔۔ ہے خطا تیری یا خطا میری

بولا منھ کھول میں نے کھول دیا ۔۔۔ یوں تسلی سنو کیا میری

یعنے تھوڑی سے رکھکے منھ میں نبات ۔۔۔ کہا اب بات سن ذرا میری

کھول منھ میں کہو مزا کیا ہے ۔۔۔ ہوش باتوں میں کھو دیا میری

میں کہا مصری میٹھی میٹھی ہے ۔۔۔ بات یہ سن کے ہنس دیا میری

پھر کہا کیا مزا ہے میٹھے کا ۔۔۔ نہ رہی ہوش پھر بجا میری

کہا میں نے کہ کہہ نہیں سکتا
کہا تیری زباں ہے یا میری

میں بھی ایسا ہی کہہ نہیں سکتا
کہہ تو بیجا ہے یا بجا میری

میں کہوں سچ ہے آپ کا کہنا
کہا اب تو سمجھ گیا میری

منہ مرا بند ہو گیا ورنہ
کی مُعرّق مجھے حیا میری

میں بھی اپنا طبیب ہوں تسلیم
درد میرا ہے اور دوا میری

ولہ

نہیں ہیں خاکیو ہم خاک کی صورت کے دیوانے
ہے پردہ میں کوئی صورت تو ہیں صورت کے دیوانے

تماشا دیکھتے ہیں صورتوں میں حسن والوں کے
کسی صورت تمھارے حسنِ بے صورت کے دیوانے

کسیکو دیر اور کعبہ کسیکو ہم کو حق بس ہے
نہ ہم مذہب کے دیوانے نہ ہم ملت کے دیوانے

کوئی مسجد [illegible] اور کوئی محراب ابرو کو
یہ قد قامت کے دیوانے وہ قد قامت کے دیوانے

معطل تا صفت تیری نہ ہوگا یہ قیامت میں
[illegible] وہ ہیں رحمت کے دیوانے

خوشی میں رنج میں تنہا [illegible] کثرت میں بہر صورت
نظر بازی میں رہتے ہیں تری صورت کے دیوانے

ہے کتنا فرق یارب عارفوں میں زہد والوں میں
یہ دیوانے ترے وہ ہیں تری صنعت کے دیوانے

کسی حالت میں ہوں پر میکدہ میں دید بازی کے

ہمیشہ مست رہتے ہیں مئے الفت کے دیوانے
تجلی قادرِ مطلق کی تم دیکھا کرو ہر دم
اگر تسلیم ہو اللہ کی قدرت کے دیوانے

ولہ

مرا جب سے دل ذاکرِ اسم ہُو ہے — نہ یہ ہے نہ وہ ہے نہیں میں تو ہے
اگر جستجو ہے تری جستجو ہے — اگر آرزو ہے تری آرزو ہے
مرے سر میں سودا ہے الفت کا لوگو — محبت کی یاد آ رہی گفتگو ہے
بہانہ ہے صورت پرستی کے یارب — تجھے دیکھنے کی مجھے آرزو ہے
وہ اوّل وہ آخر وہ باطن وہ ظاہر — اگر آنکھ ہے دیکھ لو روبرو ہے
ہوں نزدیک یا دور پر مثلِ سایہ — ترے ساتھ میں ہوں مرے ساتھ تو ہے
رہے یار سے نزع میں دید بازی — یہی مدّعا ہے یہی آرزو ہے

ق

تو اور کسی کو دے دین و دنیا - کہ مجھکو — نہ یہ آرزو ہے نہ وہ آرزو ہے
مگر آرزو ہے تو تیری ہے مجھکو — کہ دنیا بھی تو اور عقبیٰ بھی تو ہے
بچا میں نہ دریا میں تر دامنی سے — ترے ہاتھ تسلیم کی آبرو ہے

ولہ

اے مسیحا دل مرا بیمار ہے — آرزوئے شربتِ دیدار ہے
میں ہوں وہ منصور میرے واسطے — زلف کی پھانسی ہے مژگاں دار ہے
گر ہوا کا رخ پلٹ جائے اِدھر — پھر تو اس دریا سے بیڑا پار ہے
گلرخانِ سرو قد کا ہے ہجوم — آج کوچہ یار کا گلزار ہے
خیر و شر میں ہے تجلی یار کی — پیر پیاں چشمِ ادب درکار ہے
مُوتوا قبل اَن تموتوا سن چکا — زندگی سے نزع بھی بیزار ہے

دیکھو تو اللہ کا دربار ہے	عالم دنیا نہیں تسلیم یہ

ولہ

تمام [illegible] مثال ایک جی سے یہ بھی وہی ہے وہ بھی وہی ہے
باطن یکی اور ظاہر دوئی ہے - یہ بھی وہی ہے وہ بھی وہی ہے
لب پر ہے ذکر اور جی میں تفکر آنکھوں میں تصویر دل میں تصور
ہے یہ دوئی یہاں خفی و جلی ہے یہ بھی وہی ہے وہ بھی وہی ہے
حسن حقیقی [illegible] صاحب کی سب ہے سب کارسازی
لرزش قدیم اور کوئی نئی ہے - یہ بھی وہی ہے وہ بھی وہی ہے
حسن اور غمزہ [illegible] جلوہ کی آتش شوق اور الفت کی سوزش کی آتش
بجلی کہیں اور کہیں دب رہی ہے - یہ بھی وہی ہے وہ بھی وہی ہے
قہر و جفا میں مہر و وفا میں [illegible] دوا میں غم میں بلا میں
وحشت کہیں اور کہیں دل لگی ہے - یہ بھی وہی ہے وہ بھی وہی ہے
طالب ہے دل اور مطلوب دلبر - کیا کیا بہانے ہیں اللہ اکبر
وہ مدعا ہے یہ مدعی ہے - یہ بھی وہی ہے وہ بھی وہی ہے
تسلیم جاناں کی پیاری شباہت - یہ وہ ہے جس کا اپنی شباہت
دل میں بسی اور نظر میں بسی ہے - یہ بھی وہی ہے وہ بھی وہی ہے

ولہ

بہلی ہے دنیا [illegible] عشق بازی دلا حقیقی ہو یا مجازی
کہ حسن والوں سے دید بازی - ہے راہ باطن کی چارہ سازی
ادھر ہنسی ناز و لاابالی - ادھر نیاز اور زار نالی
نہیں ہے مطلب سے وہ خالی - کہ حسن راکب ہے دید تازی

اگرچہ تم ہم ہیں جسم اور جان - مگر تساوی نہیں ہے شایاں
نیاز زیبا ہے ہمکو جاناں - تمھیں سزاوار ہے نیازی

اگر ہو سنتے خدا کی باتیں - تو چھوڑ دو تم ریا کی باتیں
اگر یہی ہیں ہوا کی باتیں - کرینگے ہم بھی زمانہ سازی

اگر محبت کا بھید پاتے - تو کیوں نہ لیلوں سے پیش آتے
قسم خدا کی - کبھی نہ کھاتے فریب ابلیس فخر رازی

نہیں ہے جاں کندنی کا کچھ غم - اگر نکل جائے دید میں دم
جھپٹینگے خوانِ کرم پہ جب ہم - کرے گا خود میہماں نوازی

خودی میں اور بیخودی میں باہم رہی ہے تسلیم جنگ پیہم
ہیں فتح بھی ہم شکست بھی ہم - ہمیں شہید اور ہمیں ہیں غازی

ولہ

ہر پردہ میں ہر اک شے کے تری جلوہ گری ہے
ہر دم میں ہے سیر چمنِ انفس و آفاق
تاثیر مری آہ کی کیا ہو گئی یارب
آتش مرے سینہ میں ہے ہونیں تر و تازہ
تسلیم ہو بیدار کہ تارہ نکل آیا

افسوس کہ غفلت میں ہمیں بے بصری ہے
گو طائر آزادی کو بے بال و پری ہے
یہاں بے جگری ہے تو وہاں بے خبری ہے
باطن میں حنا سرخ ہے ظاہر میں ہری ہے
شب گزری ابھی سوتے ہو کیا بے خبری ہے

ولہ

صاحب کو بھول جانا دنیا نہیں تو کیا ہے
غیروں سے دل لگانا دنیا نہیں تو کیا ہے
غفلت میں عمر کھونا نیکی سے ہاتھ دھونا
بے پایہ بینا کھانا دنیا نہیں تو کیا ہے
مالِ حرام لینا جو نفس مانگے دینا
پاک اپنے کو کھانا دنیا نہیں تو کیا ہے
دولت کے غم میں مرنا انصاف سے گزرنا
حقدار کو ستانا دنیا نہیں تو کیا ہے

رغبت رہی کجی سے نفرت ہو راستی سے / نفسانیت بڑھانا دنیا نہیں تو کیا ہے
لہو و لعب میں رہنا باطل زباں سے کہنا / حق بات کو چھپانا دنیا نہیں تو کیا ہے
تسلیم غور کیجے کچھ فکر اور کیجے / غم زندگی کا کھانا دنیا نہیں تو کیا ہے

ولہ

مرے دلربا کا بہانہ نیا ہے / بہانہ نیا کارخانہ نیا ہے
عجب بھید ہے دائرہ میں قدم کے / نئے لوگ ہیں اور زمانہ نیا ہے
برائی میں بھی میں خدا کو نہ بھولا / کہا نفس یہ تازیانہ نیا ہے
ق
لگی کہنے مشاطۂ عقل یا رب / یہ کاکل نئے ہیں یہ شانہ نیا ہے
کہا جلوۂ دلبرانہ کہیں ہے / کہیں جادۂ عاشقانہ نیا ہے
جب آئی یہ قالب میں رفتہ ہو کر / کہی روح یہ تو ٹھکانا نیا ہے
نیا تو نہیں دیکھ اس سفر کی حلاوت / کہ صحبت نئی آب و دانہ نیا ہے
نہیں میں ازل کے چمن کا ہوں لیکن / یہ گلشن نیا آشیانہ نیا ہے
یہ محفل ہے وحدت کی آئے ہو آؤ / ترانہ نیا شادیانہ نیا ہے
نہیں شخص اور عکس تسلیم حادث / مگر آئینہ درمیانہ نیا ہے

ولہ

چشمۂ دل جو محبت میں ابل جاتا ہے / پانی آنکھوں کے دہانے سے نکل جاتا ہے
صاف سینہ کی کدورت نہیں چھٹتی ہرگز / دل بدل جاتے ہی چہرہ بھی بدل جاتا ہے
جائے بیڈھب ہے سنبھل کر بھی چلیں تو کب تک / پاؤں البتہ گلابہ میں پھسل جاتا ہے
لاکھ آفت ہو بلا ہو نہیں کرتے شکوہ / جنکا دل ذکر الٰہی میں بہل جاتا ہے
دیکھتے دیکھتے ہوتا ہے اندھیرا تسلیم / جبکہ خورشید سر کوہ سے ڈھل جاتا ہے

ولہ

تماشائے دنیائے دوں کچھ نہیں ہے — فقط نور بیچوں ہے چوں کچھ نہیں ہے
بجز جلوۂ نورِ حق دو جہاں میں — دروں کچھ نہیں ہے بروں کچھ نہیں ہے
جواہر کا پتلا ہے دل کیوں نہ چاہوں — کہ یہ پیکر سیم گوں کچھ نہیں ہے
حقیقی مجازی غرض عشق بازی — کوئی ہو پہیلی ہے زبوں کچھ نہیں ہے
سوا دین و دنیا کے مانگا تو بولا — فقط میں ہوں کیا تجکو دوں کچھ نہیں ہے
سوا روح کے دل کے اور تن کے جاناں — نثار آپ پر کیا کروں کچھ نہیں ہے
محبت کا سودا ہے تسلیم ازل سے — مرے سر میں جوشِ جنوں کچھ نہیں ہے

ولہ

ترے دید میں محو کر دے مجھے — میں دیکھوں تجھے وہ نظر دے مجھے
خبر مل گئی تیری جسکو بکہ — میں ہوں کون میری خبر دے مجھے
اندھیرے میں فرقت کے دل تنگ ہوں — ترے نور میں وصل کر دے مجھے
کشش ہے ادھر اور کوشش ادھر — اگر روک رکھے میں پر دے مجھے
کروں آرزو سے دوائے وصال — الٰہی وہ دردِ جگر دے مجھے
دعائے شبی ہو مری مستجاب — اثر بخش آہِ سحر دے مجھے
کبوتر بنوں اور گلی میں تری — میں اڑتا پھروں ایسے پر دے مجھے
ہے کیا بھید سینہ میں تسلیم کے — خبر لے دل بے خبر دے مجھے

ولہ

آئینہ وجودِ خدا کائنات ہے — عین صفت ہے ذات صفت عین ذات ہے
وہ موت ہے کہ جسکو سمجھتے ہیں ہم حیات — اور موت جسکو کہتے ہیں وہ وجود حیات ہے
انصاف پر نجات تمھاری ہے زاہدو — رحمت کے ساتھ اہل خطا کی برات ہے
ذات و صفت کا فرق مجازی ہے گفتگو — نقشے میں ذات قدس کے رنگ صفات ہے

نیرنگ ہو وے نقشۂ بیرنگ دیدہیں | تسلیم حسبِ حال یہ آخر نکات ہے

ولہ

ق

زندگی دل کی خدا کی یاد سے ہے | گر نہ ہو یادِ خدا برباد ہے
حاضر و غائب خدا کے ہو رہو | حضرتِ دل کا یہی ارشاد ہے
گو سراپا ہیں خطا اور نہیں ہوں | اے دلِ آشفتہ کیوں ناشاد ہے
ہیں وہی حامی کہ جسکے نور سے | انفس و آفاق کی ایجاد ہے
منحرف تسلیم ہوکر راہ سے | چاہتے ہو داد کیا بیداد ہے

ولہ

جینے میں پریشانی ہے مرنے میں مزا ہے | زلفوں کے سنورنے کا بکھرنے میں مزا ہے
جس وقت اجل آئیگی لے جائیگی لیکن | بے موت کے ہستی سے گذرنے میں مزا ہے
تو دم کا نگہبان رہو دیکھ تماشا | خنجر ہنسنے میں حلاوت ہی اترنے میں مزا ہے
ہے لطف کہ دل یادِ خدا میں ہے بیخود | اور دید کا آنکھوں کے ٹھہرنے میں مزا ہے
مجذوب ہوں گستاخ تو ہو جائیں فنا ما | سالک ہو تو اللہ سے ڈرنے میں مزا ہے
حق واں سے حق بات کہیں عیب نہیں ہے | نادانوں کے منہ پر تو مکرنے میں مزا ہے
اندیشہ خدا بینی کا خود بینی کا تسلیم | کرنے میں مزا اور نہ کرنے میں مزا ہے

ولہ

غارت گرِ دل عاشقِ بیدل کی خبر لے | سیماب سی حالت ہے مرے دل کی خبر لے
اے قیس تو لیلےٰ کو کہاں ڈھونڈ رہا ہے | سن بات مری پہلے تو محمل کی خبر لے
ہے شخص جہاں عکس ہے ۔ پر پہلے تو تسلیم | صیقل سے صفائی ہے مجمل کی خبر لے

ولہ

خدا ہی سب سے اچھا اور خدا کی ذات اچھی ہے | بشر گو جزو ہے پر فکرِ کلیات اچھی ہے

اگرچہ لَا اِلٰہ اور اِلّا اللہ کہتے ہیں
نہ بہانے کا بہانہ ہے اگر انصاف سے دیکھو
حلق میں آنکھ کے رکھکر میں لایا ہوں یہ جان و دل
اگر ہے دھوپ کا اندیشہ اور گرمی سے ڈرتے ہو

مگر گل کے لئے اثبات کی اثبات اچھی ہے
تمہاری بات اچھی یا ہماری بات اچھی ہے
قبول اسکو کرو جاناں کہ یہ سوغات اچھی ہے
مسافر کے لئے تسلیم پچھلی رات اچھی ہے

ولہ

خود بخود عشق کا سودا ہے یہ سر میں میرے
یاد ہر دم مجھے آتا ہے مسیحا میرا
فضل کا اور کرم کا ہے بھروسہ مجھکو
دوست جو مجھکو ستاتا ہے تو شکوہ کیا ہے
مدتوں سے میں جسے ڈھونڈ رہا تھا تسلیم

آتشِ دید سے گرمی ہے جگر میں میرے
کسقدر دردِ محبت ہے جگر میں میرے
توشۂ راہ نہیں گرچہ سفر میں میرے
کچھ نہ کچھ نفع ہے البتہ ضرر میں میرے
اللہ اللہ وہ مجھے مل گیا گھر میں میرے

ولہ

خدا والوں کی الفت میں ہوا کرتے ہیں دل والے
خدا کے آشناؤں سے نہ کیونکر آشنائی ہو
خطا انکی عطا ہے اور عبادت انکی عصیاں ہے
نہ بگڑے کہیں قدرت کا نہ دوزخ کی خرابی ہو
مگر باطن سے اپنے کام میں مصروف رہتے ہیں
ہمیشہ کھاتے پیتے جاگتے سوتے بیٹھتے اٹھتے
تجلی ذات کی جب جلوہ گر تسلیم ہوتی ہے

خودی کی قید سے دلکو رہا کرتے ہیں دل والے
کہ غیروں کو بھی اپنا آشنا کرتے ہیں دل والے
جو کرتے ہیں نہیں بیجا بجا کرتے ہیں دل والے
رموزِ دل اشارہ میں ادا کرتے ہیں دل والے
اگرچہ ظاہر اسکی ثنا کرتے ہیں دل والے
زبانِ روح سے ذکرِ خدا کرتے ہیں دل والے
خدا پر جان کو اپنی فدا کرتے ہیں دل والے

ولہ

نمونہ ذات کا انسان ہے باقی نمائش ہے
ہے ناقص جوہر صورت مگر آئینۂ دل میں

تنِ انسان میں یک جان ہے باقی نمائش ہے
جو کچھ ہے آبرو ایمان ہے باقی نمائش ہے

نہیں موقوف صورت پر کہ ہر اک دل ہو دیوانہ
حسینوں میں فقط یک آن ہی باقی نمائش ہے
بشر مُردہ ہے خواہ عابد ہو یا زاہد - مگر تن میں
خدا کی آشنائی جان ہے باقی نمائش ہے
اگر تسلیم ہے چشمِ بصیرت غور سے دیکھو
بشر کیا ہے - خدا کی شان ہی باقی نمائش ہے

ولہ

آج تقدیر سے گر یار کی آمد ہو جائے
آرزو ہے کہ زباں صرف خوشامد ہو جائے
چھوڑ دوں چلمنِ مژگاں کو چھپا لوں دل میں
یا اگر آنکھوں کے کمرہ میں بر آمد ہو جائے
بیخودی میں نظر آئیگا خدا کا جلوہ
دل اگر ساقیا مستِ مئے سرمد ہو جائے
دیدوا دید میں گر روح مری ہو تحلیل
کیا عجب روضۂ رضواں مری مرقد ہو جائے
کثرتِ ذکر سے گر دل کو ہو رغبت تسلیم
روح دنیا کے تعلق سے مجرد ہو جائے

ولہ

شکر ہے آج کہ میں ہوں مرا دلدار بھی ہے
لطفِ گفتار بھی ہے لذتِ دیدار بھی ہے
آشنائی میں بھی عاشق کو ادب ہے ورنہ
یار دلدار بھی ہے اور دل آزار بھی ہے
حق بناحق جو سزا دیتے ہیں خیر اُنکی خوشی
دیر کیوں کرتے ہیں منصور بھی ہے دار بھی ہے
تیز پرواز نہ ہو جائے ادب ہے بلبل
یہ چمن وہ ہے کہ یہاں گل بھی ہے اور خار بھی ہے
مطمئن دل نہیں ہوتا کہ زباں پر اُن کی
کبھی انکار بھی ہے اور کبھی اقرار بھی ہے
یہ وہ آزار نہیں ہے کہ کروں فکرِ علاج
دل مسیحا بھی ہے دارو بھی ہے بیمار بھی ہے
جب تلک تن میں ہے دم نغمہ میں ودائے تسلیم
سازِ دل چھیڑ تو مضراب بھی ہے تار بھی ہے

ولہ

دل میں جب برقِ تجلی خدا آتی ہے
راحت افزائی کو جنت کی ہوا آتی ہے
بیخودی آتی ہے اور دل سے خودی جاتی ہے
مغز میں اِنّی انا اللہ کی صدا آتی ہے
بلبلو شور نہ رہو آگیا پچھلا پہرا
اب نسیم سحری غنچہ کشا آتی ہے

اگرچہ لا الٰہ اور الا اللہ کہتے ہیں
مگر کل کے لئے اثبات کی اثبات اچھی ہے

نہ بہانے کا بہانہ ہے اگر انصاف دیکھو
تمہاری بات اچھی یا ہماری بات اچھی ہے

طبق میں آنکھ کے رکھکر میں لایا ہوں یہ جان و دل
قبول اسکو کرو جاناں کہ یہ سوغات اچھی ہے

اگرچہ دھوپ کا اندیشہ اور گرمی سے ڈرتے ہو
مسافر کے لئے تسلیم پچھلی رات اچھی ہے

ولہ

خود بخود عشق کا سودا ہے یہ سر میں میرے
آتش دید سے گرمی ہے جگر میں میرے

یاد ہر دم مجھے آتا ہے مسیحا میرا
کسقدر درد محبت ہے جگر میں میرے

فضل کا اور کرم کا ہے بھروسہ مجکو
توشۂ راہ نہیں گرچہ سفر میں میرے

دوست جو مجکو ستاتا ہے تو شکوہ کیا ہے
کچھ نہ کچھ نفع ہے البتہ ضرر میں میرے

مدتوں سے میں جسے ڈھونڈ رہا تھا تسلیم
اللہ اللہ وہ مجھے مل گیا گھر میں میرے

ولہ

خدا والوں کی الفت میں رہا کرتے ہیں دل والے
خودی کی قید سے دلکو رہا کرتے ہیں دل والے

خدا کے آشناؤں سے نہ کیونکر آشنائی ہو
کہ غیروں کو بھی اپنا آشنا کرتے ہیں دل والے

خطا انکی عطا ہے اور عبادت انکی عصیاں ہے
جو کرتے ہیں نہیں بیجا بجا کرتے ہیں دل والے

نہ بگڑے کھیل قدرت کا نہ دوزخ کی خرابی ہو
رموز دل اشارہ میں ادا کرتے ہیں دل والے

مگر باطن سے اپنے کام میں مصروف رہتے ہیں
اگرچہ ظاہر اسکی ثنا کرتے ہیں دل والے

ہمیشہ کھاتے پیتے جاگتے سوتے بیٹھتے اٹھتے
زبان روح سے ذکر خدا کرتے ہیں دل والے

تجلی ذات کی جب جلوہ گر تسلیم ہوتی ہے
خدا پر جان کو اپنی فدا کرتے ہیں دل والے

ولہ

نمونہ ذات کا انسان ہے باقی نمائش ہے
تن انسان میں یک جان ہے باقی نمائش ہے

ہے ناقص جوہر صورت مگر آئینہ دل میں
جو کچھ ہے آبرو ایمان ہے باقی نمائش ہے

نہیں موقوف صورت پر کہ ہر اک دل ہو دیوانا
حسینوں میں فقط یک آن ہی باقی نمائش ہے

بشر مردہ ہے خواہ عابد ہو یا زاہد مگر ہیں
خدا کی آشنائی جان ہے باقی نمائش ہے

اگر تسلیم ہے چشمِ بصیرت غور سے دیکھو
بشر کیا ہے۔ خدا کی شان ہی باقی نمائش ہے

ولہ

آج تقدیر سے گر یار کی آمد ہو جائے
آرزو ہے کہ زباں صرفِ خوشامد ہو جائے

چھوڑ دوں چلمنِ مژگاں کو چھپا لوں دل میں
یار گر آنکھوں کے کمرہ میں برآمد ہو جائے

بیخودی میں نظر آئیگا خدا کا جلوہ
دل اگر ساقیا مستِ مئے سرمد ہو جائے

دید وا دید میں گر روح مری ہو تحلیل
کیا عجب روضۂ رضواں مری مرقد ہو جائے

کثرتِ ذکر سے گر دلکو ہو راحت تسلیم
روح دنیا کے تعلق سے مجرد ہو جائے

ولہ

شکر ہے آج کہ میں محو ہوں مرا دلدار بھی ہے
لطفِ گفتار بھی ہے لذتِ دیدار بھی ہے

آشنائی میں بھی عاشق کو ادب ہے درکار
یار دلدار بھی ہے اور دل آزار بھی ہے

حق بناحق جو سزا دیتے ہیں خیر انکی خوشی
دیر کیوں کرتے ہیں منصور بھی ہے دار بھی ہے

تیز پرواز نہ ہو جلئے ادب ہے بلبل
یہ چمن وہ ہے کہ یہاں گل بھی ہے اور خار بھی ہے

مطمئن دل نہیں ہوتا کہ زباں پر اُن کی
کبھی انکار بھی ہے اور کبھی اقرار بھی ہے

یہ وہ آزار نہیں ہے کہ کروں فکرِ علاج
دل مسیحا بھی ہے دارو بھی ہے بیمار بھی ہے

جبتلک تن میں ہے دم نغمہ میں پیدا ہے تسلیم
سازِ دل چھیڑ لو مضراب بھی ہے تار بھی ہے

ولہ

دل میں جب برقِ تجلی خدا آتی ہے
راحت افزائی کو جنت کی ہوا آتی ہے

بیخودی آتی ہے اور دل سے خودی جاتی ہے
مغز میں اِنّی انا اللہ کی صدا آتی ہے

بلبلو شور نہ ہو آگیا پچھلا پہرا
اب نسیمِ سحری غنچہ کشا آتی ہے

ہیں جو دنیا کی محبت میں خدا سے غافل
ایک غضب آتا ہے جب انکی قضا آتی ہے

بیخودی ذکرِ الٰہی میں جب آتی ہے مجھے
در و دیوار سے ہُو ہُو کی صدا آتی ہے

وصل کے نسخہ کی تدبیر کرو چارہ گرو
گر تمھیں دردِ جدائی کی دوا آتی ہے

عشق غنچہ ہے جو جنت میں شگفتہ ہوگا
زہد گلدستہ ہے پر بوئی ریا آتی ہے

گر نہو حرفِ شفا صفحۂ قسمت میں لکھا
کچھ دوا آتی ہے کام اور نہ دعا آتی ہے

آزمایش ہے کہ مردانِ الٰہی کے لئے
غیب سے دولتِ تسلیم و رضا آتی ہے

ولہ

آج دلدار کے آنے کی خبر آئی ہے
مرحبا بادِ صبا خوشخبری لائی ہے

یہاں نہ طاعت نہ ریاضت نہ جبین فرسائی
جلسہ رندوں کا ہے اور محفل صہبائی ہے

روح توحید کا جس روز سے پائی ہے مزا
میں ہوں دلدار ہے اور گوشۂ تنہائی ہے

وہ تر و تازہ ہے گلزار تجلی کی بہار
دیدۂ اہل نظر جس کا تماشائی ہے

دل لگی کی نظر آئی نہیں تصویر اگر
کیوں تمھیں رونے میں تسلیم ہنسی آئی ہے

ولہ

کشیدہ مجھ سے مرا یار ہے سبب کیا ہے
رُکا ہوا مرا دلدار ہے سبب کیا ہے

سزا خطا پہ اگر ہو تو غم نہیں لیکن
وفا جفا کی سزاوار ہے سبب کیا ہے

اگر ہو غیر کا طالب عجب نہیں کہ بشر
خود اپنا طالبِ دیدار ہے سبب کیا ہے

خوشی سے بارِ امانت اٹھا لئے لیکن
وہ آج تم پہ گران بار ہے سبب کیا ہے

تھا کل تلک تو وہ جلوہ کھلا کھلا تسلیم
جو آج پردہ میں دیدار ہے سبب کیا ہے

ولہ

دل آزاری تمھیں آتی ہے دلداری نہیں آتی
ستانا تم کو آتا ہے یہ غمخواری نہیں آتی

یہ کیا خوش خوابیِ غفلت کہ بیداری نہیں آتی
عجب دنیا کی مستی ہے کہ ہشیاری نہیں آتی

مثالی ہیں عارف آسماں پر اُڑتے پھرتے ہیں　　سبک روحی سے آتی ہے گرانباری نہیں آتی
ہیں جنکے سر میں سودا عشق کا جبتک رہیں زندہ　　سوا بیماری دل اور بیماری نہیں آتی
شریک اپنے کو تم افعال میں کرتے ہو حیرت ہے　　سنو تسلیم مجبوروں کو مختاری نہیں آتی

ولہ

اعتبار اسمار کا افعالی ہے فاعل ایک ہے　　راستے چھوٹے بڑے ہوں لاکھ منزل ایک ہے
ہے دوئی میں بھی یکی توحید والوں کے لئے　　کثرت ظل ہو تو کیا یہ منشا ظل ایک ہے
ہیں مجالی مختلف پر ہے تجلی ایک ذات　　ہیں بہت پہلو دو عالم میں مگر دل ایک ہے
آب و آتش میں ہے سردی اور گرمی جسطرح　　نام کا ہے فرق یہ مجہول جاہل ایک ہے
لازم و ملزوم کی نسبت ضروری ہے مگر　　ماسوا اللہ جملہ لا حاصل ہے حاصل ایک ہے
یہ نہیں ممکن کہ معنی میں ہو صورت کا خلاف　　دو اگر یہ ہیں بر آوازِ جلاجل ایک ہے
مانگتے دنیا ادھر ہو اور ادھر مولا کو تم　　دو کو کیونکر دیکھو تسلیم جب دل ایک ہے

ولہ

دل سینہ کے پردہ میں ہے پہلو میں جگر ہے　　بیتاب ہے سینہ کہ بجلی ہے شرر ہے
مرقد سے اٹھے حشر میں جوں بادۂ دوشینہ　　بسمل ہیں یہاں گر خدا آٹھو پہر ہے
دیدار ہے جسکا تجھے منظور وہ دلبر　　ہے جلوہ گر آنکھوں میں نظر تیری کدھر ہے
ہے آگ کے جل جاؤگے دل کو نہ دکھاؤ　　ڈرتے رہو سرد آہ مری گرم اثر ہے
انجام مبارک ہے کہ دلدار ہیں ہم ہیں　　آغازِ محبت میں اگرچہ کہ ضرر ہے
محفوظ ہوں کیا خوف ہے شمشیر بلا سے　　لاحول ولا قوۃ جب میری سپر ہے
اعمال کو ظاہر کو نہیں دیکھتا ہرگز　　اللہ کی تسلیم مگر دل پہ نظر ہے

ولہ

میں کس سے کہوں بیکلی اپنے جی کی　　کہ پروا نہیں یاں کسیکو کسی کی

مرا کوئی ہمدرد ہو تو کہوں میں
کہ کیا کیا ہے حالت مری بیدلی کی

چلو کیوں تڑپتے ہو گرمی کے مارے
ہے ٹھنڈی ہوا آشنا کی گلی کی

تو شاہد رکھو اللہ کو آتے جاتے
یہی سلئے ہے انفاس کی شاہدی کی

میں روتا ہوں تا دل وفا سے نہ پلٹے
شکایت نہیں یار کی دلبری کی

صفائی کی دل میں تجلّی ہو پیدا
یہ لذّت ہے باطن میں ذکرِ خفی کی

جو ہنستے ہو تسلیم تم روتے روتے
نظر آئی شاید ہے صورت کسی کی

ولہ

یاد رکھتے ہیں محبت کو محبت والے
دل کے دامن سے لگے رہتے ہیں الفت والے

چار چشمی نہ سہی لطفِ تصور ہی سہی
دور کب ہوتے ہیں آنکھوں سے محبت والے

شکر میں شکوہ میں تکلیف میں راحت میں کبھی
اپنے صاحب کو نہیں بھولتے وحدت والے

فضل سے حق کے خدا والوں میں ہوویں گے شریک
حشر کے روز خدا والوں کی صحبت والے

راحت و رنج میں امید میں نومیدی میں
جو خدا بیں ہیں وہی لوگ ہیں جنت والے

سخت دل اہلِ شقاوت میں گنے جاتے ہیں
نرم دل ہوتے ہیں اللہ کی رحمت والے

دیکھتے ہم ہیں مگر صورتِ معنی تسلیم
گرچہ صورت کو تکا کرتے ہیں صورت والے

ولہ

نسیمِ دم سے کلی دل کی پھول ہوتی ہے
کہ جس پہ شبنم رحمت نزول ہوتی ہے

رکھو تم ان سے محبت جو ہیں خدا والے
قدم سے جنکے سعادت حصول ہوتی ہے

سوائے ذکرِ خدا و رسول دنیا میں
زباں سے بات جو نکلی فضول ہوتی ہے

کسیکے دل کو نہ توڑو ڈرو خدا سے تم
دعا شکستہ دلوں کی قبول ہوتی ہے

خدا کے ذکر میں لذّت جو دلکو ملتی ہے
بیاں کروں تو حکایت یہ طول ہوتی ہے

بغیر درد کے زاری کے بیقراری کے
خدا کے پاس دعا کب قبول ہوتی ہے

ضرور ہوتی ہے تسلیم واجب الرحمت / فراق میں جو طبیعت ملول ہوتی ہے

ولہ

ذکر صاحب کا راحت دل ہے / یاد اسکی فراغت دل ہے

ذکر حق میں حلاوت دل ہے / فکر حق میں فراغت دل ہے

اللہ اللہ وہ عظمت دل ہے / عرش اعظم شباہت دل ہے

ہم جو سنتے ہیں قصہ … باتیں / فی الحقیقت حکایت دل ہے

صبغۃ اللہ اور وجہ اللہ / رنگ دل ہے وجاہت دل ہے

کبھی مذکور اور کبھی ذاکر / رتبۂ لانہایت دل ہے

خیر اور شر سے آگہی دنیا / حق ہے اور یہ رسالت دل ہے

نحن اقرب سنو ہم اے تسلیم / صفت پاک حضرت دل ہے

ولہ

یا … اسلام کو افسر بنائیں گے / کہتر کو یک نگاہ میں بہتر بنائیں گے

وہ شاہ کو بنائیں گدا اور گدا کو شاہ / پتھر کو لعل۔ لعل کو پتھر بنائیں گے

تن کے قفس میں نفس اگر پرزنی کرے / مقراض لا سے طائر بے پر بنائیں گے

ممکن نہیں کہ زر سے کمینہ شریف ہو / زرنگار ریگ کے کیا کوئی جوہر بنائیں گے

ہم ہیں گناہ گار۔ مگر ہم کو جنتی / روز جزا ہمارے پیمبر بنائیں گے

تسلیم رہنے دو جگر داغدار کو / ہم عشق کی گواہی کا محضر بنائیں گے

ولہ

ہم انکے ملنے کی شاید نہ آرزو کرتے / اگر وہ ہم سے محبت کی گفتگو کرتے

نہ ہوتے ہم کبھی مایوس انکے ملنے سے / اگرچہ عمر گذر جائے جستجو کرتے

اثر سے موت کے ہوتے اگر فدا واقف / جناب خضر بھی مرنے کی آرزو کرتے

ہمیشہ شوق سے پڑھتے نماز ترک سجود
شراب دید سے زاہد اگر وضو کرتے

نہ کرتے وصل کی ہم آرزو کبھی خواہش
دلوں کے چاک کو تار نگاہ سے رفو کرتے

ادب سے آتے فرشتے سجود میں تسلیم
ہم اپنے منہ کو اگر ان کے روبرو کرتے

ولہ

اثر یہاں کی ہوا کا نہیں تو پھر کیا ہے
یہ تاب زلف دوتا کا نہیں تو پھر کیا ہے

دہان زخم نمکداں جو بن گیا میرا
مزا یہ بانکی ادا کا نہیں تو پھر کیا ہے

چمن میں غنچے کھلیں اور دماغ ہو خوشبو
یہ فیض باد صبا کا نہیں تو پھر کیا ہے

زباں میں نوش ہے سینہ میں نیش و احجار
یہ مکر قہر خدا کا نہیں تو پھر کیا ہے

گئے جو بھول الست بربکم تسلیم
طفیل قالوا بلیٰ کا نہیں تو پھر کیا ہے

ولہ

صفائی ہے جو دل میں وہ دل بھلا ہے
کدورت میں دل کا یہ برا ہے

کدورت اندھیری ہے غفلت کی بیشک
صفائی تجلی نور خدا ہے

ہے دھوکے میں دنیا نہ یہ ہے نہ وہ ہے
نہ تم ہو نہ ہم ہیں خدا ہی خدا ہے

جو تم دیکھتے ہو جو تم جانتے ہو
خدا ہے سوا اس کے پھر اور کیا ہے

چھپیں غیریت سے ہم عینیت میں
یہی آرزو ہے یہی مدعا ہے

کبھی کوئی شے آپ ہلتی نہیں ہے
یہ معلوم سب کو ہلاتی ہوا ہے ق

طریق اہل توحید کا بس یہی ہے
محرک ہیں ہم اور محرک خدا ہے

انا کیا ہے تسلیم انت کہو تم
نہ یہ ہے نہ وہ ہے خدا ہی خدا ہے

ولہ

اگر ہے غم ہے وہ انسان سے مدفن خالی
دل پر درد سے پیدا ہوا جو تن خالی

جمع ہیں زاغ تو پکڑو زر ہوا کھائیں گے
بلبلوں سے نہ رہیگا کبھی گلشن خالی

دہن چمن ہے زباں گُل [illegible] صبا
بوقتِ دفن الہٰی مِن اللہ [illegible]
جسد سے جان مری اور لحد سے تن میرا
تو کون ہے تو۔ کہوں لَا اِلٰہَ اِلّا اللہ
نکال روح کو یارب تو ایسی نرمی سے
گناہ گار تھا تسلیم کو خدا بخشے

ہے آرزو کہ صبا لیکے بوئے ہو نکلے
صدا ہے۔ ذالِکَ فردوسِ فادخلو نکلے
ہے آرزو کہ خوشی سے [illegible] نکلے
یہ کلمہ منہ سے فرشتوں [illegible] نکلے
کہ [illegible] اور [illegible] بوں نکلے
زبانِ خلق سے یارب یہ گفتگو نکلے

تمت

دیوان تسلیم

رباعیات تسلیم

کس حسن پہ دیوانہ ہوا دل میرا
پردہ میں حسینوں کے کسیکا جلوہ
حق ہو گیا اندیشۂ باطل میرا
بتلایا مجھے مرشدِ کامل میرا

کون ایسا بشر ہے کہ جسے دل نہ ملا
پوچھو تو خدا کو کیوں نہیں پائے وہ
چلتے رہے پر سراغِ منزل نہ ملا
کیا پائیں کوئی مرشدِ کامل نہ ملا

تسلیم اُٹھو صبح کا تارہ چمکا
[illegible] ابھی جو لوگ سنبھل جاتے ہیں
مشرق کا اُجالے سے کنارہ چمکا
سمجھو کہ سعادت کا ستارہ چمکا

آزاد ہے وہ جو حُبِّ دنیا چھوڑا
ظاہر کی تو لذتیں بہت کچھ پائیں
آزادوں کے واسطے ہے دنیا گھوڑا
باطن کا مزہ بھی دیکھو تھوڑا تھوڑا

اے درد تو محبوب کدھر ہے بتلا
لگتا نہیں آجکل کہیں دل میرا
رُخ اسکا اِدھر ہے کہ اُدھر ہے بتلا
تسلیم یہ صحرا ہے کہ گھر ہے بتلا

بے تیرے نہیں ہے کوئی والی یارب
جاؤں میں کدھر کو تو ہی رستہ بتلا
کر نور سے دل میرا مجالی یارب
فرمائے اگر تو لااُبالی یارب

جب دل میں بدی کا تخم بوتا ہے بشر
جب وہ ہی بدی نظر میں آئے تسلیم
سب نیکیاں اپنی صاف کھوتا ہے بشر
عاصی تھا مگر شقی بھی ہوتا ہے بشر

مولا مرے عقدہ ہائے مشکل حل کر
رنجور دوئی کو گر شفا دینی ہے
او ناخنِ حق سے عقدِ باطل حل کر
وحدت کے کھرل میں لے مرا دل حل کر

زاہد تو خودی سے اپنی ہو جا باہر
آ گھر میں خدا کے چھوڑ صحرا گردی
اسباب دوئی کا دل سے سب لا باہر
بس دل کے سوا تجکو ملے کیا باہر

جبتک رہے یہ جسد عمل ہیں بہتر
حسنات سے بدخلق کے اور ممسک کے
پیر خیر نہ ہو احد عمل ہیں بہتر
خوش خلق و سخی کے بد عمل ہیں بہتر

میں تو کی سنا کریں کہانی کبتک
برقع سے عبودیت کے باہر نکلو
پردہ میں دوئی کے زندگانی کبتک
تسلیم خدا سے بدگمانی کبتک

لگتا نہیں دل کسی جگے پر تسلیم
ہو روزِ فراق بعد۔ قدرِ شبِ وصل
مشکل ہے جدائی دل لگے پر تسلیم
اب جو سونے کی قدر ہو جگے پر تسلیم

ہستی سے کئے ہو گو کنارہ تسلیم
بے تیری محبت کے نہو کوئی خیال
بے اسکے نہیں ہے کوئی یارا تسلیم
یارب نہ رہی "غفت" کا ہے مارا تسلیم

تشبیہ میں پابند نہ ہوتے تسلیم
نقطے جو نہ ہوتے ایک عدد پر اتنے
[illegible]
[illegible]

اغیار تجھے پر اب سلاک کئے ہو تسلیم
بیگانوں میں آشنا بنے رہتے ہو
کس نار سے نور تک گئے ہو تسلیم
تم اچھے مزے میں لگ گئے ہو تسلیم

آتے ہو تو آؤ باہر آؤ تسلیم
دنیا زنِ فاحشہ ہے منہ کی میٹھی
پردے کو اُٹھاؤ باہر آؤ تسلیم
یہاں داؤ نہ کھاؤ باہر آؤ تسلیم

ہر حال ہے شکر اُسکا واجب تسلیم
جو کچھ تمھیں مانگنا ہے اُس سے مانگو
حاضر ہے۔ نہ جان اسکو غائب تسلیم
بر لاتا ہے وہ سبھی مطالب تسلیم

یک دن یہ جہاں کی ہوگئی بستی برباد
شب سوتے کٹی تو صبح روتے تسلیم
سامانِ بلندی اور پستی برباد
غفلت میں ہوئی متاعِ ہستی برباد

ملنے کی گھڑی خدا سے آئی نزدیک
نزدیک جب اپنے آشنا ہے اپنا
ہے دید وصال دلربائی نزدیک
تسلیم خدا کی ہے خدائی نزدیک

تم اپنا کیا ہو کیوں کھاتے تسلیم
یہ دل کی ہے راہ طے اگر کرنی ہے
کیوں دل کی ہو بات منہ پہ لاتے تسلیم
واقف ہو وہ کے آتے جاتے تسلیم

میں تو کے معاملوں کو چھوڑو تسلیم
جب جز نہیں کل میں وہ ہے تم پھر کون
رخ اپنا اضافتوں سے موڑو تسلیم
رشتہ کو انانیت کے توڑو تسلیم

بد لوگ ہیں جو بدگہری کرتے ہیں
اٹھینگے قیامت میں زنا کار وہیں
کم ظرف ہیں جو خیرہ سری کرتے ہیں
تسلیم جو یہاں بدنظری کرتے ہیں

میں کس سے کہوں کہ دل نہیں قابو میں
میں تو نہیں عارضی ہے لازم ملزوم
قابو میں ہے لیکن ہے پھنسا پیچ میں
بو گل میں ہے تسلیم تو گل ہے بو میں

یا رب بہ طفیل سرور انس و جن
رحمت سے تو اپنی اے خداوند کریم
کر پاک کدورتوں سے میرا باطن
کر عفو تو میری معصیت کو مت گن

دنیا کی ہوا کی جو ہوس کرتے ہیں
کرتے ہیں جو بدعمل جہاں میں تسلیم
قبروں کو معاذ اللہ قفس کرتے ہیں
دوزخ میں وہ جمع خار و خس کرتے ہیں

جاناں تری دوستی میں جیتا ہوں نہیں
وحشی نہ سمجھو سب سمجھے کہ رفتہ رفتہ
خون جگر آرزو میں پیتا ہوں میں
دل تیرا ہیرن ہے اور جیتا ہوں نہیں

رو سکتے ہیں دن کھیل ہنسی کو چھوڑو
غضب گذری سحر ہو گئی سوتے کیا ہو
گذرے ہے جتل اندیشہ ستی کو چھوڑو
تسلیم تم اب بوالہوسی کو

تسلیم گجر بج گئی سوتے کیا ہو
کچھ دل کی سیاہی کی خبر ہے تم کو
پیری کو بھی آرام میں کھوتے کیا ہو
آنسو سے فقط آنکھوں کو دھوتے کیا ہو

دنیا ہے گمان تم گمان کو بھولو
رکھ طاق پہ اندیشۂ زیر و بالا
اٹھ جاؤ دوئی کے این و آں کو بھولو
تسلیم زمین و آسمان کو بھولو

صورت کو نہ دیکھو شکل معنی دیکھو
گر تم کو ہوس ہے حسن دیکھوں اسکا
پردہ میں ہے اپنا یار جانی دیکھو
کرتے رہو دم کی پاسبانی دیکھو

تسلیم رخ برزخ اعلےٰ دیکھو
صورتیں صد ہا ایک ہی ہے آٹھ کے جا
دیکھو رخ محبوب تعالےٰ دیکھو
نقطہ کا سب ہے پھیر زیر و بالا دیکھو

تسلیم ساعت سے گزر کر دیکھو
جینے کا مزہ جینے میں مر کر دیکھو
آنکھ اور زبان کو بند کر کر دیکھو
صاحب کا جمال آنکھ بھر کر دیکھو

صورت پہ نگاہ کو جما کر دیکھو
معشوقوں سے ہے بہار کلہ سارا
باطن کا مزہ تو دل لگا کر دیکھو
تسلیم تم اس گلی میں آ کر دیکھو

دوری تری رنج دیتی ہی ہی دلکو
ہجے تیرے ہے جی پہ گھٹا اداسی چھائی
پھر وصل کی تیری تو لگی ہے دلکو
پیوند کریں تیرے وصل لگی ہے دلکو

جبتک ہے جسد جسد میں دل کو پالو
گر پانے کا پرورش کا پانا ہے طریق
اور عہدِ نظر میں طفلِ جاں کو پالو
بالراس والعین اہل دل کے پالو

پہلے تو پھرا لو نفس سے پہلو کو
ہر حال میں کیا زباں سے دل سے تسلیم
پھر دور کرو وسوسہ میں تو کو
جاری رکھو لا الٰہ الا ہو کو

دلدار نصیبوں سے اگر دلبر ہو
رکھیں گے کبھی پاؤں نہ در سے باہر
تسلیم تشفیٔ دل مضطر ہو
دلدار کے دل میں گر ہمارا گھر ہو

دل دم کا نعرہ قدم کو لو اور دیکھو
دل سوزیٔ عشق کا تماشا تسلیم
آنکھوں کو کفِ پا سے ملو اور دیکھو
سایہ میں حسینوں کے چلو اور دیکھو

تسلیم نہ بہکو اب قلم کو روکو
عاقل ہو تو اصلیت کو سمجھو اپنی
یہ جائے ادب ہے اپنے دم کو روکو
عارف ہو تو نفس کے ستم کو روکو

صورت تری آنکھوں میں بسی رہتی ہے
کیا تجھ سے لگن ہے ہائے اے شمعِ جمال
جاں کاکلِ پیچاں میں پھنسی رہتی ہے
تو تیری شب و روز لگی رہتی ہے

یارب تو شفا میرے درد کی کر دے
کر اپنے کرم سے ابرِ رحمت کو محیط
گم میری [illegible] کر دے
مولا مری آرزو کے چشمے بھر دے

ہے ایک دریچہ بائیں جانب دل کے
ہو جسکو ہوس کہ وہ دریچہ دیکھے
آتے ہیں ہوس سے سارے حاجب دل کے
پکڑے وہ قدم کو کوئی صاحبدل کے

فکر اپنی جو تم کرتے ہو لایعنی ہے
جب اپنی ہی حرفتوں کا تکیہ ہو جائے
پیشانی کی تحریر ہی پیش آنی ہے
تسلیم توکلوا۔ کے کیا معنی ہے

ہم صورتِ حق ہیں حق کی صورت کیا ہے
پر معنی ہے ناگزیر صورت کے سوا
معنی ہو تو صورت کی ضرورت کیا ہے
تسلیم کہو تو اس میں حکمت کیا ہے

تسلیم چلو کہ قافلہ جاتا ہے
دنیا ہے گزرگاہ۔ گزر کر یہاں سے
ہر ایک کمر باندھا چلا جاتا ہے
درویش و غنی برا بھلا جاتا ہے

مولا مری مشکلوں کو آساں کر دے
کر دفع دماغِ دل سے بوئے باطل
ہمدوشِ سپاسِ خود اساساں کر دے
ہمرنگِ بہارِ حق شناساں کر دے

عارف کی ثنا کرلے خدا کے بندے
یہ بندۂ رب ہیں تو وہ ہیں بندۂ زہد
زاہد کی ثنا کرلے ریا کے بندے
یہ نفس کے اور وہ کبریا کے بندے

دنیا پئے نفس عدوۃ الدنیا ہے
تسلیم یہ موزیوں سے بچنے کے لئے
عقبیٰ پئے روح عدوۃ القصویٰ ہے
اللہ کی یاد عروۃ الوثقیٰ ہے

دنیا ہے دروزہ ترکِ دنیا کیجئے
تسلیم جو چاہئے ہو حقیقی عزت
عقبیٰ ہے ہمیشہ فکر عقبیٰ کیجئے
دل اور زباں سے یادِ مولا کیجئے

غفلت میں ہم اپنی ابتدا کو بھولے
بے شرط نہیں جز کو پایہ تسلیم
دنیا سے لگا کے دل خدا کو بھولے
الّا کا نہیں محل جو لا کو بھولے

حاسد کا نتیجہ دو جہاں میں بد ہے
حاسد نہیں انسان حقیقت میں کبھی
درگاہ الٰہی کا تو وہ مرتد ہے
مبدا و معاد میں سراپا دد ہے

صورت تو بتا دور کے جانیوالے
باتوں سے جلانے میں نہیں کچھ حاصل
دل لیکے نہ جا دل کے لگانیوالے
کچھ آگ لگا دل میں جلانیوالے

ایامِ وصالِ یار نزدیک آئے
کیونکر نہ ہو تسلیم اجالا گھر میں
تقدیر بلندی پہ مری ٹھیک آئے
جب شمس محاذیٔ مشابیک آئے

تمت

رباعیات تسلیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فارسی غزلیات

کو صبح تو لا و کجا شام و تمنا
آن ماہ نہ در بر نہ بلب جام تمنا

گفتند بہ گوشم کہ بہر نام تمنا
افتادہ و بلند آمدہ بر بام تمنا

در زاویہ انداز سر انجام تمنا
دیدی کہ ز آدم چہ شد انجام تمنا

باشیم دل افسردہ بہ کنج قفس یاس
زان روز کہ شد رشتۂ یا دام تمنا

بینیم نہ از دور در کعبۂ مقصود
تا عمر بہ بندیم گر احرام تمنا

در عالم نیرنگ محاسب شدم اما
خارج ز حساب آمدہ اقسام تمنا

کو تازہ دماغی کہ درین دائرہ تسلیم
خشکی نکند روغن بادام تمنا

ولہ

بامداد آمد بہ بالین شاہ بے پروائے ما
خندہ زد و نازانہ پا بگذشت سیمائے ما

گفت ما فوق نفوسیم و با فاق حدوث
نیست جز او رنگ سیما یا نگاہ پائے ما

توبہ را صد تشکنیم و توبہ از توبہ کنیم
واعظا خاموش کین عشق است ماورائے ما

ماورائے خویش نے زلف نیاز و رخ ناز
صبح اسلمائے ما شام ما لیلائے ما

بے جمال روئے تو بینیم ہمہ دشت سقر
دلبر اگر جنت الماوئے شو ما وائے ما

عکس روئے یار می بیند بمرآت شہود
ہر تجلی را کہ بیند دیدۂ بینائے ما

تا درین میخانہ ایم از ساغر و مے فارغیم
چشم ما بینائے ما و اشک ما صہبائے ما

چون نباشد در رخ آئینہ خود بینیم
عکس روئے برزخ کبریٰ است سرتا پائے ما

گرچہ ہمجنسیم در سود و زیان این و آن
لیک این سودا سر ما داند و سودائے ما

حسرت برق است باران اشک رعد ست و سحاب
بچشم ما دو اشک ما و آه ما غوغائے ما
نازِ ما منظورِ الطاف و نیاز ما قبول
در دل جانان اگر تسلیم باشد جائے ما

ولہ

میانِ راہ تو بر نیست راہوار مخسپ
سوار تانہ نشود سپ لے سوار مخسپ
اگرت چو ماہ شدن آرزوست مثلِ چکور
بدیدہ چہرۂ جانان نگاہدار مخسپ
ز تیرہ بختی خود اگر نگذری اے دل
بہ ماہ روئے کہ ہستی در انتظار مخسپ
اگر تو فردۂ نم کالعروس میخواہی
نصیحتے کنمت زندہ در مزار مخسپ
گذشت شب بہ گران خوابیت سبک برخیز
نمود گشت بہ بین صبح نوروار مخسپ
چو صبح خیریت آید دلیل بہروزی است
اگرچہ ہست ترا فکر کار و بار مخسپ
گر است خواہشِ بیدار زندگی تسلیم
بہ اختیار بخسپ و باضطرار مخسپ

ولہ

افلاک سرنگون ز حجابِ گناہ ماست
اعمالنامہ محضرِ قلبِ سیاہ ماست
پوشیدہ کارِ ما نتوان شد بہ ہیچ رو
علمِ خدا کہ حاضر و غائب گواہ ماست
برمی دہد شہادتِ سوزِ تپِ جگر
تبخالہ ہا کہ ثمرۂ گرمیٔ آہ ماست
باشی بہر لباس و کنی جلوہ ہا مگر
دامانِ غمزۂ تو بدست نگاہ ماست
علت چو در خودی و خدا شد ابا للہ
تاویلِ استحالۂ بے اشتباہ ماست
مارا چہ خوف لغزشِ ہفوات لا ابہ
روزِ جزا چو رحمتِ حق دادخواہ ماست
دارد بسے مکارہ و مکرہ بہر قدم
تسلیم سوئے منزلِ جانان کہ راہ ماست

ولہ

دارم دلے کہ در دلِ خوبانش منزل است
چون ماہ در مقابلۂ مہر کامل است
شد صرفِ سجدہ ہا کہ جبین داغ شد دلے
رو سوئے کعبہ دل سوئے مخلوق مائل است

از عشق پاک چشمۂ کوثر توان شمرد
وز خبثِ نفس چاہِ ذقن چاہِ بابل است

آئینہ بصورت و صورت بآئینہ
این نکتہ لذتے دہد آن را کہ بیدل است

دریا درونِ قطرہ و در ذرّہ آفتاب
ادراکِ ذاتِ خود بخدا سخت مشکل است

صد سال صوم و سجدہ توان کرد زاہدا
امّا براہ دل قدمے صد منازل است

با جہل پیشہ نیست ز طومار ہیچ سود
یک حرف کافی ہست کسے را کہ عاقل است

سازند از زبانِ نگہ گفتگوئے دل
راہ دلی بہ جذب محبت کہ در دل است

ہر چند نیست فعل خدا را سبب مگر
جرأت بمعصیت کہ کند سخت جاہل است

بینند لاابالیِ خلق از متابعت
حرفے اگر ز نرم ز رموز یکہ در دل است

تسلیم دردِ عشق کہ ہم درد و ہم دوا ست
از جستجوئے نبض شناساں چہ حاصل است

ولہ

در حیرتم کہ این ہمہ نیرنگ زمانہ چیست
واقف نیم کہ غیر کدام و یگانہ چیست

سرد آزمودہ ام ہمہ گرم آزمودہ ام
ہیچ است ہیچ را ہمہ این کارخانہ چیست

ہر چند ہم نگاہم از آن آشنا مگر
بس بہرِ وصل این ہمہ طنز و بہانہ چیست

بر عرش جائے دارم و ناز است عرش را
دنیا برائے مرغ دلم آشیانہ چیست

تسلیم غیر عارفِ خودبین و خودشناس
زاہد چہ داند این سخن عارفانہ چیست

ولہ

طائرانِ خستہ بازو را پریدن مشکل است
دست و پا مفلوج را لاف دویدن مشکل است

دل بدنیا و زبان در لافِ توحید خدا
عکس گل افتادہ در آئینہ چیدن مشکل است

پیر گشتی و جوانی در ہوسہا باختی
خشک چوبے را نمیدانی خمیدن مشکل است

دعوئے الفت بدل غفلت چہابے تسلیمی
دردِ عین آنکس کہ دارد آرمیدن مشکل است

تیرگی در دل تمنائے تجلی زاہدا
بوئے گل مغزِ زکام آگین شمیدن مشکل است

دل بہ غفلت مردہ و نازان بپایندگی
بے بصر را روئے در آئینہ دیدن مشکل است

پیروی نفس و لافِ معرفت بیہودگی است
راہ گم کردہ بہ منزل رسیدن مشکل است

صرف نا اہلان مکن اسرار توحید خدا
تیغ آہن در دلِ خارا خزیدن مشکل است

گر شود صرفِ زمین آبِ محیطِ آسمان
دانۂ پوسیدہ را رشتہ دویدن مشکل است

طالبِ جمعیتی تسلیم دل در تفرقہ
گوہر ناسفتہ در رشتہ کشیدن مشکل است

ولہ

ناظرِ جلوہ گاہِ شانِ خداست
آنکہ منظورِ دوستانِ خداست

دلِ اہلِ وجودِ حق مشہود
غنچۂ باغِ بے خزانِ خداست

چون نگیرد بہ قلبِ اہلِ نظر
سخن شان کہ از زبانِ خداست

عرش فرضیست چون سرائے حرم
دلِ اہلِ صفا مکانِ خداست

چون نگردد عروجِ مشتاقان
آستانِ دل آستانِ خداست

آنکہ در چشم جلوہ ہا دیدست
نورِ خورشیدِ آسمانِ خداست

طائرِ روح گشتہ صیدِ نظر
فرجۂ دل کہ دیدبانِ خداست

کجروی از خصائلِ نفس است
راستی راہِ راستانِ خداست

گشت تسلیم بے خودی غالب
چہ قدر جذبِ سالکانِ خداست

ولہ

تو بکارِ ما و ما بیکار یارب حیرت است
تو نکو کاری و ما بدکار یارب حیرت است

شربتِ تسکین و معجونِ شفا داری ولیک
تو طبیبِ ما و ما بیمار یارب حیرت است

زاہدان مغرور بر زہد عابدان سرِ عجب
عاشقان محروم از دیدار یارب حیرت است

دعوئ تقلید و تحقیق از ازل حتی الابد
البعث فی الایجاد و الاضمار یارب حیرت است

گاہ میگوئی لن ترانی گاہ گوئی تسلیم را
روح را زین تو لو نیا یارب حیرت است

ولہ

دل که پابند ہوس می گردد — خود ستا مثل جرس می گردد
بسطِ دل قابضِ بابِ نفس است — قبضِ دل بسطِ نفس می گردد
ماکیانِ علت را بر یا — نفسِ تو ابن عرس می گردد
دل آسوده بسر گرمیٔ ذکر — حلقهٔ گامِ فرس می گردد
می شود حاجتِ شانه تسلیم — سر چو مخشونِ بسس می گردد

ولہ

گرچه با اظهارِ حق دل طلبم میکند — لیک حیائے مجاز بسته لبم میکند
عشق با آشفتگی کو بحیا بستگی است — شوخیٔ حسنِ صنم بے ادبم میکند
صورتِ نورانیت شامِ من آرد برون — کاکلِ شبگونِ تو روز شبم میکند
منکه بصد رنج و غم طالبِ وصل توام — خواهشِ وصلت ز من در عجبم میکند
حق شودش متهم از رهِ تسلیم من — آنکه سراسیمه دل بے سببم میکند

ولہ

عارف از خود گم اسرار الٰہی گردید — بیخبر طالبِ توقیر و مباہی گردید
چشمِ عبرت بکشا سوئے خود انداز نظر — که چه بودی چه شدی باز چه خواہی گردید
گرچه عالم تهِ فرمانِ سلیمان مے بود — لیک غرقابِ فنا زورقِ شاہی گردید
بسکندر که جہان زیر نگین جمع داشت — از غنیمِ اجل آخر چه تباہی گردید
میہمانی که در آمد بسرائے فانی — بسوئے ملکِ عدم کیسه تہی گردید
آنکه از جنسِ تقید بدون شد مطلق — واقفِ معرفتِ ناتناہی گردید
حیف بر وقت که بگذشت به غفلت تسلیم — وائے بر عمر که مصروفِ مناہی گردید

ولہ

ہر که شد از خویشتن آگاه رب بین است و بس — ہر که بیخود شد ز خود در منزلِ [illegible] است و بس

ولہ

نصیحتے کہ بہ تسلیم از دلے سروش — رسید از دلِ پُر درد بگوشت کن گوش
گرت بہ عشق نصیب است تا بقیدِ حیات — دلا بہ فکرِ حصولِ حضورِ حق در کوش
ببین کہ چلد قطرۂ سحابِ حضور — بحالتِ صدف بہ گہر بود خاموش
درین حباب گہے بے بقا دمے نشود — بہ موج نفع و مضرت چہ غافلت در جوش
بجوش معرفتش عارفانِ قربِ حضور — زنند بر سرِ دنیائے فانیہ پاپوش
تو غافلی زہے حیرت کہ غوتش بذکر جلی — بہ آب غوک کند غلغلے بکوہ کہ یک خروش
ہر انچہ در نظر آید اسے حضور طلب — ز دیدہ دیدہ عجب نیست بیہوشی چو خرگوش
برائے عیشِ دمِ چند خود درین بازار — متاعِ دینِ تو با نقدِ دنیوی مفروش

ق

بگوش می شنوی و بچشم مے بینی — بزیرِ گنبدِ مینائی نیلی مفروش
ہزارہا کہ سلاطین شدند مے ہوش — کنوز و حشمت و امصار و ملک و جاہ و جیوش
قضائے شاں کہ در آمد چو مفلسِ بیکس — سوارِ تختۂ تابوت گشتہ دوش بدوش
چناں شدند تہی دست و عاجز و تنہا — کہ تخت و قصر نہ ہمراہِ شاں نہ تارِ فروش
بہ قصرِ قبر و بہ فرشِ کفن چناں خفتند — کہ خاک شد ہمہ در خاک خاکہ تن و توش
بسجام گاہِ فنا حیف بے خدا باشی — بکیفِ جرعۂ صہبائے دنیوی مدہوش
اگر بہ یک کشکرِ دم دید پاسباں نشوی — بہ ملکِ قلب تو بیدار شو و ہزار خلوش

ولہ

دیدند نیست خسروِ خوباں سوائے دل — کردند جلوہ گاہ دو عالم برائے دل
آمد کلیدِ قفلِ ولایت ولائے دل — گر دید آشنائی خدا آشنائے دل
اے دلبراں ز دلبریٔ خود تہی شوید — ہم غیر مبتلا نہ شود مبتلائے دل
زاں دل کہ قصرِ عرشِ معلّیٰ نمونہ ایست — کر و بیاں کنند ہمیشہ ثنائے دل

گر آرزوے دیدنِ آن دل کند کسے
پہلوئے دوستانِ خدا ہست جائے دل

بیخود شو از خودی کہ خودی خود بجا غیست
گر ہست آرزوئے وراء الورائے دل

تسلیم تا بہ وسوسہ باشی تو غافلی
حاصل نمی شود ز کدورت صفائے دل

ولہ

گرچہ از گلشنِ عمر است بہارے حاصل
لیک روزے بود از مرگ تو خارے حاصل

از ندامت چو کنی چشم نزارے حاصل
شود از رحمتِ حق قربِ جوارے حاصل

گرد بادے شدم و گردشِ گیتی کردم
نشد افسوس بجز گرد و غبارے حاصل

دُر دوختم وائے ہمہ عمر قبائے ہوسے
غیر حسرت نہ از ان شد سرِ تارے حاصل

گرچہ امروز تو بر تخت نشینی خرم
لیکن آخر شودت غارِ مزارے حاصل

چون نخواہی بدمے غرّہ عالم سوزی
گر ز وحدت شودت نیم شرارے حاصل

تیر دم تو رسِ قدم ہر کہ بدارد تسلیم
شود از طائرِ دیدار شکارے حاصل

ولہ

شکر و حی روح خوش را چون در نظر بندم
دمِ تسلیم تسلیم ودیعت را کمر بندم

نمیگویم کہ ہم من کس نمیداند چہ می بیند
بزندانِ جسد با آنکہ ز باب است در بندم

برحلِ زانوئے خود از گونِ قرآن کہ میدارم
بہ ترتیلِ آ ما احد نظر در لوح سر بندم

نشانِ سرخ روئی بین شمع و بیدا کہ در وقت
بہ سنگِ ضبطِ دم سر چشمہ خونِ جگر بندم

بلند آہنگیم وقتِ ... شانے چسان گردد
ز روزِ آفرینش در قفس چون مرغ پر بندم

رہائی نیست از زنجیر تقالیم نہ مجبوری
کنون کز فکر ہم ہر چند در بندِ اثر بندم

تمنا دارم از امرِ نفخت فیہ من روحی
نظر بر وجہِ حق تسلیم وقتِ مختصر بندم

ولہ

قصۂ جوہرِ اول کہ مسلسل دارم
از کہ اظہار کنم راز کہ در دل دارم

بپیش ناقہ نگہانم چو زمام ناقہ / بپیش مجنون صفتان لیلی محمل دارم

چون ندارم مے و مینا و سبو و ساغر / ساقی میکدہ ام رونق محفل دارم

عقدہ وا میکنم و عقدہ گرمی افتد / تنگم از رشتہ دم عقدۂ مشکل دارم

چہ عجب وا بکند عقدۂ دشواری من / ناخن کج نظر چشم خوش دل دارم

نہ مرا خواہش و کاہش ز مسلمان و ہنود / زانکہ من مذہب حق و رہ باطل دارم

تر و تازہ است بہار سخن من تسلیم / زانکہ ابرے ز تو از دو ہمہ باطل دارم

ولہ

دل مشتاق میگوید کہ یار از چشم سر سازم / بہ سوئے کشور دلدار خود روئے سفر سازم

بیان روح مشتاق اینکہ با مرغ نسیم اینک / سبک روحی خود و تعف ہوائے بال و پر سازم

شود عشاق را آویزۂ طوق محبت ہا / اگر از زر و روئی ملامت قرص زر سازم

نوشتہ از خط جف القلم با سکۂ نہد بیرون / زمین و آسمان را گر ورق زیر و زبر سازم

بادا و نسیم باغ دل ہم رنگ بوئے گل / سراپا بے پر و پا سیر و طیر بحر و بر سازم

برنگ آب محفوظ از ہوا دل شد چو بی خطرہ / دو را آئینہ عکس برخ کبری نظر سازم

زن بدرو چو نیکو شد ز اشک و صابن / سیاہ کار رخ از اشک ندامت چون سحر سازم

بغفلت اہل صورت میکنند این زندگی ورنہ / بایں نفس خبر از راز مخفی بے خبر سازم

ہوس میدارم اے تسلیم تا قید نفس اینجا / برست وصل ہر قطرے کہ سازم بہتر سازم

ولہ

بر زمین پائے تن است و بر فلک پائے دلم / عرش اعظم صورت کرسی است بر جائے دلم

در نہیں ہفت آئینہ بیند قریب چشم خویش / دیدہ من از دو در زمین دوم تماشائے دلم

ساغر ظرف دلی را کہ در بزم فوق فلک است / گرچہ مملو از مے عشق است مینائے دلم

مشتری کو تا بحق نقد خودی خود دہد / می فروشد بیخودی […] صہبائے دلم

بی سبب در نجد چون ناقہ ست لیلا فطرتن
پردہ کش و محمل جسم است لیلائے دلم

عرش زیر قلب و زیر عرش افلاک و زمین
نیست جز ذاتِ احد تسلیم بالائے دلم

ولہ

لوح محفوظ شد از سایۂ سیمائے دلم
عرش کرسی است بکان معلائے دلم

صورتِ عکس کہ از شخص و رآئینہ فتد
ہست ہم قامتِ لدا رسراپائے دلم

سخنش می شنود جلوۂ او می بیند
گوش شنوائے دلم دیدۂ بینائے دلم

صورتِ لخلخۂ عطر معطر گردد
بدماغے کہ رسد نکہت گلہائے دلم

نتوان دید بجز چشمِ بصیرت تسلیم
زانکہ در پردۂ خاک است تماشائے دلم

ولہ

فخر در وحدتم آن بود کہ نازے دارم
حیف در عالمِ کثرت بہ نیازے دارم

گرم جوشی وطن چون دہدم یادِ وطن
ز آتشِ ہجر جگر را بگدازے دارم

روزے آن بود کہ مسجودِ ملائک بودم
حالیا ساجدم و شغلِ نمازے دارم

گوش کن گوش کن کہ از فرقتِ جانانۂ من
در سمع خانۂ الفت چہ چہ سازے دارم

وطنِ خویش ازان باز کہ بگذاشتہ ام
بسکہ در فسحتِ شوقش تگ و تازے دارم

بہ جہان گرچہ بایوانِ جسد پابندم
بیانِ ذاتِ احد زنگ و طرازے دارم

حاشا للّٰہ بجز طالبِ وحدت تسلیم
کہ شناسد کہ بہ سینہ چہ چہ رازے دارم

ولہ

بیا بہ مذہبِ ما و نظر کشادہ بہ بین
بکوہ و کاہ یکے بے کم و زیادہ بہ بین

تجلیاتِ جمالِ صبیح و سادہ بہ بین
نتیجہ ہائے کمال بلا اعادہ بہ بین

شریک سلسلۂ عالیِ شہ جیلان شو
بشرط صدق شود حاصل ارادہ بہ بین

ز عرش پاک بلند است لامکان پیوند
بیا بخانۂ محبوب و خانوادہ بہ بین

بیا و میکدهٔ ما خلاف سلسلها
بدست خویش بصدق طلب بلا کشہا
بغیر لشکر و کشور بلا وزیر و امیر
بدست سلسلهٔ ما که فخر سلسلہ ہاست
بلا مبالغه گویم که لاابالی ما

بغیر خمکده و کدو و سبو و باده ببین
تقسیم دست بدست آمده نهاده ببین
نظام سلطنت این فقیر زاده ببین
زرخ مقاصد کونین دست داده ببین
بر آستانهٔ تسلیم سر نهاده ببین

ولہ

ولائے جاناں بلائے جاں شد بلائے جاں شد ولائے جاناں
بفرش چشم است پائے جاناں ہزار جانم فدائے جاناں
بیاضِ دیده سواد دیده فرازِ دیده کشاده دیده
نگاہِ دیده مرادِ دیده بچشم دارم برائے جاناں
چہ نقدِ عالم چہ جوہرِ دم چہ دام و درہم چہ جان و دم
چہ عرش اعظم چہ ہر دو عالم نیامده در بہائے جاناں
بہ تیغ غمزه بہ تیر مژگاں بہ قہر دیده بہ قتل حرماں
بہ برق دنداں بہ زہر خنداں رود اگر جاں فدائے جاناں
رسد بلا گر ز غرب و شرقم نہند آره اگر بہ فرقم
کشند در بحر خون غرقم پناه نیارم سوائے جاناں
قیاس بستم کمر شکستم خیال بردم ہراس کردم
نیافتم ابتدائے جاناں نیافتم انتہائے جاناں
نہد بہ غمزه چو یار دلبر گلوئے تسلیم زیر خنجر
بخون محاسن اگر شود تر زباں نگوید کہ ہائے جاناں

ولہ

خوشا دولت خدا را بندہ بودن — برسمِ بندگی پابندہ بودن

چہ اجرت بہ عصیان حق تعالیٰ — چو دانی پیش حق شرمندہ بودن

دلِ شب را ز بیداری بدست آر — اگر خواہی چو مہ تابندہ بودن

بود موصوف وصفِ لا یموتی — بہ تہذیبِ حقیقی زندہ بودن

وگرنہ این ہم از اکسیر کم نیست — بہ تہذیبِ مجاز آگندہ بودن

مباش آن خندہ خیزد گریہ گردد — مبارک گریۂ در خندہ بودن

خداوندانِ دولت را نہ زیبد — بہ نخوت گردن افرازندہ بودن

اگر تسلیم خواہی خواجگی را — بہ است از خواجہ بودن بندہ بودن

ولہ

بہ تحریرِ حرفِ غم اے نورِ دیدہ — قلم ہست مژگان دوات ست دیدہ

بصحرائے وحشت دویدہ دویدہ — ز دستِ جنونم گریبان دریدہ

ز باغِ نعیم طائرِ جان پریدہ — غزالِ دل از کوہ پہلو رسیدہ

بہ پہلوئے دلم خارِ مژگان خلیدہ — جگر شد ز شمشیرِ ابرو بریدہ

ز بس اشکِ گلگون ز دیدہ چکیدہ — کہ مرجان بہر تار دامن کشیدہ

بہ عشقِ تو راحت بہ ہجرِ تو دیت — دل و دیدہ تسلیم گاہے ندیدہ

ولہ

اے دل چہ شد کہ توبہ ز غفلت نمی کنی — بر چشمِ دل ز اشکِ ندامت نمی کنی

گاہے شمیم نکہتِ زلفت نمی کنی — گاہے نگاہ بر گلِ رویت نمی کنی

عمرِ تو رائگاں بہ شقاوت ہمی رود — افسوس فکرِ کسبِ سعادت نمی کنی

قولِ تو عکسِ فعلِ تو فعلِ تو عکسِ قول — با وسعتِ عقل ترکِ جہالت نمی کنی

تا کے حیاتِ خود بضلالت بسر بری — مرگ ہست پیش قصد بہ ہدایت نمی کنی

حسرتِ خودی بحالتِ بیفاق و انزواست
گر شکرِ تندرستی و فرصت نمی کنی

مقصودِ عاشقاں بدو عالم که بندۂ اوست
یا وصفِ چشم خواہشِ رویت نمی کنی

میکن ہر آنچه خواہشِ مولائے تو بر آنست
گر فکر و ذکر و خلوت و طاعت نمی کنی

تسلیم چوں خلیفۂ خلاقِ اکبری
صد حیف پاس شرفِ خلافت نمی کنی

ولہ

دلِ کشاده دلاں را اگر بدست آری
ز آب نقرۂ و از خاک زر بدست آری

بجنگِ نفس نشانِ ظفر بدست آری
اگر ز قلبِ صنوبر بسیر بدست آری

حیاتِ دائمی [illegible] بدست آری
اگر [illegible]

بر آستانۂ دولت سرا رسی چه عجب
ز بارگاه چو زنجیرِ در بدست آری

تو باش بے خبر از خویش میدہیم مژده
که رفته رفته دلِ باخبر بدست آری

خدائے پاک دلِ اہلِ تو بدست آید
اگر دلِ شب و وقتِ سحر بدست آری

بخانوادۂ پر فیضِ شاہِ جیلانی
بیا که سلطنتِ بحر و بر بدست آری

[illegible] ہمه خانواده ها تسلیم
ز فیضِ قادریه گر نظر بدست آری

ولہ

نیست در میخانۂ ما نامِ جام و نامِ مے
ہست خونِ ما مے ما و دلِ ما جامِ مے

چوں خودی کفر مے آمد بیخودی اسلام مے
بہتر است اے زاہدا آغازِ مے انجامِ مے

سبحه و سجاده [illegible] بالائے طاق
شیخ گر بیند تماشائے رخِ گلفامِ مے

بیند از پیمانه اش آں مے که [illegible]
در سرِ کعبه شود پیدا اسیرِ احرامِ مے

[illegible] بہ مقصدِ [illegible]
نوبتِ دیدار بعد آید نخستین جامِ مے

زاہدا [illegible] گرچه نیک نامی در جہاں ق
ما گنہگاریم و بدنامیم از الزامِ مے

[illegible]
زاہدا نامِ خودی و بیخودی را نامِ مے

وصلِ حق مارا دہد وجنت لمادیٰ ترا　　آن زمان ظاہر شود انجام زہد انجام مے
گر دوام تسلیم قولِ حافظِ شیراز را　　خود ہم زہد است نہ ماہ وتا اسماہ ہنگام مے

ولہ

تا جبر ز نفس و قلب نکرد و حرّے　　گوشِ جان بہرہ نگیرد بہ طنینِ مگسے
تا کجا محوِ تماشائے تغافل باشی　　ہست این شعبدہ بازی ہوا و ہوسے
مژدہ خوانند ورا ساکنِ ملکِ ملکوت　　گر شود صرف بجز یادِ خدا یک نفسے
غفلت از یادِ خدا دور شود ہشیاری　　غافلان راست کہ دیدیم دہرے
اللہ اللہ علاج مرضِ دل نہ شدہ　　تا نہ رفتیم بہ حضوری کسے یا نفسے
عرشِ اعظم کہ محیط است بر افلاک و زمیں　　پیش دل ہست بہ دریا صفتِ برگِ خسے
بدماغِ نظر از گلشنِ عالم تسلیم　　میرسد نکہتِ دیدارِ تجلّی کسے

ولہ

اے قطبِ دو عالم توئی غوثُ الثقلینی　　اولادِ حسن رض ابنِ علیؓ آلِ حسینی رضی اللہ
از نسبتِ سبطین نجیبُ الطرفینی　　از نسلِ شریفین شریفُ النسبینی
لختِ جگرِ فاطمہؓ جانِ اسد اللہ رض　　نورُ البصرِ غمزدہ کنِ بدر و حُنینی
آنی کہ تہِ عرشِ معلّٰی شبِ معراج　　ہمدوشِ کفِ پائے نبیِّ الحرمینی
دانند کہ یکونین بہائے شرفت را　　چون دُرِّ گرانمایہ درجِ حسینی
نازت ہمہ حکم است و نیازت ہمہ حکمت　　ہم طالب و مطلوبِ خدا بیشک و شینی
تسلیم سگِ درگہِ تست اے شہِ جیلاں　　تو بادشہِ مملکتِ عونی و عینی

ولہ

اے دل تو چرا فکر کنی اینی و آنی　　این جلوہ گہِ حسن کدام است ندانی
آنی کہ تو حیرت شدہ مسجودِ ملایک　　تا ہم بجدا قدرِ خود اے خواجہ ندانی

تاریخات طبع دیوان تسلیم

قطعہ تاریخ مسترشدہ سالک الی اللہ عارف باللہ عمّم معظم و مکرم عمدۃ الحاج مولانا حضرت سید محمد معروف الحسینی قادری البختیتی مدظلہ العالی المتخلص بہ معروف مشائخ قصبہ بیکمال ضلع میدک

بمدحِ شاہ جیلانی تسلیم — نظم فرما شوم از راہ تعظیم
زہے ساقیٔ رندانِ معانی — خمِ صہبائے ارشادات و تعلیم
قبولِ خلق مقبولِ الٰہی — مقیم روضہ فردوس و تسنیم
صدورِ بزم اربابِ حقائق — سراپا عاشقِ یٰسین و حامیم
چہ گویم وصفِ آن قطبِ زمانہ — کہ بودہ واجب التعظیم و تکریم
رساں یا رب ثواب قُل بروحش — بحق شاہ یوم الحشر والبیم
کلامِ یادگارِ خویش بگذاشت — گراں تراز دُرّ و لعل و زر و سیم
ز جہدِ شاہ ولی اللہ صاحب — مدوّن شد بخوش ترتیب ترسیم
پئے تاریخ سالِ طبع دیواں — ز دل شد سیدِ معروف تفہیم
بطرح شش عدد فرمود ہاتف — زہے گلدستۂ گلزار تسلیم

۱۳۳۹×۶ = ۱۳۳۴ھ

بگیری از سر ہر مصرعہ اعداد — بدین ساں ہم شدہ تاریخ ترقیم

قطعہ اردو

تھے جو حضرت شاہ جیلانی بختیتی قادری — اُنکے تھے دل سے عقیدتمند ہر یک کہ و مہ
یہ عجب تھی عظمت و شانِ فقیری آپکی — آستاں پر رہتے حاضر حاکمانِ شہر و دہ

شاہ روح اللہ صاحب اور ولی اللہ شاہ
انکی کوشش سے مرتب ہوگیا یہ بحرِ فیض
سید معروف دیوان حضرت تسلیم کا

ہیں جو دو روشن گہر ممدوح کے فرزند ہے
دے خدا انکو ترقی مدارج روز بہ
یہ چھپ گیا در یکہزار و سہ صد و ہم شی و سہ

قطعہ تاریخ چکیدہ قلم اعجاز رقم ناظم بے عدیل ناثر بے نظیر حقیقت آگاہ معرفت پناہ عمدۃ الحاج مولانا حضرت سید محمد حسینی باد شاہ صاحب قبلہ قادری الجشتی مدظلہ العالی المتخلص بہ عقیل سجادہ درگاہ شریف شیکمال

آن قبلہ و کعبہ امم جناب تسلیم
محروم کسے نہ رفتہ از درگاہش
از حسن سعادت و ساعئی ادیب
صد شکر کہ دیوان شدہ اینک طبع
گفتیم عقیل سالِ طبع دیوان

کس نیست کہ نیست فیض یاب تسلیم
مفتوح بہ فیض عام باب تسلیم
شد جمع کلام لاجواب تسلیم
سرمایۂ جہد و اکتساب تسلیم
دیوانِ محققاں کتاب تسلیم

۱۳۳۳ھ

دیگر

شاہ جیلانی تسلیم آنکہ داشت
شہ ولی اللہ عزیزم ذی کماں
جمع کرد یک از آں از بہر طبع
بے گماں ہر رہبر و صدق و صفا
سال طبعش ہم ہمیں گفتہ عقیل

مخزنِ ابیات و ہم اشعار حق
سالکِ رہ موردِ انوار حق
مثل دیوان تا شود اظہار حق
مے نشاسد لطفِ حق اسرار حق
ہست دیوان لطفِ حق اسرار حق

۱۳۳۳ھ

دیگر

صد شکر کہ چھپ گیا مقدس دیوان — پر فیض و کرامت ہے کلام تسلیم
سالِ فصلی یہی ہے یہ تاریخ عقیل — افوارِ ہدایت ہے کلام تسلیم

۱۳۲۴ف

قطعہ تاریخ از حضرت اخوی صاحب قبلہ حضرت شاہ محمد روح اللہ صاحب قبلہ قادری مدظلہ العالی المتخلص بہ روح سجادہ درگاہ شریف حضرت تسلیم قدس سرہ العزیز۔

قبلہ گاہم حضرت تسلیم کا دیوان ہے یہ — تھے جو فخر عارفاں اور سالکوں کے پیشوا
گو بظاہر ہیں یہ غزلیں پر محقق کے لئے — درج ہیں سب ان میں ارشادات اسرار خدا
اسکے پڑھنے سے حلاوت دل کو ملتی ہے عجیب — آتا ہے ہر حرف سے یک مزۂ باطن کا مزا
ایک عرصہ سے تھے یہ اشعار جملہ منتشر — جمع اسکو شہ ولی اللہ عزیزم نے کیا
فضل حق سے ہو گیا مطبوع یہ دیوان جب — سوچا میں نے شوق سے مصرعۂ تاریخ کا
منھ سے ہاتف کے یہ نکلا مصرعۂ تاریخ بیچ — دیکھئے کیا خوب یہ دیوانِ تسلیم اب چھپا

۱۳۲۸ + ۵ = ۱۳۳۳

تقریظ و تاریخ مشفقی مکرمی جناب محمد عبد الکریم صاحب طالب مرید صادق حضرت موصوف

پیر و مرشد حضرت تسلیم صاحب قادری — مظہر حق مصدرِ سرِّ جناب کردگار
شیخ کامل پیر رہبر رہنمائے راہِ حق — پیشوائے عارفان و واصلِ پروردگار
شیخ مقبول خدا و مرجعِ عالم صفت — جنکے در پر سر رگڑتے تھے نامدار و تاجدار

پیر وہ کامل تھے جسکے آستاں پر صبح و شام
استفاضہ کے لئے رہتے تھے اہل افتخار

خاک پا کحل البصر کرنیکی رکھکر آرزو
ہوتے حاضر خدمتِ اقدس میں اکثر زائر

آپ وہ پیر مغاں تھے جسکے میخانہ سے مے
پیکے ہوتے مستِ وحدت میکشان و بادہ خوار

سیکھنے آتے سواری آپ سے کتنے یکہ تاز
وہ تھے میدانِ ولایت کے یگانہ شہسوار

وہ علو پرواز تھے یکتا یگانہ شاہ باز
جاتے آتے لامکاں تک پل میں جو لیل و نہار

راہ و رسمِ عشق سے واقف ہیں تا اہل سلوک
آپ نے دیوان یک چھوڑا ہے بہر یادگار

تھا پراگندہ وہ دیوان شہ ولی اللہ نے
نورِ عینِ حضرتِ تسلیم ہیں جو نامدار

جہد و کوشش سے اسے یکجا کیا چھپوا دیا
تا رہے دنیا میں حضرت کا ہمیشہ یادگار

حرف ہر یک اسکا ہے دریائے وحدت سے بھرا
کیوں ہر یک نقطہ اسکا نور بار

ہے حلاوت بخش ہر یک مصرعہ دیوان عجیب
رمز داں اس میں ہے لطف محبت خوشگوار

شہسوار دشت یا ہو ہو گا وہ طالب ضرور
کو سمجھے تسلیم صاحب کا بنا جو کوئی غبار

قطعہ

خدا کے فضل سے اور شہ ولی اللہ کی کوشش سے
چھپا دیوان رمزِ حالِ و قالِ [illegible] کامل کہہ

سنِ تاریخ اسکا طالبِ تسلیم کہہ کر اب
چھپا دیوانِ رمزِ وحدتِ تسلیم بیدل کہہ

۱۳۳۳ھ

قطعہ تاریخ مشفقی مکرمی جناب محمد عبد اللہ صاحب کمالی مرید صادق حضرت موصوف

حضرت تسلیم کا دیواں ہے یہ
رمزِ وحدت کا ہے جس میں برملا

کہہ دو تم الفاظ میں تاریخ یوں
تیرہ سو تینتیس میں دیوان چھپا

قطعہ تاریخ گفتہ مکرمی جناب غلام رسول صاحب جنیدی نائب [illegible]

صحت تسلیم

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
	۵	درگاہ سکے	درگاہ کہ	۴۰	۱۰	ہوس ہے	
	۱۶	رونا رہو	روتا رہو	۔۔	۱۶	بہ دل	یہ دل
	۷	اجر	اخیر	۴۱	۲	احرام	اجرام
	۱۷	جس یہ	جبہ یہ	۔۔	۱۸	ذر	ذرہ
	۴	میں وہ	میں ہو	۴۳	۱۴	رہبر	راہبر
	۹	اپنا یہاں	اپنا مہمان	۴۴	۴	بدی سے	نہ بدی سے
	۱۲	بیناپنے کا	میں پینے کا	۔۔	۷	تو	لو
	۱۱	سایۂ دیوار	سایۂ دیوا	۴۵	۱	دوا	سودا
	۷	لے دانہ	لے آدانہ	۔۔	۲	سر سک	سرشک
	۱۰	دل میرا	دل اپنا	۔۔	۶	بہول جاؤں	بہول جاؤ
	۱۱	یہ ہے	یہ ہے	۴۶	۱۴	پہ پانی کا	یہ پانی کا
	۵	گزراوں	گزرا غزروں	۔۔	۱۶	لیکے	لے لیکے
۔۔	۱۵	خوش ہے	ہے خوش	۴۷	۱۶	خودسے	خودی سے
۳۷	۲	کہتے ہیں	کھلتے ہیں	۴۸	۳	مختار کا	مختار کار
۔۔	۱۷	نقش	نفس	۔۔	۸	باطل میں	باطل ہی ہے
۳۹	۵	قصور	تصور	۴۹	۱۰	پسدی	پسندی
۴۰	۶	لے ہوا کی	ہے ہوا کی	۵۶	۷	اسے مسیحا	اے میرے مسیحا

اعلان

الحمد للہ والمنۃ ایک مدت کی آرزو کے بعد دیوان تسلیم جو واصل الی اللہ حقائق آگاہ حضرت شاہ غلام جیلانی بادشاہ صاحب قبلہ قادری قدس سرہٗ العزیز مشائخ قصبہ گلشن آباد میدک کے تمام اُردو و فارسی غزلیات و رباعیات کا مجموعہ ہے طبع ہو کر ہدیۂ ناظرین ہے۔ بالخصوص اُردو غزلیات میں حضرت نے جس صوفیانہ مذاق اور فقیرانہ بول چال کا استعمال فرمایا ہے وہ قابل دید ہے۔ درحقیقت غزلیات کے پیرایہ میں حضرت نے ~~ایسے ایسے باطنی رشاد اور پند و نصائح کو بیان فرمایا ہے جو غور کرنے~~ اور سمجھنے سے تعلق رکھتے ہیں۔ عموماً ہر با مذاق انسان اور خصوصاً حضرت کے مریدین و معتقدین کو لازم ہے کہ بہت جلد اس نادر کتاب کو خرید فرما کر سعادت دارین حاصل کریں۔ اگرچہ اس دیوان کا حجم قریباً ڈھائی سو صفحہ کے ہے اور اس میں (٥٩٨) غزلیات ہیں لیکن باوجود اسکے صرف ۹ قیمت علاوہ خرچ ڈاک رکھی گئی ہے۔ خریدار کو چاہئے کہ مطبع محبوب النظائر بال حیدرآباد واقع دبیر پورہ بلی بی الاوہ یا بمقام میدک حضرت شاہ محمد روح اللہ صاحب قبلہ قادری مدظلہ العالی سجادہ درگاہ حضرت ممدوح قدس سرہٗ العزیز سے طلب فرمائیں فقط

المعلن۔ مہتمم مطبع محبوب النظائر بال۔ جملہ حقوق محفوظ ہیں۔